کعبۃ اللہ اور اس کا حج

محمد معراج الاسلام ایم۔ اے
شیخ الحدیث منہاج القرآن یونیورسٹی

Marfat.com

کعبۃ اللہ اور اس کا حج

حج کے موضوع پر، انتہائی دلچسپ، جامع، مربوط، معنی خیز، نیم ادبی، عام فہم، اور ہر طبقے کیلئے یکساں مفید، معلومات افزا کتاب

محمد معراج الاسلام

ایم۔ اے

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : کعبۃ اللہ اور اس کا حج

مصنف : محمد معراج الاسلام

ناشر : محمد مصباح الاسلام

طباعت : اشتیاق مشتاق پرنٹرز

قیمت : 350/- [redacted] روپے

[redacted]

ملنے کے پتے

مکتبہ جمال کرم

۹۔ مرکز الاویس، دربار مارکیٹ لاہور، فون: 042-7324948

سیل سنٹر ادارہ منہاج القرآن

365۔ ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ نوریہ رضویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

مکتبہ المجاهد۔ دار العلوم محمدیہ غوثیہ۔ بھیرہ ضلع سرگودھا۔

قرآن عالیشان پبلی کیشنز

ظہور بلڈنگ تیسری منزل آفس 4، دربار مارکیٹ، لاہور

رابطہ: 0303-4328697 0321-4602269

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ جناب حاجی محمد فضل کریم صاحب

﴿وزیر اوقاف پنجاب کے تاثرات﴾

"کعبۃ اللہ اور اس کا حج" اپنے مضامین اور ترتیب کے لحاظ سے ایک انوکھی اور انمول کتاب ہے۔ مصنف نے کتاب کو مختلف ابواب اور حصوں میں تقسیم کر کے پہلے یہ بتایا ہے کہ کعبہ شریف کیسے اور کیوں تخلیق کیا گیا؟ مقامات حج اور عمرہ کن افعال واعمال کا نام ہے۔ دونوں میں کیا فرق ہے' اور وہ کیسے ادا کیے جاتے ہیں' حج اور طواف کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور اسی قسم کے تمام امور و مسائل مصنف نے بڑی ترتیب اور سلیقے سے سادہ اور دلنشین انداز میں پیش کیے ہیں۔ کتاب پڑھتے ہوئے قاری پر عجب وارفتگی طاری ہو جاتی ہے۔ اور وہ یوں محسوس کرتا ہے جیسے ان مقامات پر خود موجود ہے۔

اعمال کو تاریخی پس منظر میں سمجھنے' اور ضروری امور و مسائل کو آسانی سے جاننے کے لیے یہ ایک نادر کتاب ہے جسے مصنف نے بڑی محنت اور مہارت سے لکھا ہے۔ حج کے موضوع پر اس اسلوب وانداز میں آج تک ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے' آمین

Marfat.com

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کا تبصرہ

﴿کعبۃ اللہ اور اس کا حج﴾

شیخ الحدیث علامہ محمد معراج الاسلام مستند عالم دین اور آزمودہ کار صاحب قلم ہیں، جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے ہیں ان کے ذہن کی انفرادی ساخت ہمیشہ نئے نئے اسلوب اختیار کرتی ہے۔

زیر نظر کتاب حجاج کرام کی رہنمائی کے لیے لکھی گئی ہے۔ لیکن مصنف نے اسے انتہائی دلچسپ اور کثیر المقاصد تصنیف بنادیا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے سے انسان حرمین شریفین میں حاضری اور مناسک حج ہی سے متعارف نہیں ہوتا بلکہ خود کو ایک پورے تاریخی پس منظر سے ہم آہنگ محسوس کرتا ہے۔

مصنف قاری کو فقہی رہنمائی کے ساتھ ساتھ حرمین شریفین کی تاریخ سے بھی آگاہ کرتے جاتے ہیں۔ کتاب کا اسلوب اتنا رواں اور شستہ ہے کہ یہ نہ تو تاریخ کی خشک کتاب لگتی ہے اور نہ ہی مجرد تلقین مناسک کا دو ٹوک ہدایت نامہ محسوس ہوتی ہے ایک اور اہم امر جس سے تعلیم حج کا دوسرا لٹریچر عموماً خالی ہوتا ہے وہ حج کا روحانی پہلو ہے اس کتاب میں اس پہلو کو بھی اجاگر کرنے کی بہت کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

یہ کتاب واقعتاً ایک صاحب ذوق، روح اسلام سے آشنا، شریعت مطہرہ کے اسرار سے واقف، صاحب اسلوب ادیب اور پختہ کار مدرس کے قلم سے نکلا ہوا شہکار ہے۔

تمام صاحب دل مسلمانوں کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ خصوصاً جن حضرات کو حجاز مقدس کی زیارت اور حج کا شرف حاصل ہو رہا ہو ان کے لیے یہ کتاب ایک کامیاب رفیق سفر اور خضر راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنِ

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

Marfat.com

اللهم صل علی سیدنا

ومولانا محمد وعلی آل

سیدنا و مولانا محمد وعلی

اصحاب سیدنا ومولانا

محمد وبارك وسلم

Marfat.com

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیَامًا لِّلنَّاسِ

اللہ کریم نے عزت و حرمت والے گھر کعبہ شریف کو
لوگوں کے لئے حصول فوائد کا سرچشمہ اور ان کے
مفادات کا نگران اعلیٰ بنا دیا ہے

جس سے دینی اور دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں

☆ دینی فوائد یہ ہیں کہ حج جیسی عالی شان عبادت کے تمام ارکان و مناسک اسی جگہ ادا کئے جاتے ہیں۔ جس سے کھربوں نیکیاں انسان کے اعمال نامہ میں منتقل ہوتی ہیں جن کا حصول عام حالت میں ناممکن یا بہت مشکل ہوتا ہے۔

☆ دنیاوی فوائد یہ ہیں کہ تجارت کو فروغ ملتا ہے' محنت و اجرت کے مواقع میسر آتے ہیں جس سے مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلامی ممالک کی صنعت و حرفت اور دست کاری کے اعلیٰ نمونے متعارف ہوتے ہیں۔ غربت و افلاس اور حرماں نصیبی کا خاتمہ ہوتا ہے' اور دل کے ویرانوں میں حقیقی مسرتوں کے پھول کھلتے ہیں۔ وحشت زدہ' ستم رسیدہ اور مظلوم لوگوں کو جور و جفا کی چیرہ دستیوں سے نجات ملتی ہے اور امن و سکون کی سہانی فضا میسر آتی ہے اور وہ اس پر نور ماحول میں سکھ کا سانس لیتے ہیں۔ حرم کعبہ ان کی نگرانی اور پاسبانی کرتا ہے اور آغوش شفقت میں لے کر دنیا جہاں کے ہر غم سے نجات دے دیتا ہے۔

Marfat.com

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ
لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ
مُبَارَكًا وَّ هُدًى
لِّلْعَالَمِيْنَ

بے شک پہلا گھر' جو لوگوں کے لئے عبادت گاہ کے طور پر
بنایا گیا' وہ ہے جو مکہ میں ہے
یہ بڑا ہی بابرکت اور اہل جہاں کیلئے سراسر ہدایت ہے

Marfat.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
حصہ اول	
کعبہ شریف کی تعمیر وتاریخ	
☆ حرم مکی ☆	28
☆ پہلا باب	
کعبۃ اللہ کی تخلیق وایجاد	32
تعمیر ملائکہ اور اس کے اسباب	37
البیت المعمور۔ فرشتوں کا کعبہ	41
تعمیر کعبہ اور اس کا پہلا طواف	43
☆ دوسرا باب	
تعمیر حضرت آدم علیہ السلام	47
☆ تیسرا باب	
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور	59
تعمیر کعبہ شریف	
(۱) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا	61
(۲) حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا	61

Marfat.com

عنوانات	صفحہ نمبر
(۳) حضرت اسماعیل علیہ السلام	63
(۴) حضرت اسحاق علیہ السلام	63
(۵) رقابت اور جلاوطنی	64
(۶) وادی غیر ذی زرع میں	65
(۷) قربانی کا حکم	69
(۸) تعمیر کعبہ کا حکم	79
(۹) کعبہ کا حدود اربعہ	84
(۱۰) حج کی دعوت عام	86
☆ چوتھا باب	
تعمیر قریش	89
☆ پانچواں باب	
تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	99
حصہ دوم	
مقامات حج	
(۱) میقات	109
(۲) کعبہ معظمہ	110
(۳) حجر اسود	112
(۴) مقام ابراہیم	115
	119

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات
123	(۵) ملتزم
126	(۶) رکن یمانی
131	(۷) آب زم زم
134	(۸) صفا' مروہ
136	(۹) منیٰ' عرفات' مزدلفہ
	حصہ سوم
	مناسک حج اور قوانین و احکام
143	حج کیا ہے؟
145	(۱) میقات کے احکام و مسائل
145	(۱) زمین حرم یا حدود اربعہ
147	(۲) سرزمین حل
147	(۳) آفاق
148	۱- آفاقی کی میقات
148	۲- ''اہل میقات'' اور ''اہل حل'' کی میقات
148	۳- ''اہل حرم'' کی میقات
150	(۲) احرام کے احکام و مسائل
155	(۳) طواف کے احکام و مسائل
155	(۱) پاکیزگی و طہارت
155	(۲) طواف شروع کرنے کا طریقہ
158	(۳) طواف کے ضروری آداب

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات
159	(۴) پورے کعبہ کا طواف
159	(۵) بر آمدے اور چھت پر طواف
160	(۶) طواف میں کمی بیشی کا حکم
161	(۷) طواف کے ہر چکر پر تکبیر
162	(۸) سات چکروں میں پڑھی جانے والی دعائیں
164	(۹) مقام ابراہیم پر دو نفل
166	(۱۰) ملتزم پر حاضری کا طریقہ
168	(۱۱) آب زم زم پینے کے آداب
172	(۴) صفا' مروہ کی سعی
175	(۵) منی کی طرف روانگی
179	(۶) عرفات کی طرف روانگی
180	عرفات کی خاص عبادات
181	درود و دعا اور ذکر و تلاوت کا دن
186	(۷) مزدلفہ کی طرف واپسی
188	(الف) مزدلفہ کی رات اور حاجی
190	(ب) وقوف مزدلفہ
192	(۸) منی شریف کی طرف واپسی
194	منی میں مصروفیات
194	دسویں تاریخ کے چار (4) کام
194	(۱) رمی جمرات
194	رمی کرنے کا طریقہ

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات

(۲) قربانی	196
(۳) حلق و قصر	198
(۴) طواف زیارت	200
منی میں گیارھویں تاریخ کی مصروفیات	203
منی میں بارھویں تاریخ کی مصروفیات	204
بارہویں تاریخ کے بعد	205
☆ عمرہ کرنے طریقہ	206
طواف کی اہمیت	207
☆ طواف کی اقسام	209
(۱) طواف قدوم	209
(۲) طواف زیارت	209
(۳) طواف عمرہ	210
(۴) طواف وداع	211
(۵) طواف تحیہ المسجد	212
☆ حج کی اقسام	213
(۱) حج افراد	215
(۲) حج تمتع	215
(۳) حج قران	215
☆ چند ضروری معلومات واصطلاحات	217
(۱) احرام	219

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات

219	(۲) تلبیہ
219	(۳) تکبیر تشریق
221	(۴) استلام
221	(۵) اضطباع
222	☆ حج کرنے کا طریقہ بصورت خلاصہ
224	☆ حج بدل
228	☆ عورتوں کے احکام و مسائل
230	(۱) عورتوں کا احرام
230	(۲) طواف زیارت
231	(۳) طواف رخصت
231	☆ کفارات و صدقات کا بیان
232	(۱) احرام میں کپڑے پہننے کا کفارہ
234	(۲) احرام میں خوشبو کا استعمال
234	(۳) احرام میں بال مونڈنا
235	(۴) احرام میں ناخن کاٹنا
236	(۵) طواف میں غلطیوں کا کفارہ
236	(۶) حرم شریف کے پودے اور جانور

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات

237	حصہ چہارم
	مناسک حج اور مقامات حج کے فوائد و فضائل.
	فضیلت حج و عمرہ
241	(۱) مناسک حج کا ثواب
243	(۲) حیرت انگیز اور بے حد و حساب اجر
246	(۳) حج کے لیے حلال کمائی کی اہمیت
247	(۴) اٹھتر ارب اور چالیس ارب نیکیاں
248	(۵) حج کا ثواب اور فوائد
249	(۶) حج نہ کرنے کی سزا
252	رونق محفل، جان حرم، مرکز دلربا؟ کعبۃ اللہ
253	فیضان کعبہ
254	عالمگیر محبوب
259	کعبہ کی فضیلت
	حصہ پنجم
	حج کی حقیقت و اصلیت
266	مرشد کامل کی نصیحت
267	حقیقی حج کے لیے تیاری کا طریقہ
268	حج کے لیے غسل و طہارت کی فضیلت
269	درباری لباس اور اس میں پوشیدہ حکمت

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات

دربار الٰہی کی دوسری منزل۔حدود حرم	270
دربار الٰہی	271
کعبہ'حجر اسود'ملتزم کی حقیقت	
مقام ابراہیم	273
چشمۂ زمزم پر سوچ کے زاویے	274
صفا'مروہ کی سعی کی حقیقت	275
منیٰ کے جلوے	277
عرفات کی برکات	278
مزدلفہ کا وقوف	280
جمرات کی رمی	281
قربانی کا راز	282
حلق کی حکمت	283
☆ حرم مدنی ☆	
حرم مدنی اور اس کا احترام	287
مسجد نبوی شریف کا اجمالی تعارف	
(۱) تعمیر اور رقبہ	290
(۲) حجرات نبوی	291
(۳) آٹھ عالیشان ستون	291
(۱) ستون تہجد	292

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات
292	(۲) ستون مقام جبریل
	(۳) ستون سریر
	(۴) ستون حرس یا ستون علی
293	(۵) ستون وفود
	(۶) ستون ابو لبابہ یا ستون توبہ
	(۷) ستون عائشہ رضی اللہ عنہا
	(۸) ستون حنانہ
294	(۴) محراب و منبر
295	(۵) ریاض الجنہ
296	(۶) صفہ یا طلباء کا مدرسہ
298	مسجد نبوی کی عہد بعہد توسیع
299	عہد جدید کی عظیم الشان توسیع
301	(۱) اصل مسجد نبوی کی "حدود اور چھت" کی علامت
302	(۲) منبر شریف اور ریاض الجنہ
303	(۳) مسجد نبوی کی تین محرابیں
305	(۴) صفہ مبارک
306	(۵) مسجد نبوی کے تاریخی دروازے
307	مسجد نبوی کی فضیلت
309	توسیع کے بعد مسجد نبوی کا حکم

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات
	مقدس مقامات کا اجمالی تعارف
312	(۱) جنت البقیع
314	(۲) شہداء احد
316	مساجد ستہ (چھ مسجدیں)
317	مسجد قبا شریف
319	مسجد قبلتین
	زیارت کے آداب
322	بارگاہ مصطفی ﷺ میں حاضری کی فضیلت
326	بارگاہ رسالت میں حاضری کے آداب
330	بارگاہ ابوبکر و عمر میں سلام
334	حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں
336	جنت البقیع کی حاضری
338	شہداء احد کے دربار میں
339	زائر کے لئے ضروری ہدایات
341	الوداعی سلام
342	واپسی کی دعا

Marfat.com

کتاب کا تعارف

اسلام کے پانچ ارکان ہیں ان میں سے ایک حج بھی ہے یہ دولت مند مسلمان پر فرض ہے جو عاقل و بالغ ہو اور راستے کے اخراجات برداشت کر سکتا ہو۔

قرآن پاک میں ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ○

"اور اللہ کی رضا کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں۔"

یہ سن ۹ ہجری میں مسلمانوں پر فرض ہوا مالی و جسمانی طاقت رکھنے کے باوجود حج نہ کرنے والا سخت گنہ گار ہوتا ہے اور جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

حج کی اسی اہمیت کی وجہ سے یہ جاننا ضروری ہے کہ حج کن حرکات و سکنات مناسک و آداب اور افعال و اعمال کا نام ہے اور انہیں ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ ان کی ترتیب کیا ہے اور انہیں مخصوص انداز سے بجالانے میں کیا حکمت ہے؟ جب تک ان افعال کی ادائیگی اور ان کے پس منظر کا صحیح علم نہ ہو اس وقت تک مناسک حج کی ادائیگی سے وہ لذت حاصل نہیں ہو سکتی جو دیوانہ وار گھومنے والے ایک عاشق اور وفا شعار مومن کو حاصل ہونی چاہیئے اس لئے مناسب سمجھا کہ ان تمام مناسک و افعال کی تفصیل و تاریخ پیش کریں' جو حج کی جان اور روح ہیں' اور جن کی گہرائی اور اصلیت تک

Marfat.com

پہنچے بغیر حج کا لطف اٹھانا ممکن نہیں۔ اس ضرورت و احساس کے تحت جو تفصیلات پیش کی گئی ہیں ان شاء اللہ وہ حج پہ جانے والوں کو ایک ایسا راستہ دکھائیں گی جو عشق و محبت اور وارفتگی کا راستہ ہے اور اہل محبت کی یقینی منزل اور ان کی فردوس گم گشتہ ہے۔

حج' بیت اللہ شریف کا کیا جاتا ہے اس لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ بیت اللہ شریف کیا ہے اس کی تعمیر کب کس طرح اور کیوں ہوئی اس میں مختلف زمانوں میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اور اس کی موجودہ شکل کب سے ہے اور کس نے دی؟ اور یہ کہ اس کا حدود اربعہ کیا ہے اور اس میں کیا کیا خوبیاں اور خاص باتیں پائی جاتی ہیں جنہوں نے اسے انفرادیت اور دنیا بھر کی مسجدوں میں سب پر فضیلت عطا کر دی ہے۔

اس کتاب میں ان تمام باتوں کے تفصیل سے جوابات دیئے گئے ہیں تاکہ قارئین اور حجاج کرام کو کعبہ معظمہ اور حج کے ارکان کے بارے میں کوئی تشنگی اور الجھن باقی نہ رہے۔ اور وہ کعبہ معظمہ' اس پر گزرے ہوئے واقعات اور مناسک حج کو اس طرح دیکھنے لگ جائیں جیسے آئینے میں صورتیں دیکھی جاتی ہیں۔ انشاء اللہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد حجاج کرام اور قارئین نہ صرف کعبہ مکرمہ کی پوری تاریخ حج کے ارکان و مناسک اور اس کی حکمتوں اور ادائیگی کے طریقوں سے آگاہ ہو جائیں گے بلکہ یہ تک جاننے لگ جائیں گے کہ وہ ارکان صحیح طریقے سے ادا کر رہے ہیں یا نہیں مجھے امید ہے یہ کتاب خصوصاً حجاج کرام کے لئے رہنما اور عام قارئین کے لئے بڑی مفید ثابت ہو گی اور ان کے دلوں میں حج کا شوق فراواں پیدا کرنے کا سبب بنے گی۔

اس کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

Marfat.com

حصہ اول

یہ حصہ کعبہ معظمہ کی تعمیر کی تفصیل کے لئے مختص ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کعبہ معظمہ زمین پر کیسے اور کیوں وجود میں آیا کتنی بار اور کس طرح تعمیر ہوا؟ اور اس کی تعمیر میں کن باکمال اور نورانی ہستیوں نے حصہ لیا؟
کعبہ معظمہ میں پائی جانے والی خصوصیات اور اس کی خاص نشانیوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ قارئین کعبہ شریف کی خاص خاص چیزوں سے پوری طرح آگاہ ہو جائیں اور انہیں پتہ چل جائے کہ کعبہ کیا ہے؟

حصہ دوم

بعض خاص مقامات ہیں جہاں پر خاص قسم کے افعال ادا کئے جاتے ہیں انہیں مقامات حج کہتے ہیں۔ ان مقامات حج پر ان افعال کی ادائیگی ہی کا نام حج ہے اس حصے میں ان مقامات حج کا تعارف پیش کیا گیا ہے کہ وہ کعبہ شریف سے کتنے فاصلے پر ہیں اور انہیں افعال حج کی ادائیگی کے لئے کیوں چنا گیا ہے؟

حصہ سوم

مقامات حج پر جو خاص قسم کے افعال ادا کئے جاتے ہیں انہیں مناسک حج کہتے ہیں اس حصے میں ان مناسک و آداب کی تفصیل پیش کی گئی ہے کہ کس مقام پر کیا کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے؟ گویا احکام و قوانین حج اور حج کرنے کے طریقے اسی حصہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ نیز افعال حج میں اگر کوئی غلطی واقع ہو جائے تو اسے کیسے دور کیا جاتا ہے؟ اس کا بیان بھی اسی حصے میں ہے۔

Marfat.com

حصہ چہارم

اس حصے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں مقامات حج اور مناسک حج کے فوائد و فضائل بیان کیئے گئے ہیں۔

مقامات حج کی زیارت اور ان میں حاضری کی فضیلت' کعبہ معظمہ کی شان دلربائی' اس کے انداز محبوبیت اور فیضان و برکت اور حج و عمرہ کی فضیلت کی تفصیلات پڑھ کر انسان کے دل میں اس سعادت کے حصول کیلئے ایک تڑپ پیدا ہو جاتی ہے' اور وہ محسوس کرنے لگ جاتا ہے کہ حج کے بغیر وہ ادھورا ہے' اکیلی یہ عبادت جو کچھ بخش سکتی ہے وہ ساری عمر کی محنت سے بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ حج ہی ہے جو اربوں نیکیوں کی لافانی اور بے حد و حساب دولت اس کے دامن میں انڈیل دیتا ہے اور اسے آخرت میں کام آنے والے بہت بڑے خزانے کا مالک بنا دیتا ہے' یہ احساس اسے ذہنی طور پر تیار کر دیتا ہے' کہ جونہیں وہ حج کے قابل ہو گا تو فوراً بارگاہ الوہیت اور دربار مصطفوی میں حاضر ہو جائے گا' بلکہ وہ تمنائیں کرنے لگ جاتا ہے کہ جلد اس قابل ہو' اور شوق کے پروں پہ اڑ کر وہاں پہنچ جائے۔

حصہ پنجم

اس میں حج کے اسرار رموز اور اس کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں کہ حج صرف یہ نہیں ہے کہ انسان چند ظاہری مناسک و ارکان ادا کر لے' بلکہ حقیقی حج یہ ہے کہ ان افعال کو اپنی روح پر طاری کرے' اور ہر عمل کے وقت "مقصود عمل" اس کے پیش نظر رہے' اور وہ اسے ایک روحانی جذبے کے ساتھ' کیف و سرور کے عالم میں انجام دے۔ اس حصے میں اسی کیفیت و سرور اور جذبے کے حصول پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

حرم مدنی

یہ اس کتاب کا آخری حصہ ہے' جس میں بارگاہ رسالت اور مقدس مقامات پر حاضری کے آداب بتائے گئے ہیں۔

حج سے فراغت کے بعد ایک سچے امتی پر لازم ہوتا ہے کہ اب اس محسن اعظم کی بارگاہ میں حاضری دے جس نے اس عظیم بارگاہ کا دروازہ دکھایا' اور مناسک حج اور اس کے فضائل سے آگاہ کیا' چنانچہ وہ ایک زائر و غلام اور عاشق کی حیثیت سے مدینہ طیبہ کا رخ کرتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے انوار روضہ اطہر ہے' ساتھ ہی مقام صفہ ہے ریاض الجنہ' عالیشان نورانی ستون' مسجد کی تین محرابیں' منبر شریف اور بہت سے تاریخی آثار ہیں' جو وہاں قدم قدم پر موجود ہیں۔

ان کے علاوہ مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں بے شمار مقدس مقامات' متبرک مزارات اور ایمان افروز آثار پائے جاتے ہیں' جن کی زیارت' ایمان کو حرارت اور دلوں کی گرمی عطا کرتی ہے' اور خیر و برکت سے دامن کو بھرتی ہے' انسان اپنے روشن ماضی سے آگاہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ' اس کے رسول ﷺ اللہ والوں کیلئے اپنے دل میں بے پناہ محبت محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔

ہم نے کتاب کے اس حصے میں پہلے مسجد نبوی' ریاض الجنہ' محراب و منبر' اور آٹھ ستونوں کا تعارف پیش کیا ہے۔ اور ان کی تاریخی حیثیت پر روشنی ڈالی ہے' تاکہ حاجی کو ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو جائیں' اور وہ ایک اجنبی کی طرح انہیں نہ دیکھتا رہے' بلکہ ان کے مقام و مرتبے سے بھی واقف ہو' اور وہاں کیا کرنا ہے اس سے بھی آگاہ ہو۔ اسی طرح

Marfat.com

مدینہ منورہ کے گردونواح کی مساجد اور بعض مقامات پر روشنی ڈالی ہے تاکہ ان کی اہمیت کا پتہ چل جائے۔

ان تمام مقامات و مساجد اور مزارات و آثار کی دینی حیثیت سے آگاہ کرنے کے بعد یہاں حاضری کا طریقہ بتایا ہے' اداب سکھائے ہیں' اور وہ دعائیں بتائی ہیں جو ان جگھوں پر پڑھی جاتی ہیں' تاکہ زائر کو پتہ ہو' کہاں کیا کرنا ہے' اور کیا پڑھنا ہے؟

امید ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد زائر حرم کی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا' اور وہ غائبانہ طور پر ہر چیز سے متعارف ہو جائے گا اور جب وہاں پہنچ کر یہ مناظر و آثار اپنی آنکھوں سے دیکھے گا تو نہ صرف اس کی تشنگی دور ہو گی بلکہ بے حد مزہ بھی آئے گا اور وہ محسوس کرے گا کہ ایسی جگہ آیا ہے جہاں کی ہر چیز پہلے ہی سے دیکھی ہوئی ہے۔

قارئین اور حجاج کرام سے گذارش ہے وہ تمام حصوں کو بغور پڑھیں اور ترتیب و سہولت بیان کے بارے میں اپنی گراں قدر رائے سے نوازیں' اور اس کی افادیت میں مزید اضافے کے لئے اگر کوئی تجویز ذہن میں آئے' تو اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ کتاب کو مفید ترین اور ہر لحاظ سے جامع بنایا جا سکے' اظہار ممنونیت کے ساتھ آپ کی پیش قدر آراء کو پذیرائی بخشی جائے گی اور اس تعاون کی جزاء اللہ کریم دیں گے۔

یا اللہ! جواد و کریم رب! تیری ہی توفیق و عطا سے یہ کتاب مکمل ہوئی' اسے قبول بھی فرما' اور حجاج و قارئین کیلئے مفید بھی بنا' سب پڑھیں اور تیری رحمت کے سبب سے اس فیض یاب ہوں' اے خطاؤں کو معاف کرنے والے' اس تحریر میں کہیں بھی کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف فرما' اور اس کی اصلاح کی توفیق دے' اور اس کاوش کو اپنی رضا اور حضور نبی کریم ﷺ کے قرب اور حصول شفاعت کا ذریعہ بنا۔

Marfat.com

اے اللہ! میرے محب مکرم اور دینی بھائی' جناب حاجی محمد اسلم حال مقیم ناروے' جنہوں نے دوران حج دل و جان سے میری خدمت کی' اپنے آرام و سکون کی بھی پرواہ نہ کی اور میرا ہر طرح خیال رکھا' رب کریم! ان کی اس خدمت کو قبول فرما' دنیا و آخرت میں بہتر اجر دے' وہی اس تحریر کے محرک بنے' ان کے والد گرامی جناب فتح محمد صاحب کو اس کا ثواب عطا فرما اور جنۃ الفردوس میں جگہ دے تمام مسلمانوں کو بھی اس کی برکات سے نواز بے شک تو نوازنے والا مہربان ہے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و تب علينا انك انت التواب الرحيم وصل و سلم وبارك على حبيبك الروف الرحيم سيدنا محمد و اله واصحابه اجمعين۔

بندہ کمترین
محمد معراج الاسلام

یکم رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ
۲۲ جنوری سن ۱۹۹۶ء

Marfat.com

Marfat.com

حرم مکی

Marfat.com

Marfat.com

حصہ اول

کعبہ کی تعمیر و تاریخ

☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆
☆☆☆
☆

اس میں پانچ باب ہیں:

پہلا باب: تعمیر ملائکہ
دوسرا باب: تعمیر حضرت آدم علیہ السلام
تیسرا باب: تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام
چوتھا باب: تعمیر قریش
پانچواں باب: تعمیر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

Marfat.com

پہلا باب

کعبہ کی تخلیق وایجاد

☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆
☆☆☆
☆

(۱) تعمیر ملائکہ اور اس کے اسباب

(۲) البیت المعمور ۔ فرشتوں کا کعبہ

(۳) تعمیر کعبہ اور اس کا پہلا طواف

Marfat.com

کعبہ کی تخلیق و ایجاد

ابھی زمین نہیں بنائی گئی تھی' لیکن قدرت کو منظور تھا کہ زمین بنائی جائے' اور اس پر ایک انوکھی مخلوق آباد کی جائے' جسے انسان کہتے ہیں' اس کا مورث اعلیٰ' خلیفہ آدم ہو' جس کا پیکر خاکی بنا کر اس میں نورانی روح پھونکی جائے' اور ابو البشر کی حیثیت سے زمین پر بھیجا جائے' جہاں اس کی نسل بڑھے' پھلے پھولے' اور زمین کو آباد کرے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام اور زمین کی تخلیق سے تقریباً دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ' ٹھاٹیں مارتے پانیوں سے زمین کو اور خاص طور پر سب سے پہلے اس کے مقدس مقامات کو پیدا کرنے کا انتظام فرمایا۔

[دو ہزار سال سے مادی دنیا کے ماہ و سال اور دن رات مراد نہیں ہیں' جو سورج کے طلوع و غروب سے پیدا ہوتے ہیں' بلکہ ان کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے' ممکن ہے وہ ہماری دنیا کے لاکھوں کروڑوں سال بن جاتے ہوں۔]

اس وقت ہر طرف پانی ہی پانی تھا'

وَ کَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ (سورہ ھود' آیت' ۷)

"اور اللہ کا عرش پانی پر تھا"---اس پانی کی کیفیت و حقیقت بھی ہماری ناقص سمجھ سے بالاتر ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ان بہتے پانیوں پر ایک تند و تیز ہوا بھیجی جس نے پرسکون پانیوں کو موجزن کردیا' ہر طرف زبردست شور برپا ہوگیا' سمندر میں ہوشربا طوفان اٹھنے لگے' چٹانوں کو بھی اپنے منہ زور تھپیڑوں سے پاش پاش کردینے کی سکت رکھنے والی فلک بوس لہریں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں۔ اس عمل سے سطح آب پر جھاگ پیدا ہوئی' جس نے بعد میں ٹھوس شکل اختیار کرلی۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ چیز بن گئی جس کو زمین کہتے ہیں۔

زمین کا یہ ٹکڑا جو سب سے پہلے سطح سمندر پر نمودار ہوا "کعبہ معظمہ" تھا' جس کے بعد باقی زمین اسی کے نیچے سے بچھائی گئی' اور پھر اسے باقاعدہ ایک عظیم الشان "کرہ" کی شکل دی گئی جو اکاون کروڑ چھیاسٹھ ہزار ایک سو (510066100) مربع کلو میٹر پر پھیلا ہوا ہے۔

قرآن پاک میں مکہ مکرمہ کو "ام القری" کہا گیا ہے یعنی یہ شہروں اور ملکوں کی ماں ہے'

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ۝

(سورہ انعام' آیت ۹۳)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔

لِاَنَّ الارْضَ دُحِيَتْ مِن تَحتِهَا۔

"اسے یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ باقی زمین اسی کے نیچے سے بچھائی گئی ہے۔"

(فی رحاب البیت:۱۴۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے۔

لما كان العرش على الماء قبل ان تخلق السماوات والارض' بعث الله ريحا هفافة فصفقت الماء' فابرزت عن خشفة فى موضع البيت كانها قبة فدحا الله الارض من تحتها۔

(الجامع اللطیف:۱۳)

Marfat.com

"زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے' جبکہ عرش پانی پر تھا' اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست آندھی بھیجی' جس نے پانی میں طوفان برپا کردیا' اس کا اثر یہ ہوا کہ جہاں کعبہ شریف ہے' وہ جگہ ایک جزیرے کی شکل میں نمودار ہوئی' جو' گنبد نما تھی' پھر اللہ تعالیٰ نے اسی کے نیچے سے باقی زمین بچھائی۔"

حضرت ابن عباس نے اپنے بیان میں "خشفة" کا لفظ استعمال کیا ہے' اہل زبان فرماتے ہیں:

"ویقال للجزیرة التی فی البحر لا یعلوها الماء خشفة۔"

(الجامع:۱۳)

"سمندر میں خشکی کا وہ حصہ جس پر پانی نہ چڑھے اسے خشفة اور جزیرہ کہتے ہیں"

حضرت کعب احبار نے اپنی روایت میں اسی کیفیت کو "غثاء" سے تعبیر کیا ہے "غثاء" خشک چیز کو کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"کَانَتِ الکَعبةُ غُثَاء علَی الارضِ قَبلَ خَلقِ السمٰواتِ وَالارض۔"

(الجامع:۱۲)

کعبہ مکرمہ' زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ایک خشک زمینی ٹکڑے کی شکل میں نمودار ہوا' پھر اسی سے زمین بچھائی گئی۔

ان بیانات کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ کعبہ معظمہ' خشک جزیرے کی صورت میں پانی کی سطح پر نمودار ہوا' اور اس کی شکل گنبد سے ملتی جلتی تھی اس کے بعد اسی کے نیچے سے باقی زمین بچھائی اور پھیلائی گئی۔

اگلی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ظہور کعبہ کے دو ہزار سال بعد باقی زمین اس کے نیچے سے بچھائی گئی۔

اس کے راوی حضرت مجاہد ہیں' فرماتے ہیں۔

Marfat.com

لِانَّ قَواعِدَ البَیتِ خُلِقَت قَبلَ الارضِ بِالَفی سَنة ثُم بسطتِ الارضُ مِن تَحتِہ۔

(تاریخ مکہ للقطبی:۳۲)

"بے شک بیت اللہ شریف کی بنیادوں کو زمین سے دو ہزار سال پہلے بنایا گیا' پھر زمین اس کے نیچے سے بچھائی گئی۔"

ایک دوسری روایت میں ہے۔

وَان ھذا کان قبل خلق آدم علیہ السلام و قبل خلق الارض بالفی عام وان الارض دحیت من تحتہ۔

(الجامع اللطیف:۱۲)

"کعبہ کی تخلیق و نمود کا یہ عمل' حضرت آدم علیہ السلام اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے وقوع میں آیا تھا' پھر اس واقعہ کے دو ہزار سال بعد کعبہ ہی کے نیچے سے باقی زمین بنائی اور بچھائی گئی۔"

کعبہ کے بعد جو مقدس مقامات ظہور میں آئے' ان کے بارے میں علامہ ثعلبی کی ایک روایت ملتی ہے۔

"کان اول ظاھر علی وجہ الارض مکہ' وزاد غیرہ ثم المدینہ ثم بیت المقدس ثم دحا الارض منھا۔"

(الجامع:۱۲)

"روئے زمین پر سب سے پہلے مکہ ظاہر ہوا' ایک دوسری روایت میں ہے' پھر مدینہ ظاہر ہوا اس کے بعد بیت المقدس نمودار ہوا' اس کے بعد باقی زمین بچھائی گئی۔"

روایات کی روشنی میں حقائق وواقعات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کعبہ معظمہ' مدینہ منورہ اور بیت المقدس جیسے مقدس مقامات کی ایجاد و تخلیق کے دو ہزار سال بعد باقی زمین انہی کے گرد و پیش بچھائی گئی' جب

Marfat.com

زمین بن گئی تو اس کے کافی عرصہ بعد جناب آدم علیہ السلام کی تخلیق عمل میں آئی' وجہ یہ کہ قرآن پاک میں ہے' اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تھا' ہم زمین پر ایک خلیفہ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جس سے ثابت ہوا کہ جب آسمانوں میں تخلیق آدم کے چرچے تھے اس وقت زمین موجود تھی' اور جناب آدم علیہ السلام کا پیکر خاکی بعد میں تیار کیا گیا۔

اگلے باب میں اس حقیقت کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔

OOOOO

Marfat.com

پہلا مرکز عبادت

"اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ○

"بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے (عبادت گاہ کے طور پر) بنایا گیا' وہ ہے' جو مکہ میں ہے۔ وہ بڑا ہی بابرکت اور اہل جہاں کے لئے سراسر ہدایت ہے۔"

کعبہ مکرمہ کی پہلی تعمیر

تعمیر ملائکہ اور اس کے اسباب

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نور نظر' اور کربلا کے حالات وواقعات کے چشم دید گواہ' جناب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ' طواف کعبہ میں مصروف تھے' آپ کے صاحبزادے جناب امام محمد باقر بھی آپ کے ہمراہ تھے' اتنے میں ایک لمبا تڑنگا شخص بھیڑ کو چیرتا ہوا آپ کے قریب آیا' اور اپنا ہاتھ آپ کے کندھے پر رکھ دیا' جناب امام زین العابدین نے مڑکر دیکھا تو اس نے بلند آواز سے کہا:

"السلامُ علیكَ یَا ابنَ بنت رسولِ اللّٰہ ﷺ! اِنی اُریدُ اَن اَسالَكَ"۔

"اے رسول کریم ﷺ کی بیٹی کے دانا وبصیر صاحبزادے! آپ پر سلام' میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں' اذن لب کشائی دیجئے۔"

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اس کے سلام کا جواب دیا' اور خاموشی سے اپنے طواف میں مصروف رہے' مزید کچھ نہ فرمایا:

Marfat.com

طواف سے فارغ ہو کر حطیم میں تشریف لائے' اور دو نفل ادا کئے پھر "میزاب رحمت" کے نیچے بیٹھ گئے' اور اپنے صاحبزادے محمد باقر سے فرمایا:
اے محمد! سائل کہاں ہے؟
حضرت امام باقرؒ نے سائل کو اشارہ کیا' وہ آپ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: اپنا سوال پیش کرو' اور جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو' بے جھجک پوچھو' گھبرانے یا ہچکچانے کی کوئی ضرورت نہیں۔
اس شخص نے ادب سے کہا' سرکار! میں کعبۃ اللہ کا طواف کرنے کے لئے آیا ہوں' یہ اللہ کا گھر ہے' اس نے یہاں آنے اور اس کا طواف کرنے کا حکم دیا ہے' میرے دل میں طبعی طور پر یہ جاننے کا شوق پیدا ہوا ہے کہ یہ کعبہ کیا ہے؟ اور اس کا طواف کرنے کا کیوں حکم دیا گیا ہے؟ آپ تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں اور اس کے اسباب پر روشنی ڈالیں۔
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہاں کے باشندے ہو؟
اس نے عرض کی: حضور! میں ملک شام کے دل' بیت المقدس کا رہنے والا ہوں۔
آپ نے فرمایا: اے شامی بھائی! غور سے سن اور میرے جواب کو ذہن نشین کر' تجھے پتہ چل جائے گا' کعبہ کیا ہے اور اس کا طواف کیوں شروع اور لازم کیا گیا ہے؟
یہ اس دور کی بات ہے' جب ابھی حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا نہیں کیا گیا تھا' نورانی فرشتوں سے کائنات نور آباد تھی' اور پاکیزہ فضائیں ان کی تسبیح و تقدیس کے ترانوں سے گونج رہی تھیں' ہر طرف ان کی اطاعت و عبادت کے چرچے تھے' جس کا انہیں بھی شعور تھا' اور وہ جانتے تھے' کہ وہ ایک نورانی' عبادت گزار اور فرمانبردار مخلوق ہیں' جو نافرمانی اور گناہ کے تصور سے بھی ناآشنا ہے۔

Marfat.com

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرونO

(التحریم:٦)

"وہ اللہ کے حکم سے انحراف نہیں کرتے ہیں' اور جو کچھ انہیں کہا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔"

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا:

انی جاعل فی الارض خلیفہO

(البقرہ'٢:٣٠)

"اے میرے فرشتو! میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

فرشتے اپنی خوش فہمی اور حسن ظن کی بناء پر فوراً عرض گزار ہوئے۔

اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفك الدماءO

"اے معبود برحق! کیا تو اس میں ایسی مخلوق بنانا چاہتا ہے جو اس میں فساد پھیلائے گی اور خون ریزی کرے گی۔"

ونحن نسبح بحمدك و نقدس لكO

"حالانکہ ہم تیرے کمالات اور تیری عظمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے' تیرا تمام عیوب اور صفات رذیلہ سے پاک ہونا بیان کرتے رہتے ہیں۔"

اپنے خیال کے مطابق' انسانوں کے بارے میں ان کا یہ اندیشہ بجا' اور اپنے بارے میں یہ خوش فہمی حقیقت پر مبنی تھی' وہ تھتا وہ ایک عابد و ذاکر اور ہمہ وقت اطاعت میں رہنے والی مخلوق کے نورانی افراد تھے' مگر یہ بات جس بارگاہ میں کہی گئی اس کے حوالے سے یہ چھوٹی نہیں بلکہ بہت بڑی بات تھی جو ان کے منہ سے نکل گئی' مگر انہیں فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا' انہوں نے سوچا' کسی صورت میں بھی انہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا' ممکن ہے مالک ناراض ہو گیا ہو' اس تصور ہی سے وہ کانپ گئے اور انہوں نے اپنے رب کو

Marfat.com

راضی کرنے کے لئے' "عرش علا" کے گرد طواف کرنا شروع کردیا' یہ پروانوں کی طرح اپنی محبت ووارفتگی کا اظہار تھا' وہ اندر سے جل رہے تھے' اور جسم وجاں کے ساتھ طواف میں مشغول تھے ان کی زبانوں پر ایک ہی دعا اور ایک ہی تسبیح تھی کہ تو پاک ہے' ہماری خطا معاف فرمادے۔

معبود برحق کو ان کی یہ ادا پسند آگئی انہوں نے عبودیت کا حق ادا کردیا تھا' اور بندگی کا سرفگندگی کے ساتھ کھل کر مظاہرہ کیا تھا۔

رب کریم کی رحمت نے انہیں نوازا' اور عرش کی سیدھ میں نیچے ساتویں آسمان پر ایک گھر پیدا فرمایا' اور فرشتوں کو حکم دیا' وہ اس کا' عرش کی طرح طواف کریں' ان کی خطا معاف کردی جائے گی۔

وضع اللّٰہ سبحانہ و تعالٰی تحت العرش بیتا' و قال للملائکۃ طوفواھذاالبیت فطافت الملائکۃ بھذاالبیت و صاراھون علیھم من العرش ○

(کتاب الاعلام' تاریخ قطبی:۳۲)

"اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے گھر بنایا' اور فرشتوں سے فرمایا: تم اس گھر کا طواف کرو۔ پس فرشتوں نے اس گھر کا طواف شروع کردیا اور یہ انہیں عرش کے طواف سے زیادہ آسان لگا' (کیونکہ عرش کے جلال وجبروت کے سامنے ان کی نگاہ اور گردن ہی نہیں اٹھتی تھی)

اس گھر کا نام "البیت المعمور" رکھا گیا' اس کا معنی ہے ایک ایسا گھر جو فرشتوں سے ہر وقت بھرا رہتا ہے' سورہ الطور میں اس کا ذکر موجود ہے۔

○○○○○

Marfat.com

البیت المعمور۔ فرشتوں کا کعبہ

معراج کی شب جب حضور نبی کریم ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے تو واپسی پر آپ نے بتایا:

ثم رفع لی البیت المعمور' واذاھو یدخلہ کل یوم سبعون الف ملك ثم لا یعودون الیہ اخر ما علیھم O

(صحیح مسلم' ۱:۹۱۔۹۴)

"پھر ہمارے سامنے البیت المعمور آیا' یہ ایک ایسی زیارت گاہ ہے جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے آتے ہیں' اور پھر انہیں کبھی بھی وہاں دوبارہ آنا نصیب نہیں ہوتا۔"

وذکر انہ وجد ابراھیم الخلیل علیہ السلام مستندا ظھرہ الی البیت المعمور O

"اور آپ نے بتایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا وہ البیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔"

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "البیت المعمور" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"ھو مسجد فی السماء حرمۃ فی السماء کحرمۃ البیت فی الارض' یصلی فیہ کل یوم سبعون الفا من الملائکۃ لا یعودون الیہ ابدا۔"

(البدایہ والنہایہ' ۱:۴۱)

"وہ آسمان میں ایک مسجد ہے' جس طرح بیت اللہ شریف کی زمین پر عزت و حرمت ہے' اسی طرح اس کی آسمانوں پر ہے' ہر

Marfat.com

روز ستر ہزار فرشتے اس میں نماز کے لئے آتے ہیں' جو ایک بار آجائیں' پھر انہیں دوبارہ آنا نصیب نہیں ہوتا' (کیونکہ فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے ان کی باری ہی نہیں آتی)"۔

عرش الٰہی اور البیت المعمور کا طواف ایک انوکھی اور یکتا عبادت تھی' اس لئے قدرت کو منظور ہوا کہ زمین پر بھی ایک ایسا ہی "البیت" یا گھر بنایا جائے' جسے اللہ کا گھر ہونے کا شرف حاصل ہو' اور وہ زمین پر پہلا گھر ہو جسے عبادت کے لئے بنایا جائے' چنانچہ اس ارادے کی تکمیل کے لئے فرشتوں کو حکم جاری کیا گیا۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی جناب امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں' اللہ پاک نے فرشتوں سے فرمایا:

"ابنوالی بیتا فی الارض یتعوذ بہ من سخطت علیہ من بنی آدم ویطوف حولہ کما طفتم حول عرشی' فارضی عنہم کما رضیت عنکم' فبنوا ھذا البیت۔"

(تاریخ الحرمین' عباس کرارہ:۱۰۶)

"میرے لئے اب زمین پر بھی ایک گھر بناؤ' تاکہ اولاد آدم میں سے جب میں کسی پر ناراض ہو جاؤں تو وہ اس کی پناہ لے سکے اور جس طرح تم نے میرے عرش کا طواف کیا تھا' وہ اس کا طواف کر سکے' تب میں اس سے راضی ہو جاؤں گا' جس طرح تم سے راضی ہوا تھا' چنانچہ فرشتوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔"

OOOOO

Marfat.com

تعمیر کعبہ اور اس کا پہلا طواف

حکم خداوندی کے مطابق ' ملائکہ زمین پر نازل ہوئے ' عرش الٰہی اور البیت المعمور کی سیدھ میں نیچے زمین پر جو قبہ نما یعنی گنبد کی شکل میں ایک جزیرہ پانی پر سب سے پہلے نمودار ہوا تھا' اس کے پاس آئے ' اسے عقیدت سے دیکھا' اور طواف کے لئے اسے مستدیر شکل دی ' یہ کعبہ کی پہلی تعمیر تھی ' جو فرشتوں نے نورانی ہاتھوں سے کی ' اور پھر اس کے طواف میں مشغول ہو گئے ' پھر فرشتوں کا یہ معمول بن گیا کہ وہ البیت المعمور کے طواف سے فارغ ہو کر ستر ہزار کی تعداد میں کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے آتے اور اس کا طواف کرتے۔

فرشتوں کو زمین پر کعبہ کی تعمیر اور اس کے طواف کی یہ حکمت بتائی گئی کہ جب زمین پر انسان آباد ہوں گے ' اور گناہ کریں گے ' تو یہ کعبہ ان کی بخشش کا سبب بنے گا' جو گنہگار بھی کعبے کا آکر طواف کرے گا' اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی ' اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا' جس طرح فرشتوں سے ہوا تھا۔

قابل غور نکتہ یہ ہے کہ اس وقت تک انسان پیدا بھی نہیں ہوا تھا مگر اس کی بخشش کا سامان پہلے ہی کر دیا گیا۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ کی رحمت بہت ہی وسیع ہے ' بندہ اگر اسے منانا اور اس کے دامن کرم و مغفرت میں آنا چاہے تو اس کے لئے بہت زیادہ گنجائش ہے ' گناہوں کی وجہ سے مایوس اور ناامید ہونے والی کوئی بات نہیں ' بس اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار ' اور ندامت و شرمندگی کے آنسو بہانے کی ضرورت ہے۔ رحمت

Marfat.com

اسے لپک کر آغوش میں لے لیتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مندرجہ ذیل حدیث پاک میں بھی اسی حقیقت کبری کی طرف اشارہ ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ان رحمتی تغلب غضبی"۔

(بخاری شریف' ۲:۱۱۰۱)

"بے شک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔"

غضب پر رحمت کے غالب آنے کا مطلب یہ ہے کہ جن گناہوں پر بندہ سزا کا مستحق ہوتا ہے' وہ معاف کر دیتا ہے' اور جو نیکیاں ناقابل قبول ہوتی ہیں انہیں قبول فرما کر گنہگار کو جنت کا مستحق بنا دیتا ہے۔ یہ بخشش و نوازش کا ایک انداز ہے' جو بندے پر بے حد و حساب کرم کا مظہر ہے۔

جس طرح انسان ابھی پیدا بھی نہیں ہوتا' مگر ماں کی چھاتیوں میں دودھ کی شکل میں اس کی مادی خوراک کا پہلے ہی انتظام کر دیتا ہے' اسی طرح کعبہ معظمہ کی شکل میں انسان کی روحانی خوراک اور گناہوں کی مغفرت کا انتظام کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت و بے کرانی کے ساتھ یہ بات کعبہ معظمہ کی اہمیت پر بھی دلالت کرتی ہے' کہ وہ ایک گنہگار انسان کی کتنی بڑی ضرورت ہے۔

○○○○○

Marfat.com

دوسرا باب

☆
☆☆☆
☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆

تعمیر حضرت آدم علیہ السلام

☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆
☆☆☆
☆

Marfat.com

Marfat.com

تعمیر حضرت آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام جب اس زمین پر تشریف لائے' تو یہاں کے ویران اور سنسان ماحول سے بہت جلد اکتا گئے' اداس ہو جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔

مولیٰ: میں تو اس اجنبی سرزمین پر فرشتوں کی مترنم آوازوں' اور دعا و مناجات کے نغموں کو ترس گیا ہوں' جی چاہتا ہے تیری حمد و ثنا کے ملکوتی گیت سنوں مگر یہاں تو کوئی آواز ہی سنائی نہیں دیتی۔

رب کریم نے اپنے بندے آدم علیہ السلام کی درد بھری فریاد سنی۔

القاء ہوا: اے آدم! یہ سب اس دانہ گندم کی پاداش ہے' جو تو نے کھایا تھا' اس وحشت' اداسی اور قید تنہائی سے باہر آنا چاہتے ہو تو "ارض ھند" کو چھوڑو' جہاں تمہیں اتارا گیا ہے' اور سرزمین حجاز کی راہ لو جہاں میرا گھر ہے۔ اس کی تعمیر نو کرو' پھر اس کا طواف کرو' جس طرح تو نے فرشتوں کو میرے عرش کا طواف کرتے دیکھا تھا۔ اس عمل کی برکت سے تمہاری لغزش معاف کر دی جائے گی' اور فرشتوں کی صحبت کی وجہ سے مانوس فضا بھی مل جائے گی۔

حضرت عبید اللہ بن ابی زیادہ کی روایت میں ہے۔

"یا ادم ابن لی بیتا بحذاء بیتی الذی فی السماء تتعبد فیه انت و ولدك كما تتعبد ملائكتی حول عرشی"۔

(کتاب الاعلام' قطبی: ۳۳)

"اے آدم! آسمان پر جو میرا گھر ہے۔ بالکل اس کے محاذاۃ اور سیدھ میں نیچے زمین پر میرا ایک گھر بناؤ' پھر تم اور تمہاری اولاد اس کا طواف کرو' جس طرح فرشتے میرے عرش کا طواف کرتے

Marfat.com

ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

"ابن لی بیتا فطف به واذکرنی حوله کما رایت الملائکه تصنع حول عرشی"۔(تاریخ قطبی ۳۴)

"اے آدم! میرا گھر بناؤ' پھر اس کا طواف کرو' اور اس کے ارد گرد مجھے اسی طرح یاد کرو' جس طرح تو نے فرشتوں کو یاد کرتے دیکھا تھا۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"قال رسول الله ﷺ' بعث الله جبریل الی آدم و حواء فقال لهما ابنیالی بیتا"۔(شفاء الغرام:۹۱)

"حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے حضرت آدم اور حضرت حواء کی طرف' جبرائیل امین کو بھیجا اور حکم دیا کہ دونوں مل کر میرا گھر بناؤ"۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے عزم سفر کیا' اور جبریل امین علیہ السلام کی رہنمائی میں جناب حواء کے ہمراہ کعبہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ تین افراد پر مشتمل اس مختصر قافلے کا سفر کس شان سے کٹا' اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جہاں آدم علیہ السلام قیام کرتے تھے وہ جگہ شاداب ہو جاتی تھی۔ اور برکات کا خزانہ دامن میں بھر لیتی تھی' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعد میں ان جگہوں پر انسانوں کی بستیاں آباد ہو گئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس ملکوتی سفر کی کیفیت کو عقیدت و محبت سے لبریز ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"فاقبل آدم یتخطی الارض فطویت له و لم یقع قدمه علی شیئی الاضار عمرانا و برکة"(قطبی:۳۳)

Marfat.com

"حضرت آدم علیہ السلام روانہ ہوئے' زمین تیزی سے سمٹتی رہی' اور جن جگہوں پر آپ کے قدم مبارک آئے' یا آپ نے وہاں قیام فرمایا' انہیں یہ شرف حاصل ہوا کہ آباد و بابرکت ہو گئیں۔"

منزل مقصود پر پہنچ کر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی بنیادوں کیلئے حدود متعین کر دیں' اور بتایا کہ ان مقامات سے جگہ کھودیں' چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام بنیادیں کھودنے میں مصروف ہو گئے' حضرت حواء رضی اللہ عنہا کھودی ہوئی مٹی باہر منتقل کر دیتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت میں اس کی تفصیل ان الفاظ میں ہے' حضور ﷺ نے فرمایا:

"فخط لهما جبريل فجعل ادم يحفر و حواء تنقل التراب حتى اجابه الماء فنودى من تحته' حسبك يا ادم"

(شفاء الغرام:۹۱)

"حضرت جبریل امین نے بنیادوں کیلئے خطوط کھینچ دیئے' چنانچہ حضرت آدم جگہ کھودنے لگے' اور حضرت حواء مٹی منتقل کرنے لگیں یہاں تک کہ پانی تک پہنچ گئے' نیچے سے آواز آئی' اے آدم بس کرو' اتنی کھدائی کافی ہے۔"

پھر فرشتوں نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا اور پانچ مختلف پہاڑوں کے پتھر لا کر دیئے' جو بنیادوں میں بھر دیئے گئے' ان پہاڑوں کے نام یہ ہیں: طور سینا' کوہ جودی' کوہ زیتون' کوہ لبنان اور جبل حراء ان مقدس پہاڑوں کے پتھر بنیادوں کے اندر چننے میں خاص حکمت تھی جو بعد میں بیان کی جائے گی۔

جب بنیادیں زمین کے برابر ہو گئیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے کرسی اونچی کرنے کیلئے خصوصی طور پر جبل حراء کا پتھر استعمال کیا۔

Marfat.com

محدث جلیل علامہ عبدالرزاق کی روایت میں ہے۔

"ان آدم بنی البیت من ھذہ الخمسۃ الجبال وان مربضہ کان من حراء۔"

"حضرت آدم علیہ السلام نے پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے کعبہ کی بنیاد رکھی اور اس کی کرسی کوہ حراء سے بنائی۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"فکان اول من اسس البیت ' وصلی فیہ وطاف بہ ' آدم"

(شفاء الغرام:۹۱)

"پس حضرت آدم علیہ السلام وہ پہلے انسان تھے' جنہیں کعبہ شریف کی بنیاد رکھنے ' اس میں نماز پڑھنے اور سب سے پہلے اس کا طواف کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔"

جب حضرت آدم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو سراپا نیاز بن کر بارگاہ خداوندی میں کھڑے ہوگئے ' اور پر سوز لہجے میں عرض کی:

یا اللہ: مزدور محنت و مشقت اور اپنے کام سے فارغ ہوتا ہے تو اسے اجرت اور مزدوری دی جاتی ہے ' اور سخی دروازے سے وہ جو مانگے اسے عطا کیا جاتا ہے ' یا اللہ میں نے بھی مزدوری کی ہے ' اور تو قدر دان ہے ' محنت کا اجر عطا فرما۔

القاء ہوا ' اے آدم! جو مانگنا چاہتے ہو مانگ لو ' دیا جائے گا۔

عرض کی: یا اللہ! میری مغفرت فرما ' اور جس بہشت بریں سے مجھے نکالا تھا ' دوبارہ اسی میں داخل فرما۔

القاء ہوا ' اے آدم! تیری یہ درخواست منظور ہے۔

عرض کی ' یا اللہ! میں نے اس گھر کا طواف کیا ' تو نے میری مغفرت فرمادی اسی طرح میری اولاد میں سے بھی جو اس گھر کی زیارت کیلئے آئے تو اس کی

Marfat.com

بھی مغفرت فرما۔

حکم ہوا' اے آدم! تیری یہ درخواست بھی منظور ہے۔

عرض کی' یااللہ! ممکن ہے میری اولاد میں سے کوئی شخص اس گھر کی زیارت کیلئے آنا چاہے' اس کے دل میں آرزو ہو' مگر حالات ساتھ نہ دیں' اور وہ نہ آسکے' مولیٰ! ایسے شخص کی بھی مغفرت فرما۔

ارشاد ہوا' اے آدم! تیری یہ التجا بھی منظور ہے' جو یہاں آنے کا خواہشمند ہو گا۔ مگر کسی مجبوری کی وجہ سے نہ آسکے گا' میں زائرین کے صدقے انہیں بھی بخش دوں گا' اور دعا کرنے والوں کے صدقے' ان کی دلی مرادیں پوری کروں گا۔

اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے طواف فرمایا' باب کعبہ کے سامنے دو رکعتیں ادا کیں پھر ملتزم پر آئے اور درد و سوز میں ڈوبی ہوئی ایسی دعا فرمائی' جس کے ایک ایک لفظ سے شان بندگی ٹپکتی تھی' اور نیاز مندی و عبودیت کا اظہار ہوتا تھا۔

اہل علم فرماتے ہیں' تنگدستی اور فقر و فاقہ سے نجات حاصل کرنے کیلئے یہ دعا تیر بہدف ہے۔ عرض کی:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سَرِیْرَتِی وَ عَلَانِیَتِی فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِی' وَ تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِی وَ مَا عِنْدِی فَاغْفِرْلِی ذُنُوبِی' وَ تَعْلَمُ حَاجَتِی فَاَعْطِنِی سُؤْلِی' اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِی وَ یَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَنْ یُّصِیْبَنِی اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِی' وَ الرِّضَا بِمَا قَضَیْتَ عَلَیَّ" (کتاب الاعلام: ۴۴)

"اے اللہ: تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے' پس میری معذرت قبول فرما' میرے پاس اور میرے دل میں جو کچھ ہے تو اس سے بھی آگاہ ہے' پس میری خطائیں معاف فرما' تو میری ضرورت

Marfat.com

سے بھی واقف ہے' پس میرا سوال پورا فرما' اے اللہ: میں تجھ
سے ایمان مانگتا ہوں جو دل میں رچ بس جائے' اور یقین صادق
کا سوال کرتا ہوں' جس سے میں اس حقیقت کو پالوں کہ مجھ تک
وہی کچھ پہنچے گا جو تو نے میرے لئے لکھ دیا ہے اور مجھے اپنے
فیصلوں پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔"

اللہ پاک نے وحی نازل فرمائی کہ اے آدم تو نے بڑی معنی خیز دعا کی ہے۔ ہم نے اسے شرف قبولیت بخشا' تیری اولاد میں سے جو شخص بھی یہ دعا کرے گا۔ ہم اس کی مشکلات دور فرمائیں گے' غم زدہ ہو گا' تو خوشی بخشیں گے' تنگدست ہو گا تو دولت وامارت عطا کریں گے اور اسے کسی کا محتاج نہیں رہنے دیں گے' دنیا اس کے پاس ذلیل وخوار ہو کر آئے گی۔ خواہ وہ اس کا طلب گار نہ بھی ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام معمولی ہستی کے مالک نہیں تھے بندہ خاص اور بارگاہ خداوندی کے مقبول ترین فرد تھے' اپنی زندگی کا طویل ترین عرصہ' فردوس بریں میں گزار چکے تھے' وہاں کے ملکوتی ماحول سے مانوس ہونے کی وجہ سے اس گرم سرد زمین پر ان کا دل نہیں لگتا تھا۔

وہ نورانی وفردوسی ماحول چاہتے تھے جس کے نظارے جنت کی یاد تازہ کرتے رہیں' اور اس کی دید سے دل کو تسکین ملتی رہے۔ ان کے مقام ومرتبے اور قرب خاص کے حوالے سے قدرت نے ایسا ہی سماں پیدا کر دیا۔ ان کی بنائی ہوئی بنیادوں پر ایک نور اتارا' جو شکل وصورت کے اعتبار سے ایک مکان کی طرح تھا' یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کعبہ کی بنیادوں پر کوئی نوری چہار دیواری تعمیر کر دی گئی ہے' اس نوری مکان یا آسمانی خیمہ کو دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور پھر اس کے ساتھ بہت زیادہ مانوس ہو گئے' جب تک آپ اس دنیا میں رہے' وہ نوری خیمہ بھی

Marfat.com

موجود رہا' اور آپ کو اداس ہونے سے بچاتا رہا جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ خیمہ بھی اٹھالیا گیا۔

"فلما بنی الکعبة کانت الخیمة حولها طمانینة لقلب آدم ماعاش ثم رفعت۔" (الجامع اللطیف:۴۹)

"جب آدم علیہ السلام نے کعبہ بنالیا تو ان کے دل کی تسکین کیلئے خیمہ نازل کیا گیا' جب آپ کا وصال ہوا تو وہ اٹھالیا گیا۔"

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

تعمیر کعبہ سے فارغ ہو کر جب حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کا حج فرمایا اور مناسک حج ادا کئے تو فرشتے ان کے پاس آئے۔ اور کہا:

"بر حجك یاآدم فقد حججنا هذا البیت قبلك بالفی عام۔" (احیاء العلوم' غزالی' ۱:۲۴۲)

"اللہ تعالیٰ' آپ کا حج قبول فرمائے' ہم نے دو ہزار سال پہلے اس کا حج کیا تھا (مطلب یہ تھا کہ حج کرنے کا مقدس عمل دو ھزار سال سے جاری ہے)"

جناب آدم علیہ السلام نے پوچھا:

"ما کنتم تقولون حوله؟"

"تم اس کا طواف کرتے ہوئے کیا پڑھتے تھے؟"

فرشتوں نے جواب دیا' ہم پڑھا کرتے تھے:

سُبحَانَ اللّٰه' وَالْحَمدُلِلّٰه' وَلَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه' وَاللّٰهُ اَکبر

جناب آدم علیہ السلام نے فرمایا: اس میں ان کلمات کا اضافہ کرلو:۔

وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰه

اور دونوں کلمات ملاکر پڑھا کرو۔ (تاریخ الحرمین' عباس کرارہ:۵۵)

اس تعمیر کعبہ کے موقعہ پر حضرت جبریل امین علیہ السلام' جنت سے حجر اسود

Marfat.com

لے کر آئے۔ اور اسے کعبہ کی زینت بنایا۔ اس طرح اللہ کا گھر جنت کے فانوس سے آراستہ ہو گیا' گھر بے مثل تھا' اس کیلئے کوئی دنیاوی سامان آرائش موزوں ہی نہیں تھا۔ اس لئے کعبہ کی شایان شان' اس میں بہشتی فانوس لگایا گیا' جس نے پورے حرم کو منور کر دیا۔ (اس کی تفصیل حجر اسود کے بیان میں آئے گی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

"نزل جبريل عليه السلام بالحجر من الجنة فوضعه حيث رايتم' وانكم لن تزالوا بخير مابقى بين ظهرا نيكم فاستمتعوا منه مااستطعتم فانه يوشك ان يجيئى فيرجع به من حيث جاء" (اخبار مكه فى قديم الدهر و حديثه:٩١)

"جبریل امین' جنت سے پتھر لے کر نازل ہوئے' اسے وہاں رکھا' جہاں تم اسے دیکھ رہے ہو' یاد رکھو! جب تک یہ پتھر تمہارے درمیان موجود ہے تم خیر و عافیت کے ساتھ رہو گے' لہذا وہ وقت آنے والا ہے' حب جبریل آئیں گے' اور اسے جہاں سے لائے ہیں وہیں لے جائیں گے۔

کعبہ کی تعمیر اور اس کی نورانی دید نے حضرت آدم علیہ السلام کیلئے خوشی کے مواقع فراہم کر دیئے' آپ تمام غم بھول گئے' اور طواف اور حج کو زندگی کا معمول بنالیا۔ آپ ہر روز' دن کے وقت پانچ اور رات کے وقت سات بار طواف فرماتے تھے' ہر طواف سات چکروں پر مشتمل ہو تا تھا۔

"و كان طواف آدم سبعة اسابيع بالليل و خمسة بالنهار" (كتاب الاعلام:٣٣)

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو کعبہ معظمہ کی اہمیت اور قدر

Marfat.com

و منزلت سے آگاہ کیا' انہیں حج کے مناسک و آداب سکھائے' اور اس کی محبت و عقیدت کو دلوں میں جاگزیں کیا' چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا تو بعد میں ان کی اولاد نے خدمت کعبہ کے منصب کو سنبھال لیا اور اس میں کوئی کمی نہ آنے دی' جب بھی ضرورت پڑی' تعمیر و تزئین اور خدمت و اہتمام کیلئے کمربستہ ہو گئے۔ اور اس کا حق ادا کر دیا' حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے جناب شیث علیہ السلام کی تعمیری خدمات اس سلسلے میں بہت نمایاں ہیں۔

وقت گزرتا رہا' صدیاں بیت گئیں' حالات نے کروٹ لی' اور جناب نوح علیہ السلام کا دور آگیا۔ آپ کا جس بے ڈھب قوم سے واسطہ پڑا' وہ بڑی سرکش' ضدی اور شرک پسند تھی' جھوٹے خداؤں کی محبت اس کی رگ رگ میں رچی ہوئی تھی۔ جب نوح علیہ السلام نے دعوت توحید دی اور گھڑے ہوئے بتوں پر تنقید کی تو وہ بھڑک اٹھی' اور ضد میں آکر بولی:

اے لوگو! نوح کے کہنے پر اپنے خداؤں کو مت چھوڑو' یغوث' یعوق' نسر' اور سواع یہ سب تمہارے معبود ہیں ان کی پرستش جاری رکھو' اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔

جب انہوں نے پیغام رسالت اور دعوت توحید سے کوئی اثر قبول نہ کیا اور اپنے اصرار و عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ مستقبل میں بھی اسی روش پر قائم رہیں گے تو جناب نوح علیہ السلام مایوس ہو گئے اور دعا کی:

"رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا○

"اے میرے رب! اب زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ' انہوں نے راہ راست پر نہ آنے کی قسم کھالی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا' اے نوح! تمہاری درخواست منظور کی جاتی ہے' عنقریب ایک ہوش اڑا دینے والا زبردست طوفان بھیج کر انہیں غرق کر دیا

Marfat.com

جائے گا۔ اب آپ ان ظالموں کے بارے میں مزید کچھ نہ کہیں بے شک یہ غرق کر دیئے جائیں گے۔

اس ہوش ربا طوفان کی آمد سے پہلے ہی' جناب جبریل امین علیہ السلام نے حجر اسود کو "کوہ ابو قبیس" میں محفوظ کر دیا۔ "ابو قبیس" مکہ مکرمہ کا بڑا ہی مقدس اور بلند و بالا پہاڑ ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ جب زمین پر گاڑنے کیلئے پہاڑ بنائے گئے تو اسے سب سے پہلے تخلیق کیا گیا۔ یہ پہاڑ کوہ صفا کی دائیں طرف واقع ہے۔ صفا سے مروہ کی طرف جاتے ہوئے سعی کے دوران باب النبی' باب علی اور باب السلام اور دیگر دروازے آتے ہیں' اگر ان دروازوں میں سے کسی دروازے سے باہر نکلیں تو سامنے شفاف ٹائلوں کا وسیع و عریض صحن نظر آتا ہے' اس کے دائیں طرف جو پہاڑ کھڑا ہے وہی کوہ ابو قبیس ہے۔ اب اسی جگہ ایک بلند و بالا محل تعمیر کر دیا گیا ہے۔

یہ پہاڑ بہت سے تاریخی واقعات کا امین ہے' اور اسکے ساتھ ایمان افروز نبوی یادیں وابستہ ہیں' اسی پہاڑ پر حضور نبی کریم ﷺ نے چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا تھا۔ اہل محبت نے وہاں مسجد بنائی ہوئی تھی جو شہید کر دی گئی ہے۔ اسی کے دامن میں صحن حرم کے بڑے گیٹ سے باہر سڑک کے کنارے "مولد رسول" ہے یہاں حبیب کبریا' سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تھی' اس مبارک نسبت کے حوالے سے خلیفہ ہارون رشید کی والدہ محترمہ "خیزران" نے یہاں مسجد بنوا دی تھی جس پر ایک خوبصورت گنبد بنا ہوا تھا۔ یہ یادگار مسجد گنبد سمیت گرا دی گئی ہے۔ آجکل وہاں وزارت اوقاف کی زیر نگرانی ایک لائبریری قائم ہے جس پر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے "وزارة الحج والاوقاف' مکتبہ مکة المکرمة" یہاں آکر خوبصورت بسیں رکتی ہیں' اور عمرہ کیلئے جانے والے

Marfat.com

حجاج کو مسجد عائشہ لیکر جاتی ہیں۔

طوفان نوح کے بعد' کعبہ معظمہ کے تمام نشانات مٹ گئے' لوگوں کو صرف اتنا یاد رہ گیا کہ یہاں کعبہ تھا' کہاں تھا؟ یقین و اعتماد کے ساتھ کوئی اسکی نشاندہی نہیں کر سکتا تھا' اسلئے اہل عقیدت' حجاج اور مظلوم لوگ اندازے سے وہاں آجاتے تھے' اور دعائیں قبول ہو جاتی تھیں' مرادوں سے جھولیاں بھر جاتی تھیں' اور برکتیں محسوس صورت میں ان کے گھروں میں ڈیرے ڈال دیتی تھیں۔

حضرت مجاھد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ہے۔

"کان موضع الکعبہ قد خفی و درس زمن الطوفان و کان موضعہ اکمہ حمراء تعلوھا السیول' غیر ان الناس کانوا یعلمون ان البیت ھنالك من غیر تعیین محلہ و کان یاتیہ المظلوم المتعوذ من اقطار الارض و یدعو عندہ المکروب و ما دعا عندہ احد الا استجیب لہ و کان الناس یحجون الی موضع البیت"

(تاریخ القطبی: ۳۸)

"طوفان کی وجہ سے کعبہ کی جگہ چھپ گئی تھی۔ اور اس کے نشانات مٹ گئے تھے' اور اس کی جگہ ایک سرخ ٹیلہ ابھر آیا تھا' جس پر سیلاب کا پانی چڑھتا رہتا تھا۔ البتہ لوگ' اتنا جانتے تھے کہ یہاں "بیت اللہ" ہے' لیکن وہ جگہ کی تعیین کرنے سے قاصر تھے دنیا کے ستائے ہوئے مظلوم اور پناہ ڈھونڈنے والے لوگ زمین کے دور دراز مقامات سے وہاں آتے تھے اور کرب و مصیبت سے نجات کیلئے دعا کرتے تھے۔ جو دعا کرتے وہ قبول ہو جاتی تھی۔ اس کے علاوہ لوگ اس جگہ کا حج بھی کرتے تھے۔"

یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ کعبہ معظمہ کے فیوض و اثرات کسی

Marfat.com

دور میں بھی مخفی نہیں رہے۔ اور اس کے حج کا سلسلہ کبھی بھی منقطع نہیں ہوا۔ قدرت نے اپنے محبوب بندوں کے دلوں میں اس کی ایسی محبت اور کشش پیدا کردی تھی کہ صحیح مقام و نشان معلوم نہ ہونے کے باوجود وہ اس کے محل وقوع کی زیارت کیلئے ہی آجاتے تھے۔ جو جتنا زیادہ مقرب تھا وہ اتنا ہی زیادہ پابند تھا کہ یہاں پہنچے اور حاضری لگوائے، خصوصاً کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے ان حالات میں بھی اس کا حج نہ کیا ہو، وہاں کوئی بنیاد، عمارت اور ظاہری نشانی نظر نہیں آتی تھی مگر وہ پھر بھی آتے تھے اور حج کر کے جاتے تھے۔ کہتے ہیں خاص وجوہات کی بنا پر جناب ہود علیہ السلام اور جناب صالح علیہ السلام حج نہیں کر سکے تھے، واللہ اعلم بالصواب۔

طوفان نوح کے بعد سے لے کر، حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تعمیر تک کعبہ شریف کی یہی حالت و کیفیت رہی، کسی کو صحیح محل وقوع کا پتہ نہیں تھا، مگر پھر بھی حج و زیارت کا سلسلہ جاری تھا، یہاں تک کہ حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام تشریف لائے، اللہ پاک نے انہیں صحیح مقام سے آگاہ فرمایا اور انہوں نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ یہی وہ تعمیر ہے جس کا ذکر بڑے اہتمام سے قرآن پاک میں ہے، اور اسے احسان وانعام کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ بَوَّءْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَلَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝

(الحج، ۲۲:۲۶)

"اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہ بتائی، اور امر فرمایا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، اور میرے گھر کو طواف و قیام اور رکوع و سجود کرنیوالوں کیلئے پاک کرو۔"

Marfat.com

تیسرا باب

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

اور

تعمیر کعبہ شریف

۱۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام

۴۔ حضرت اسحاق علیہ السلام

۵۔ رقابت اور جلاوطنی

۶۔ وادی غیرذی زرع میں

۷۔ قربانی کا حکم

۸۔ تعمیر کعبہ کا حکم

۹۔ کعبہ کا حدود اربعہ

۱۰۔ حج کی دعوت عام

OOOOOOO

Marfat.com

Marfat.com

(1) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا "ہاران" کی بیٹی تھیں۔ اس رشتے سے وہ ان کی چچازاد بہن بھی تھیں۔ قدرت نے انہیں ظاہری حسن اور باطنی کمال کے حوالے سے بے مثال بنایا تھا۔ ان خواتین میں سے تھیں جن کے جمال صورت سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور کمال باطن اور طہارت نفس کا یہ عالم تھا کہ ان میں وہ اوصاف خاصہ موجود تھے جو ایک نبی کے لئے ضروری ہیں۔ اگر عورتیں نبی بن سکتیں تو وہ نبی ہوتیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان سے نکاح فرما لیا یہ اس دور کی بات ہے جب بابل پر نمرود کی حکومت تھی' جو خدائی کا دعویدار تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی جھوٹی خدائی کو چیلنج کیا اور ان کے بتوں کی درگت بنائی تو اس نے آپ کو آگ میں ڈال دیا۔ قدرت کریم نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ تبلیغ و اشاعت دین کیلئے یہاں کے حالات سازگار نہیں' تو آپ نے مصر جانے کا فیصلہ کر لیا' چنانچہ اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام اور اپنی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مصر روانہ ہو گئے۔

OOOOOOO

(2) حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا

مصر کا حکمران ایک بدکردار شخص تھا۔ جب اسے پتہ چلا کہ کچھ لوگ مصر آئے ہیں اور ان کے ہمراہ ایک حسین عورت بھی ہے تو اس نے اپنے

Marfat.com

کارندوں کے ذریعے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے محل میں بلالیا' وہ آپ کو دیکھ کر مبہوت ہوگیا۔ نیت میں فتور آتے ہی اعضا میں تشنج پیدا ہوگیا اور گر پڑا' بولا' اے پاکباز خاتون! میری خطا معاف فرما' مجھے ٹھیک کر دے' میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی' وہ ٹھیک ہوگیا' مگر اس کی نیت پھر خراب ہوگئی۔

اسی لمحے اس پر دوبارہ دورہ پڑگیا' وہ ڈر گیا اور اپنے کارندوں سے بولا۔

تم میرے پاس کوئی غیر انسانی مخلوق لائے ہو' اسے لے جاؤ' ساتھ ہی اس نے حضرت سارہ کو خدمت کے لئے ایک نوجوان کنیز دی' اس کا نام ہاجرہ تھا' آپ حضرت ہاجرہ کو ساتھ لے کر خوش و خرم لوٹ آئیں۔ اور جناب ابراہیم کو بتایا۔

"رد اللّٰہ کید الکافر فی نحرہ واخدم هاجر"

(صحیح بخاری '۱: ۴۷۴)

"اللہ تعالیٰ نے کافر کا کرتوت اسی کے سینے پہ دے مارا ہے اور خدمت کے لئے ہاجرہ دے دی ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی تو سامنے بیٹھے ہوئے عرب باشندوں سے فرمایا:

"فتلك امكم یابنی ماء السماء۔"

"اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یہی وہ خاتون ہے جسے تماری ماں ہونے کا شرف حاصل ہے۔"

OOOOOOO

Marfat.com

(3) حضرت اسماعیل علیہ السلام

پھر حضرت ابرہیم علیہ السلام بیت المقدس آکر آباد ہو گئے۔ بیس سال گذر گئے مگر آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔
ایک دن حضرت سارہ نے آپ سے کہا؟ ہم لوگ اولاد سے محروم ہیں۔ کب تک اسی طرح رہیں گے' میں اپنی کنیز "ھاجرہ" آپ کو ھبہ کرتی ہوں' ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد سے نواز دے اور پھر واقعی اللہ پاک نے نواز دیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہو گئے۔

OOOOOOO

(4) حضرت اسحاق علیہ السلام

ایک روز حضرت سارہ رضی اللہ عنھا گھر کی دہلیز پر کھڑی تھیں کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس چار فرشتے آئے اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ حضرت سارہ کو ایک فرزند ارجمند عطا فرمائیں گے' جس کا نام اسحاق ہو گا اور پھر اسحاق جواں ہوں گے تو اللہ ان کو یعقوب عطا کرے گا۔
حضرت سارہ رضی اللہ عنھا حیرت و سراسیمگی کے عالم میں چیخ پڑیں' کیا کہہ رہے ہو؟ ہم دونوں بوڑھے ہو چکے ہیں۔
فرشتوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اپنی حکمتوں کو خوب جانتا ہے' یہ ہو کر ہی رہے گا۔ اور پھر واقعی یہ سب کچھ ہو گیا جناب اسحاق علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لے آئے۔

OOOOOOO

Marfat.com

(5) رقابت اور جلاوطنی

بچے کی ماں ہونا عورت کے لئے بڑا اعزاز ہے' حضرت ھاجرہ اسماعیل کی ماں بن چکی تھیں۔ اس لئے کنیز اور خادمہ سے بڑھ کر اب ان میں ماں ہونے کا جذبہ تفاخر پیدا ہو گیا تھا۔ جسے ایک روز حضرت سارہ نے بڑی شدت سے محسوس کیا۔ یہ جو سوکن ہونے کے حوالے سے جذبہ رقابت ہے اس پر کسی عورت کو قابو نہیں۔ حضرت سارہ کا بھی یہ جذبہ بیدار ہو گیا۔ آپ قابو سے باہر ہو گئیں اور غصے کی حالت میں قسم کھالی کہ ہاجرہ کو سخت سزا دیں گی۔ جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو بہت پریشان ہوئیں کہ قسم کو کیسے پورا کریں۔

(فتح الباری' ۶:۴۰۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ترکیب بتائی کہ تم ان کے کان چھید ڈالو' اس سے تمہاری قسم پوری ہو جائے گی۔

ایک روز دونوں بچے آپس میں کھیل رہے تھے کہ جناب ابراہیم نے پیار سے اسماعیل کو گود میں اور جناب اسحاق کو پہلو میں بٹھالیا' اس منظر نے حضرت سارہ کو پھر غضب ناک کر دیا آپ کا جذبہ رقابت بیدار ہو گیا' غصے سے بولیں۔

اب اس گھر میں ماں بیٹے کے لئے کوئی جگہ نہیں' آپ ان دونوں کو فوراً کسی اور جگہ چھوڑ کر آئیں' میں انہیں مزید برداشت نہیں کر سکتی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے حضرت سارہ دل کے ہاتھوں مجبور ہیں' پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی یہی حکم ہوا کہ جبریل کی معیت میں ماں بیٹے کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ کر آؤ' جہاں ہمارا گھر ہے' چنانچہ آپ نے دونوں کو لیا اور تعمیل حکم کے لئے بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہو

Marfat.com

گئے جو اس وقت فقط ایک ٹیلے کی شکل میں تھا' گردوپیش پہاڑیاں تھیں اور قریب ہی ایک بہت بڑا درخت اگا ہوا تھا۔

OOOOOOO

(6) وادی غیرذی زرع میں

ایک وادی' بے آب وگیاہ اور سنسان' جس میں دور دور تک سبزہ وگل' برگ و ثمر اور پانی کا نشان تک نہ تھا' گویا اس کا نام وادی تھا' باقی وہ ایک تپتا ہوا ریگستان' گرم تنور اور ہیبت ناک صحرا تھی جس میں صبح کے وقت سورج طلوع ہوتا تو ذرات ریگ' انگاروں کا روپ دھار لیتے اور صحرا میں آتش سیال بن کر بہنے لگتے۔

یہاں سکوت اور دہشت کی حکمرانی تھی' چپے چپے سے رعب و جلال ٹپکتا تھا' پھر بھی اس میں دل مضطرب اور طبع بے قرار کے لئے تسکین و مستی کی دولت تھی' ہر طرف چھائے ہوئے سکوت اور سناٹے میں بھی یک گونہ قرار واطمینان تھا' یہاں کی منور فضا کا انجانا تقدس از خود دل ودماغ پر طاری ہو جاتا تھا' گویا کوئی خاص بات تھی جو اسے یہ انفرادیت اور شان کشش بخش رہی تھی۔

اسی رنگ ونور اور کیف و مستی کے عالم میں تین قدسی' خراماں خراماں اس وادی قدس میں چلے آرہے ہیں' شیر خوار ننھا اسماعیل علیہ السلام اپنی ناہید طلعت والدہ جناب ہاجرہ کی گود میں ہے' آگے آگے اللہ کے خلیل اور اس کے سچے دوست جناب ابراہیم علیہ السلام بڑی بے نیازی کے عالم میں کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے قدم بڑھا رہے ہیں۔

ان کی اہلیہ چاہتی ہیں کہ اپنے عظیم خاوند سے گفتگو کریں اور ان سے

Marfat.com

پوچھیں، ملک شام سے یہاں تک اتنا لمبا سفر کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اور یہ سفر اتنی خاموشی اور بے نیازی سے کیوں کیا جا رہا ہے؟ مگر ان کی ہمت نہیں پڑتی، البتہ بڑی ثابت قدمی اور جرات کے ساتھ اپنے خاوند کا ساتھ دے رہی ہیں، اور برابر قدم بڑھائے جا رہی ہیں۔

ہمیں ابھی اور کتنا سفر طے کرنا ہے؟ آخر انہوں نے پوچھ ہی لیا حسب سابق اس دفعہ بھی جواب نہ ملا۔

کچھ دور جا کر انہوں نے یہی سوال دہرایا مگر اس بار بھی جواب نہ پایا۔

جناب ابراہیم علیہ السلام خاموشی سے چلتے رہے۔

اس مقدس جگہ پہنچ کر جہاں آج اللہ تعالیٰ کا بابرکت گھر ہے، اور ایمان والے اس کی زیارت کیلئے دنیا کے گوشے گوشے سے کھنچے چلے آتے ہیں، وہاں جناب خلیل نے اپنے قدم مبارک روک لئے، پانی کی ایک چھاگل، کھجوریں اور چند چیزیں وہاں رکھیں اور خاموشی سے واپس ہو گئے اپنے عزیز بچے اور بیوی کو ایک نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا۔

یہ سلوک جناب ہاجرہ کے لئے بڑا عجیب اور انوکھا تھا، وہ اس سے کچھ بھی مطلب اخذ نہ کر سکیں اور پوچھ ہی بیٹھیں۔

آپ ہمیں یہاں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں؟

انہیں اس نازک وقت میں بھی کوئی جواب نہ ملا، اس گھڑی کی نزاکت کا اس تصور سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سنسان اور خالی وادی میں زندگی کا ساتھی کوئی بات کئے بغیر غیر معینہ مدت کے لئے چھوڑے جا رہا تھا، خاتون کو اپنی ناتوانی اور بچے کی حالت کا پوری طرح احساس تھا، اس عالم میں ان پر بے چینی اور پریشانی کی کیفیت طاری ہو جانا فطری بات تھی مگر اس مزاج شناس نبوت کے ذہن میں اچانک ایک خیال بجلی کی طرح کوند گیا، وہ سمجھ گئیں یہ نرالا سلوک اور یہ انداز بے التفاتی معنی خیز ہے اس لئے

Marfat.com

بولیں:

آپ ہمیں یہاں چھوڑے جا رہے ہیں 'کیا یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؟

جناب خلیل علیہ السلام نے صرف اشارے سے ہاں کہہ دیا اور جناب ہاجرہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئیں کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو وہ ہمیں اس بے برگ وبار میدان میں بھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔

اذا لا یضیعنا اللہ ابدا

(بخاری شریف)

جناب خلیل علیہ السلام آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو وہ بچے کی طرف متوجہ ہوئیں' انہیں خیال آیا اس ہولناک ویرانے اور سونے ریگستان میں کھانے کی وہ چیزیں قطعی ناکافی ہیں جو انہیں دی گئی ہیں' ان پر زیادہ دیر تک گزارہ نہیں کیا جا سکتا' مگر یہ سوچ کر انکی ڈھارس بندھی کہ انہیں جس ذات کے سپرد کیا گیا ہے اور جس کے اشارے اور حکم پر انہیں اس جگہ یکہ و تنہا چھوڑا گیا ہے' وہ کارساز ہے اس بے کسی میں بھی کوئی صورت پیدا فرما دے گا اور غریب الوطن ماں بچے کو بے سہارا نہیں چھوڑے گا۔

جب چھاگل کا پانی ختم ہو گیا تو انہیں پانی کی فکر دامن گیر ہوئی' پیاس کی حالت میں عرب کے ریگزاروں میں چند لمحے گزارنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے' وہ بچے کی ضرورت کے پیش نظر بے قرار ہو کر اٹھیں اور قریب کی پہاڑی پر چڑھ گئیں تاکہ ادھر ادھر دور و نزدیک پانی کی موجودگی کا اندازہ لگائیں' مگر چوٹی پر چڑھ کر مایوسی و ناامیدی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

بچے کا خیال آتے ہی نیچے کی طرف کود پڑیں' تقریباً دوڑتے ہوئے بچے تک پہنچیں اور اسے پیاس سے بلکتا دیکھ کر پھر دوڑ پڑیں اور دوسری پہاڑی پر چڑھ گئیں' اوپر پہنچ کر دیکھا' یہاں سے بھی پانی کے آثار کہیں نظر نہ آئے

Marfat.com

ادھرادھر نظریں دوڑا کر بچے کا خیال آتے ہی پھر نیچے کی طرف دوڑ پڑیں اسی بے قراری و وارفتگی کے عالم میں دوڑ دوڑ کر انہوں نے صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں کے سات چکر لگائے' آخری بار جب وہ بڑی حسرت ومایوسی اور افسردگی سے ماِمتا کا ٹھاٹھیں مارتا پیار سینے میں دبائے دور افق پر نظریں دوڑا رہی تھیں۔ اچانک انہوں نے ایک آواز سنی' وہ ہمہ تن گوش ہو گئیں آواز پھر آئی۔ آپ بولیں۔

"اغث ان کان عندك خير۔"

(بخاری شریف'۱:۴۷۶)

"اگر تمہارے پاس کوئی خیر و برکت ہے تو مدد کیلئے کھل کر سامنے آؤ۔"

"فناداها جبریل فقال' من انت؟ قالت' انا هاجرام ولد ابراهیم' قال: فالی من وکلكما؟ قالت' الی الله' قال' و کلکما الی کاف۔"

(فتح الباری'۶:۴۰۲)

پس ان کو جناب جبریل امین نے ندا دی:

آپ کون ہیں؟

جواب دیا: میں ابراہیم علیہ السلام کے بچے کی ماں ہاجرہ ہوں۔

جبریل بولے: تمہیں انہوں نے کس کے سپرد کیا ہے؟

بولیں: اللہ کے سپرد کیا ہے۔

جبریل نے کہا: تمہیں اس کے سپرد کیا ہے جو کافی ہے۔

پھر جناب جبریل امین علیہ السلام ظاہر ہوئے اور اسماعیل علیہ السلام کی مبارک ایڑیوں سے چشمہ زمزم جاری کر دیا' ماں نے جب پانی کی شکل دیکھی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور اس کے گرد منڈیر بنا دی۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یرحم اللّٰہ ام اسماعیل لولا انھا عجلت لکان زمزم عینا معینا۔"

(صحیح بخاری: ۴۷۴)

"اللہ تعالیٰ اسماعیل کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ جلد بازی نہ کرتیں تو زمزم ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔"

"فقال لھا الملک لا تخافی الضیعہ فان ھھنا بیت اللّٰہ یبنی ھذا الغلام وابوہ وان اللّٰہ لا یضیع اھلہ"

(صحیح بخاری: ۴۷۵)

"حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ سے کہا آپ یہ اندیشہ نہ کریں کہ اس جگہ ہلاک ہو جائیں گی کیونکہ یہاں اللہ کا گھر ہے' اور یہ مقدر کر دیا گیا ہے کہ یہ بچہ اور اس کا باپ یہ گھر تعمیر کریں گے' اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے اہل کو ضائع نہیں فرمائے گا۔"

OOOOOOO

(7) قربانی کا حکم

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بیوی اور بچے کو وادی فاران' اور مکہ کی سنگلاخ چٹانوں میں گھرے ہوئے ٹیلے کے پاس چھوڑ تو آئے مگر ایک باپ اور شوہر کی حیثیت سے آپ پر ان کی نگہداشت اور خبر گیری کا جو فرض عائد ہوتا تھا' آپ نے اسے پوری طرح نبھایا۔ آپ اللہ کے محبوب پیغمبر

Marfat.com

تھے آمد و رفت اور سفر کی طوالت آپ کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھی جس رب کریم نے حضرت سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا' اسی نے آپ کے لئے براق کو تابع فرمان بنا دیا تھا' آپ صبح کے وقت ملک شام سے روانہ ہوتے اور تھوڑی ہی دیر میں مکہ مکرمہ' بیوی بچے کے پاس پہنچ جاتے ان کی دیکھ بھال کے بعد دوپہر تک پھر واپس آجاتے اور قیلولہ ملک شام میں فرماتے۔

"وقد كان ابراهيم يذهب فى كل وقت يتفقد ولده وام ولده ببلاد فاران وينظر فى امرهما وقد ذكر انهٗ كان يركب على البراق سريعا الى هنالك۔"

(تفسیر ابن کثیر' ۴: ۱۴)

"اور تحقیق جناب ابراہیم علیہ السلام وادی فاران میں اپنے بیوی بچے کی دیکھ بھال اور خبرگیری کے لئے وقتاً فوقتاً آتے جاتے رہتے تھے اور ذکر کیا گیا ہے کہ وہ براق پر فوراً ہی وہاں پہنچ جاتے تھے۔"

اور حضرت ابو جہم کی روایت میں ہے۔

"كان ابراهيم يزور هاجر كل شهر على البراق يغدو غدوه فياتى مكه ثم يرجع فيقيل فى منزله بالشام"

(فتح الباری' ۶: ۴۰۴)

"حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر' ہر مہینے حضرت ہاجرہ کے پاس آتے تھے' صبح کے وقت مکہ میں پہنچ جاتے تھے' پھر واپس لوٹ کر ملک شام میں اپنے گھر قیلولہ کرتے تھے۔"

اسی طرح آمد و رفت اور دیکھ بھال میں تقریباً بارہ سال گزر گئے اور اسماعیل سن شعور کو پہنچ گئے اور آپ کے ساتھ بھاگ دوڑ کرنے اور کام کاج میں ہاتھ بٹانے لگے یعنی عمر کے اس حصے میں داخل ہوگئے جب بچہ

Marfat.com

والدین کے لئے سہارا بن جاتا ہے اور مستقبل کی امید نظر آنے لگتا ہے وہ اسے آنکھوں کا تارا اور دل کا چین سمجھتے ہیں اور دیکھ دیکھ کر جیتے ہیں۔

حضرت خلیل علیہ السلام نے بارہ سال پہلے اپنی خلت اور محبت کا حیرت انگیز مظاہرہ کیا تھا اور عشق الٰہی میں کامل و یکتا ہونے کا ٹھوس ثبوت دیا تھا اللہ تعالیٰ کے حکم پر بیوی بچے کو بے آب و گیاہ اور سنسان وادی میں چھوڑ آئے تھے۔ جہاں کوئی متنفس اور ذی روح موجود نہیں تھا اور قرب و جوار میں انسانی زندگی کے آثار ناپید تھے مگر انہوں نے اپنے رب کی رحمت پر بھروسہ کرتے ہوئے انہیں اس ویران وادی میں چھوڑنا منظور کرلیا تھا' ایک شفیق اور بوڑھے باپ اور مہربان خاوند کے لئے یہ ایک کڑا امتحان تھا' مگر آپ نے اس میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

ابھی اس امتحان کے نقوش ماند نہیں پڑے تھے کہ ایک دوسرے امتحان کا وقت آگیا جو اس سے بھی زیادہ سخت تھا۔

ماہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کی رات تھی نیم غنودگی کا عالم تھا۔ اسی حالت میں آپ نے خواب میں دیکھا جیسے کوئی فرشتہ حکم دے رہا ہے کہ آپ اللہ کی راہ میں اپنے فرزند اسماعیل کی قربانی دیں۔ خواب بڑا ڈراؤنا تھا۔ آپ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور یوں تصور فرمایا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے ابلیس نے پریشان کرنے کے لئے ایسا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا حکم نہیں مل سکتا' چونکہ آپ ذہنی طور پر تیار نہیں تھے اس لئے شک میں مبتلا رہے' اسی وجہ سے آٹھویں ذی الحجہ کو "یوم الترویہ" کہتے ہیں۔

نویں ذی الحجہ کی رات کو پھر وہی خواب آیا' اس دفعہ فرشتہ زور دے کر کہہ رہا تھا کہ یہ خواب وسوسہ نہیں ہے بلکہ حکم ربانی ہے۔ آپ اس کے راستے میں چہیتے بیٹے کی قربانی دیں' اور اپنی محبت کا واضح ثبوت پیش کریں' کہ آپ کے دل میں اللہ کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت موجود نہیں ہے

Marfat.com

سب چاہتیں مغلوب ہیں اگر غالب ہے تو وہ فقط اللہ کی محبت ہے۔
اس دن آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ واقعتاً حکم ربی ہے' اسی لئے نویں ذی الحجہ کو "یوم العرفہ" کہتے ہیں۔
دسویں تاریخ کی رات کو حکم ملا کہ تعمیل حکم میں تاخیر نہ کریں اور فوراً قربانی پیش کریں' چنانچہ آپ اسی وقت قربانی کے انتظامات میں لگ گئے اسی لئے دسویں ذی الحجہ کو "یوم النحر" یعنی قربانی کا دن کہتے ہیں۔
آپ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ فرزند جمیل' اسماعیل کو نہلا دھلا کر نئے کپڑے پہنا دیں' بال سنوار دیں آنکھوں میں سرمہ لگا دیں' ایک دوست کی ملاقات کے لئے جانا ہے' پھر جاتی دفعہ رسی اور چھری بھی ساتھ لے لی پوچھنے پر بتایا کہ راستے میں قربانی کرنے کا بھی ارادہ ہے۔
جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کو لے کر پورے عزم وارادے کے ساتھ چل پڑے تو شر و فساد کی کان' مردود شیطان کی جان پر بن گئی اس نے سوچا اگر انہوں نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنا لیا اور قربانی دے ڈالی تو آسمان والوں کی آنکھوں کا تارا بن جائیں گے اور اتنی مقبولیت حاصل کر لیں گے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ان کی کامیابی دنیائے شیطنت کی شکست ہے' لہٰذا انہیں قربانی سے باز رکھنا اور وسوسہ ڈال کر تعمیل حکم سے روکنا انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ وہ اپنے مشن پر نکل کھڑا ہوا۔
سب سے پہلے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا' وہ ایک بوڑھے کے روپ میں تھا بولا اے خاتون! جانتی ہو ابراہیم کہاں گئے ہیں؟
ہاں جانتی ہوں وہ اسماعیل کے ہمراہ ایک دوست کی ملاقات کے لئے گئے ہیں' اے بھولی خاتون! یہ غلط ہے وہ اسماعیل کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں' تم نے دیکھا نہیں' رسی اور چھری ساتھ لے گئے ہیں۔
دل نہیں مانتا' بڑی تمناؤں کے بعد انہیں بیٹا ملا ہے' بھلا وہ اسے کیسے ذبح کر

Marfat.com

سکتے ہیں ؟

وہ تو ٹھیک ہے، مگر انہیں یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ اللہ نے انہیں ایسا حکم دیا ہے۔ اگر یہ اللہ کا حکم ہے تو پھر ایک اسماعیل تو کیا ہزاروں اسماعیل بھی قربان کر سکتی ہوں یہ ہماری سعادت ہے کہ اللہ نے اسماعیل کی قربانی طلب فرمائی ہے۔

شیطان نامراد ہو کر بھاگا اور حضرت اسماعیل کے پاس پہنچا۔

اے ننھے بچے تم جانتے ہو کہ کہاں جا رہے ہو ؟

ہاں جانتا ہوں، ہم ایک دوست کی ملاقات کے لئے جا رہے ہیں۔

یہ جھوٹ ہے، تم مقتل کی طرف جا رہے ہو، تمہارا باپ تمہیں ذبح کرنا چاہتا ہے۔

یقین نہیں آتا، اتنا شفیق باپ ایسا کام کیسے کر سکتا ہے۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر ان کا خیال ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

اگر اللہ کا حکم ہے تو میں برضا و رغبت ذبح ہونے کے لئے تیار رہوں۔

شیطان نے یہاں بھی منہ کی کھائی تو جناب ابراہیم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا۔ اے ابراہیم! تمہیں کیا ہو گیا ہے ہوش کرو، اپنے ہاتھوں سے اپنی دنیا اجاڑ رہے ہو، بڑی آرزوؤں کے بعد بیٹا ملا ہے، چاہتوں کے ساتھ تم نے اسے پالا ہے اور اب اپنے ہاتھوں سے اس کی زندگی کا چراغ گل کرنے چلے ہو، ہوش سے کام لو اور اس ارادے سے باز آؤ ورنہ زندگی بھر پچھتانا پڑے گا۔ ایسا حسین و جمیل اور پیارا بیٹا پھر نہیں ملے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت تک "جمرہ عقبہ" تک پہنچ چکے تھے۔ "جمرہ عقبہ" اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں حجاج کرام "بڑے شیطان" کو پتھر مارتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محسوس کر لیا کہ یہ شیطان ہے جو

Marfat.com

راستے میں رکاوٹ کھڑی کر رہا ہے۔ آپ نے سات کنکر اٹھا کر اسے مارے اور آگے بڑھ گئے۔ وہ بھی بڑا ڈھیٹ تھا جب آپ تھوڑا سا آگے بڑھے اور "جمرہ وسطی" کے قریب پہنچے تو وہ پھر آڑے آیا' آپ نے اسے پھر سات پتھر مارے۔ اس کے بعد جب آپ نے "جمرہ اولیٰ" کے قریب پہنچے تو اس نے پھر وسوسہ اندازی کی کوشش کی' مگر آپ نے پھر سات پتھر مار کر اسے بھگا دیا۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔

"لما امر ابراهيم بالمناسك عرض له الشيطان عند السعی فسبقه ابراہیم ثم ذهب به جبرائيل الى جمرة العقبه فعرض له الشيطان فرماه بسبع حصيات حتى ذهب' ثم عرض له عند الجمرة الوسطى فرماه بسبع حصيات۔"

(تفسیر ابن کثیر' ۴:۱۵)

"جب حضرت ابراہیم کو قربانی کا حکم ہوا اور قربانی کے لئے نکلے تو جہاں سعی کرتے ہیں شیطان نے وہاں آپ کو روکنے کی کوشش کی مگر آپ آگے بڑھ گئے پھر جبرائیل امین آپ کو اس طرف لے گئے جہاں اب "جمرہ عقبہ" ہے۔ یہاں پھر شیطان سامنے آیا' مگر آپ نے اسے سات کنکر مار کر بھگا دیا' پھر جہاں "جمرہ وسطی" ہے اس نے وہاں تعرض کرنے کی کوشش کی مگر جناب ابراہیم نے وہاں بھی سات پتھر مار کر اسے بھگا دیا۔"

جب جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام شیطانی اور نفسانی قوتوں کو شکست دیتے ہوئے برضا و رغبت قربانی دینے کے عزم سے سرشار منیٰ کے اس مقام پر پہنچے جسے "منحر" کہتے ہیں۔ تو اس وقت آپ نے بیٹے سے فرمایا

اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ۝

Marfat.com

"مجھے خواب میں حکم ملا ہے کہ تجھے قربان کروں' اب بتاؤ' تمہاری کیا رائے ہے؟"

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک فرمانبردار بیٹے کی طرح عرض کی۔

يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○

(الصافات:۱۰۲)

"ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے آپ اس پر بے تکلف عمل کیجئے' آپ مجھے انشاء اللہ صابرین میں سے پائیں گے۔"

خوشی اور رغبت سے قربان ہونے کا اظہار کرنے کے لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عظیم باپ کے سامنے کچھ تجاویز پیش کیں۔

(1) اول یہ کہ رسی کے ساتھ مجھے مضبوطی سے باندھ لیں تاکہ ذبح ہونے کے بعد جب میں تڑپوں تو خون کے چھینٹے آپ پر نہ پڑیں' یہ بے ادبی ہوگی اور میں اس سے بچنا چاہتا ہوں۔

(2) دوسری یہ کہ چھری اچھی طرح تیز کرلیں تاکہ مجھے بھی تکلیف نہ ہو اور مجھے اذیت میں دیکھ کر آپ کو بھی تکلیف نہ ہو۔

(3) تیسری یہ کہ مجھے منہ کے بل لٹائیں تاکہ چہرہ نظر نہ آئے اور شفقت پدری جوش نہ مارے۔

(4) چوتھی یہ کہ میری قمیض اتارلیں' یہاں کفن نہیں ہے پھر اسی میں مجھے دفن کردیں۔

لاڈلے بیٹے کی یہ باتیں سن کر بوڑھے باپ کا کلیجہ پھٹ گیا مگر یہ ان باتوں کی طرف دھیان دینے کا وقت نہیں تھا دونوں پر صرف ایک ہی دھن سوار تھی کہ جلد سے جلد حکم پر عمل کریں اس لئے جناب ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کی تجاویز کو سراہا اور کہا۔

Marfat.com

"نعم العون انت یا بنی علی امر اللّٰہ"

(قرطبی:۴۵)

"اے بیٹے! اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے سلسلے میں تم کتنے اچھے مدد گار رہو۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ بیٹے کو اوندھے منہ لٹا کر ذبح کریں بلکہ چت لٹایا' تا کہ چہرہ بھی نظر آتا رہے اور چھری بھی چلتی رہے۔

"اضجعه کما تضجع الذبائح و بقی طرف جبینه لا صقا یا بالارض۔"

(البدایہ والنہایہ'۱:۱۵۸)

"جناب ابراہیم علیہ السلام نے جناب اسماعیل کو اس طرح لٹایا جس طرح کسی کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا جاتا ہے۔ جو پیشانی کا کنارہ تھا وہ زمین کے ساتھ ملا دیا۔"

یہ وہ صورت ہے جس میں چھری آسانی کے ساتھ حلق پر چل سکتی ہے کیونکہ گردن کا سارا حصہ سامنے ہوتا ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کرنے کے لئے اسی صورت کو پسند کیا۔

"فلما اسلما و تله للجبین۔"

(الصافات:۱۰۳)

"پس دونوں نے حکم کی تعمیل کی اور ابراہیم علیہ السلام نے اس کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔"

اسلما کا ایک یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے۔

"اے سمی ابراهیم و کبر و تشهد الولد للموت" یعنی ابراہیم علیہ السلام نے چھری پھیرنے کے لئے بسم اللہ شریف پڑھ لی اور

Marfat.com

بیٹے نے ذبح ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔"

اور بارگاہ خداوندی میں نہایت عاجزی سے یہ دعا کی:

"رب فدیت لك نفسی و رضیت بقضائك فتقبل منی۔"

(المعارج)

"اے اللہ! تیرے حکم پر اپنی جان قربان کر رہا ہوں اور تیرے فیصلے پر راضی ہوں تو اسے قبول فرما۔"

ابراہیم علیہ السلام آگے بڑھے' چھری ہاتھ میں پکڑی اور عرض کی:

"یا اللہ! میں تیرے نام مبارک کے ساتھ اس کو ذبح کرتا ہوں تو اسے قبول فرما۔"

"وامر السکین علی رقبته فلم یقطع شیئا بل حال بینها و بینه صفحه من نحاس۔"

(تفسیر ابن کثیر' ۴:۱۶)

"پھر آپ نے گردن پر چھری چلادی مگر اس نے ایک بال بھی نہ کاٹا بلکہ چھری اور گردن کے درمیان تانبے جیسی سطح پیدا ہو گئی۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام حیران رہ گئے' چھری اپنا کام نہیں کر رہی تھی۔
حضرت اسماعیل علیہ السلام بولے:

"ابا جان! یہ سوچنے اور تاخیر کرنے کا وقت نہیں ہے' جلدی سے گردن پر چھری چلایئے' ایسا نہ ہو ہم ان لوگوں میں سے ہو جائیں جو تعمیل حکم کرنے والے نہیں ہوتے۔"

جناب ابراہیم علیہ السلام نے کہا:

"بیٹے میں کیا کروں؟ پوری قوت صرف کر رہا ہوں مگر یہ تیری گردن پر چل ہی نہیں رہی۔"

Marfat.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا:

"آپ شہ رگ پر نوک رکھ کر اسے دبایئے ممکن ہے وہ شہ رگ کاٹ دے۔"

جناب ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا مگر یہ کوشش بھی ناکام ہو گئی۔ اس وقت آواز آئی

"اے ابراہیم علیہ السلام! تم سچے ہو' خواب میں دیئے جانے والے حکم پر تم نے عمل کر کے دکھا دیا ہے' امتحان ہی مقصود تھا اور تم اس میں کامیاب ہو گئے ہو۔ ہم تمہاری قربانی قبول کرتے ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام زندہ رہے گا اس کی جگہ ہم جنتی مینڈھا بھیج رہے ہیں تم اسے ذبح کر دو' یہ اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بن جائے گا اور یہ ایک عظیم فدیہ ہے جو ہم نے اسماعیل علیہ السلام کی زندگی بچانے کے لئے بھیجا ہے۔ جو لوگ وفا شعار' اخلاص و احسان والے ہوں ہم انہیں اسی طرح نوازتے ہیں اور نعمتوں سے مالا مال کرتے ہیں اگرچہ یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی مگر تم نے اس میں مکمل کامیابی حاصل کی ہے اب تمہارا نام رہتی دنیا تک قائم رہے گا اور یہ قربانی ایک یادگار کی صورت میں اہل ایمان کے عمل کا حصہ بن جائے گی اور تمہاری یاد دلاتی رہے گی۔ ہر سال اسے منایا جائے گا اور سنت ابراہیمی علیہ السلام کی شکل میں زندہ رکھا جائے گا۔ قرآن پاک میں اس پورے واقعہ کی تفصیلات اس طرح ہیں۔"

وَ نَادَینَاہُ اَن یَا اِبرَاھِیم قَد صَدقتَ الرُّؤیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجزِی الْمُحسِنینَ اِنَّ ھٰذا لَھُوَ الْبَلاءُ الْمُبِین وَ فَدَینَاہُ بِذِبحٍ عَظِیم وَ تَرَکْنا عَلَیہِ فِی الاٰخِرِینَ سَلامٌ عَلٰی اِبراھِیم O

(الصافات: ۱۰۸)

Marfat.com

"اور ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم علیہ السلام! بے شک تو نے اپنا خواب سچا کر کے دکھا دیا ہے۔ ہم نیکو کار اور مخلص لوگوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ بے شک یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی مگر ہم نے پھر بھی ایک بڑی قربانی کے بدلے اسماعیل کو بچالیا اور آنے والے لوگوں میں ان کے ذکر خیر اور خلوص عمل کو بصورت یادگار ہمیشہ کے لئے بقا عطا کر دی' ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو۔"

OOOOOOO

(8) تعمیر کعبہ کا حکم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا بیان فرماتے ہیں:

"ان اللہ اوحی الی ابراہیم ان ابن لی بیتا فی الارض فضاق ابراہیم بذلك ذرعا۔"

(تفسیر ابن کثیر' ۱:۱۷۸)

اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ زمین پر میرا گھر بناؤ۔ (اس زبردست ذمہ داری کی تفویض پر) جناب ابراہیم بہت گھبرائے۔"

تعمیر کعبہ کا حکم ملنا' اور اس عظیم کام کے لئے منتخب ہونا' ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ گھبراہٹ اس کام کی اہمیت و نوعیت کی وجہ سے تھی۔ آپ بوڑھے ہو چکے تھے اور تعمیر کا کام جوانی اور جانبازی کا تقاضا کرتا ہے تاکہ پتھر اٹھانے'

Marfat.com

لانے اور لے جانے میں دقت نہ ہو۔ پھر کعبہ کی تعمیر کا معاملہ تمام عمارات کے برعکس تھا۔ یہ اللہ کا گھر بنانا تھا جس میں قوت و شباب کے علاوہ جذبہ صادق، حسن نیت، خلوص و وفا اور حضور قلب کی بھی ضرورت تھی تاکہ ظاہر و باطن کی پاکیزگی کے ساتھ عقیدت و احترام کی فضاؤں میں اسے بنایا جا سکے۔ چونکہ خلیل تھے اور اسی لئے منتخب کئے گئے تھے کہ ان میں ان اوصاف عالیہ کی کمی نہ تھی اور ان صفات کمال کے ساتھ بصورت اعلیٰ متصف تھے۔ اس لئے آپ نے بھی سر تسلیم خم کر دیا۔ اور پھر ایک روز معمول کے مطابق ملک شام سے مکہ مکرمہ پہنچے تاکہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے مل کر انہیں بھی اس حکم ربانی سے مطلع کریں اور مل کر تعمیر کرنے کا پروگرام بنائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔

"اسماعیل یبری نبلا له تحت دوحة قریبا من زمزم فلما راه قام الیه فصنع کما یصنع الوالد بالولد والولد بالوالد ثم قال یا اسماعیل ان اللّٰه امرنی بامر قال: فاصنع ما امرك ربك قال وتعیننی؟ قال واعینك۔ قال: فان اللّٰه امرنی ان ابنی ههنا بیتا واشار الی اکمة مرتفعة علی ما حولها۔"

(صحیح بخاری، ۱:۴۷۶)

"جب حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں پہنچے تو اس وقت جناب اسماعیل علیہ السلام چاہ زمزم کے پاس ایک درخت کے نیچے بیٹھے تیر بنا رہے تھے۔ جب اپنے والد گرامی کو دیکھا تو استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے اور پھر دونوں ملے جس طرح ایک بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے ملتا ہے۔"

Marfat.com

پھر فرمایا: اے اسماعیل علیہ السلام اللہ پاک نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسماعیل نے عرض کی: آپ کے رب نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کیجئے۔
فرمایا: کیا اس سلسلے میں تم بھی میری مدد کرو گے؟
عرض کی: میں بھی مدد کروں گا' ہر کام کے لئے دل و جان سے حاضر ہوں۔
قریب ہی جو ابھرا ہوا ٹیلہ تھا اس کی طرف اشارہ کر کے جناب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ یہاں اس کا گھر بناؤں۔
جناب اسماعیل علیہ السلام نے یہ حکم سنتے ہی مٹی کھودنے کے اوزار منگوا لئے۔ دوسرے ضروری انتظامات کئے اور کھدائی کے لئے تیار ہو گئے مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ کھدائی کہاں سے کی جائے اور بیت اللہ کی بنیاد کہاں رکھی جائے۔

اللہ پاک نے یہ مشکل آسان کر دی' فضاؤں میں تیرتا ہوا ایک بادل آیا اور ٹیلے کے اوپر ایک جگہ گھنا سایہ کر دیا' حکم ہوا جہاں جہاں بادل کا سایہ موجود ہے وہاں وہاں سے جگہ کھودیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادیں ظاہر ہو جائیں گی۔

چنانچہ دونوں ہستیوں نے کدالیں تھام لیں اور کھدائی شروع کر دی۔ بتائی ہوئی چار دیواری سے جب مٹی ہٹی تو نیچے سے جناب آدم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادیں نمودار ہو گئیں۔

مختلف مقدس مقامات پر پھیلے ہوئے پانچ بابرکت پہاڑوں کے پتھر لا کر فرشتوں نے وہاں ڈھیر کر دیئے جن مقدس پہاڑوں کے پاکیزہ پتھر لائے گئے ان کے نام یہ ہیں۔

(1) کوہ جودی' یہ وہ پہاڑ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور بتایا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی یہاں آکر رکی تھی۔

Marfat.com

(2) کوہ طور، اس پہاڑ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا تھا۔

ان کے علاوہ کوہ زیتون، کوہ حرا اور کوہ بیت المقدس ہیں جن کی اپنی اپنی تاریخی اہمیت ہے۔

ایک پہاڑ کی بجائے اطراف عالم کے پہاڑوں سے پتھر لا کر کعبہ تعمیر کرنے میں یہ حکمت تھی کہ بتایا جا سکے، یہ تمام عالم اسلام کا مرکز ہے۔ پوری دنیا کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس کی طرف منہ کر کے اپنے عالمگیر اتحاد کا مظاہرہ کریں جب وہ ادھر منہ کر کے خلوص نیت سے عبادت کریں گے تو ان کی عبادت کو بروز قیامت ان پہاڑوں کی طرح وزنی بنا دیا جائے گا اور قبول کر لیا جائے گا۔

و الوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینه فاولئك هم المفلحون O

"قیامت کے روز اعمال کا تولا جانا ایک حقیقت ہے چنانچہ جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مقرر کردہ حدود کے اندر پتھر چننے کا عمل شروع کر دیا۔ جناب اسماعیل علیہ السلام پتھر لا کر دیتے تھے اور آپ دیوار پر چن دیتے تھے۔ تعمیر کے لئے آپ نے کوئی گارا، یا چونہ وغیرہ استعمال نہیں کیا۔

"بنی ابراهیم الکعبة بحجارة یضعها فوق بعض من غیر طین و جص۔"

(فی رحاب البیت: ۱۴)

"جناب ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو اس طرح بنایا کہ مٹی اور چونے کے بغیر فقط پتھر ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیئے۔"

Marfat.com

جب دیوار پانچ فٹ کے قریب ہو گئی تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا:

کوئی ایسا نمایاں اور خوبصورت پتھر لاؤ جسے کعبہ کے ایک کونے میں نصب کر دوں تاکہ طواف کے لئے وہ ایک نشانی بن جائے 'لوگ وہیں سے طواف کا آغاز کریں اور وہیں پہ ختم کریں۔

جناب اسماعیل علیہ السلام باپ کا حکم سنتے ہی ایسے قیمتی پتھر کی تلاش میں نکل گئے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کوہ ابو قبیس سے حجر اسود لے کر آ گئے جو طوفان نوح کے زمانے میں وہاں محفوظ کر دیا تھا' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کعبہ کے مشرقی کونے میں نصب کر دیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام جب واپس آئے تو دیکھا پورا ماحول جگمگا رہا ہے اور کعبہ کے کونے میں نصب ایک پتھر سے سورج کی طرح شعاعیں نکل رہی ہیں' وہ اس کی سفیدی' چاندی جیسی رنگ اور نورانیت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور پوچھا: ابا جان! یہ حسین و جمیل پتھر کہاں سے ملا ہے۔

جناب ابراہیم علیہ السلام نے بتایا کہ جنتی پتھر ہے اور جبرائیل امین علیہ السلام لائے ہیں۔

اب دیوار کافی اونچی ہو چکی تھی' زمین پر کھڑے رہ کر اسے بنانا مشکل تھا۔ فوراً جبرائیل امین علیہ السلام جنت سے ایک اور پتھر لائے اور کہا کہ اس پر کھڑے ہو کر دیوار بنائیں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پتھر مبارک پر کھڑے ہوئے تو وہ جنتی یاقوت' موم کی طرح پگھل گیا اور جناب خلیل اللہ کے مبارک پاؤں کا نقش اپنے اندر جذب کر لیا۔ اسی پتھر کو "مقام ابراہیم" کہتے ہیں اور وہ کعبہ کے دروازے کے سامنے مشرقی جانب پیتل کی جالی کے اندر آج بھی محفوظ ہے اور اس کی زیارت کی جا سکتی ہے۔ لوگ طواف کے دوران اس کے پاس سے گزرتے ہوئے محبت و عقیدت سے اسے

Marfat.com

دیکھتے ہیں اور اس عظیم معجزے سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں۔
جناب حضرت ابراہیم نے باقی دیواریں اسی پر کھڑے ہو کر بنائیں' جدھر ضرورت ہوتی وہ پتھر اسی جانب چلا جاتا تھا۔ اس طرح جناب خلیل اللہ نے چاروں طرف سے کعبہ کی دیواریں مکمل کر دیں۔
اندر جانے کے لئے مشرقی دیوار میں دروازہ نما ایک خلاء رہنے دیا۔ اسے بند کرنے کے لئے لکڑی کے کواڑ بالکل نہ لگائے' اسی طرح چھت بھی نہ ڈالی' فقط دیواریں کھڑی کر دیں جنہیں کمرے کا سادہ ساڈھانچہ کہا جا سکتا تھا۔

OOOOOOO

(9) کعبہ معظمہ کا حدود اربعہ

جنوب مشرقی کونہ جس میں حجر اسود نصب ہے اسے "رکن اسود" کہتے ہیں۔
جنوب مغربی کونے کو "رکن یمانی" کہتے ہیں۔
شمال مشرقی کونے کا نام "رکن عراقی" ہے اور شمال مغربی کونہ "رکن شامی" کہلاتا ہے۔
رکن عراقی اور رکن شامی والی دیوار کے اوپر چھت پر ایک پرنالہ نصب ہے جس سے بارش ہو تو کعبہ شریف کی چھت کا پانی نیچے آتا ہے اسے "میزاب رحمت" کہتے ہیں۔
رکن عراقی اور رکن شامی کے سامنے تقریباً پانچ فٹ اونچی ایک دیوار ہے اس کے اندرونی خالی حصے کو "حطیم" کہتے ہیں اس پر آج کل چھت نہیں

Marfat.com

ہے' جناب ابراہیم نے اس حصے کو کعبہ سے باہر نہیں رہنے دیا تھا بلکہ اندر لے لیا تھا اور رکن عراقی اور رکن شامی کے کونے ظاہر کرنے کی بجائے یہاں سے دیوار گول کر دی تھی۔ اس طرح "حطیم" کا حصہ بھی کعبہ کے اندر آگیا تھا یعنی یہ کعبہ کا حصہ تھا اور آج بھی یہ کعبہ ہی کا حصہ ہے مگر بوجوہ علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

یہ ابتدائی دور کا تہہ بہ تہہ پتھروں سے بنا ہوا کعبہ تھا جسے خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک ایسی وادی میں بنایا جہاں سنگلاخ چٹانوں' نوکیلے پتھروں اور کھردرے سنگریزوں کے سوا کچھ نہ تھا' زندگی کی کوئی سہولت اور آسائش وہاں موجود نہ تھی۔ سنسان ویرانے اور لق و دق صحرا میں ہو کا عالم طاری رہتا تھا اور چاروں طرف پھیلے ہوئے پہاڑوں اور وسیع و عریض ریگستانوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔

پھر ایسے ویرانے میں گھر بنایا تو اتنا سادہ جس میں زیب و زینت اور آرائش کی کوئی چیز نہ تھی' وہ چاہتا تو یاقوت و الماس اور ہیروں سے آراستہ گھر بنا سکتا تھا جس میں سونے کے دروازے ہوتے' بہشتی فانوس سجے ہوتے' نظر آویز درخشاں در و بام ہوتے جو زائرین کو اپنے اندر جذب کر لیتے مگر اس نے ایسا نہ کیا۔

ایسا نہ کرنے میں ایک ہی حکمت تھی کہ زائرین کو بتایا جا سکے۔

انہیں پتھروں پہ چل کر اگر آسکو تو آؤ
میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

بتانا یہ تھا جو صرف نظاروں کی دید کے لئے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لئے یہاں کوئی گنجائش نہیں' وہ گھر بیٹھے یہاں محبوب حقیقی کے جلوے انہی ویرانوں' میدانوں اور چٹانوں میں ارزاں اور بے حجاب ہیں' جو ان میں اسے بے حجاب دیکھ سکتا ہے' یہ سارا کاروبار اسی کے لئے ہے اور اسی لئے

Marfat.com

حسن حقیقی کو یہ دشت و بن کعبہ کے پتھر اور مکہ کے پہاڑ پیارے ہیں۔

حسن بے پروا کو اپنے بے حجابی کے لئے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن

OOOOOOO

(10) حج کی دعوت عام

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا۔

اذن فی الناس بالحج O

"لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔"

عرض کی 'یا اللہ! میری آواز کہاں تک جائے گی؟ اور کتنے لوگ اسے سن کر آسکیں گے۔

ارشاد ہوا 'اے ابراہیم علیہ السلام! آواز دینا تیرا کام ہے اور اسے لوگوں تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔

اذن فی الناس بالحج یاء توك رجالا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایام معلومات O

(الحج '۲۲:۲۷)

"تم لوگوں میں حج کا اعلان کرو وہ تمہارے پاس دوڑے چلے آئیں گے۔ پیدل بھی اور اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی 'جو طویل سفر سے دبلی ہو چکی ہونگی۔ اس حج میں ان ہی کا نفع ہے اور انہیں

Marfat.com

چاہئے وہ اس کے حصول کے لئے حاضر ہوں اور حج کے معین دنوں میں اللہ کو یاد کریں۔"

چنانچہ ابراہیم اس پتھر پر کھڑے ہو گئے اور ندا دی:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا گھر بن گیا ہے اور اس نے تم پر اپنے گھر کا حج فرض کر دیا ہے لہٰذا اب تم اس کا حج کرنے کے لئے آؤ۔

مرد و عورت، چھوٹے بڑے، شہری دیہاتی، عالم و جاہل، تمام اہل ایمان نے یہ آواز سنی اور اس پر لبيك اللهم لبيك کہا، بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے اہل ایمان و یقین تک بھی یہ آواز پہنچ گئی اور انہوں نے بھی آگے سے لبيك کے ساتھ جواب دیا، جواب اسی نے دیا جس کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، ٦:٤٠٦)

OOOOOOO

Marfat.com

Marfat.com

چوتھا باب

☆
☆
☆☆☆
☆☆☆☆☆

تعمیر قریش

☆☆☆☆☆
☆☆☆
☆

☆

Marfat.com

Marfat.com

حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تعمیر کے بعد سب سے زیادہ اہمیت تعمیر قریش کو حاصل ہے' کیونکہ اس کا ذکر بخاری شریف کی مستند احادیث میں موجود ہے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک تقریباً پینتیس سال تھی اور اس کے پانچ سال بعد آپ نے دعوائے نبوت فرمایا۔

کعبہ شریف کو از سر نو تعمیر کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ ایک نادان عورت کی بے احتیاطی کے باعث کعبہ شریف کے پردوں کو آگ لگ گئی تھی جس سے دیواروں میں بھی دراڑیں پڑ گئیں' اس لئے قریش نے مناسب سمجھا کہ اسے نئے سرے سے تعمیر کر دیا جائے۔

یہاں کسی عقیدت مند ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے' کہ کعبہ شریف اللہ کا گھر ہے' جسے فرشتوں اور پیغمبروں نے بنایا ہے اور جس کی شان یہ ہے کہ خاکی و نوری مخلوق کی وہاں صبح و شام قطاریں لگی رہتیں ہیں' ایسی عظیم الشان عمارت' زمینی تغیرات کی زد میں آجائے' اور حوادث زمانہ اس پر اثر انداز ہوں' یہ کچھ عجیب سا لگتا ہے' چاہیئے تو یہ کہ یہ منفرد عمارت گردش دوراں کی زد سے باہر ہو اور کوئی زمینی یا سماوی آفت اسے نقصان نہ پہنچا سکے' تاکہ ثابت ہو' یہ اللہ کا گھر ہے' اور مادی و غیر مادی اثرات سے محفوظ ہے۔

جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو الماس' یاقوت' زمرد اور جواہرات کے قیمتی پتھروں سے یہ گھر بنا سکتا تھا۔ جس کے سونے چاندی کے دروازے ہوتے۔ دیواروں کے نظر آویز نقوش بہشت بریں کی یاد تازہ کرتے' ستاروں کے جھومر اس کی چھت میں سجا دیئے جاتے' جس سے قوس و قزح کے رنگ بھی شرماتے' اور اسے زمینی تغیرات کی زد سے بالکل محفوظ کر دیا جاتا' مگر ایسا نہیں کیا گیا' بلکہ زمین ہی سے پیدا شدہ پتھروں اور مادوں سے

Marfat.com

حرم کعبہ تعمیر کرنے کو ترجیح دی گئی' جو پتھر اور مادے گردش دوراں اور زمینی آفات کے اثرات کو قبول کرتے ہیں' اور کمزور ہو کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں' حکمت یہ تھی کہ انسانوں کو بھی تعمیر کا موقعہ فراہم کیا جائے' اور جب کعبہ کی عمارت خستہ ہو جائے اور اس کی اصلاح و تعمیر کی ضرورت پیش آئے' تو وہ اس کی مرمت یا تعمیر کریں' چونکہ حرم پتھروں کا بنایا گیا ہے۔ اسی سے اہل علم نے یہ نکتہ اخذ فرمایا ہے کہ تعمیر کعبہ اور اس کی مرمت جائز ہے' بلکہ ضرورت پڑنے پر اس عمل سے پہلوتہی اور غفلت قابل گرفت ہے' نیت درست ہو' اور عمارتی سامان پاک ہو' اور جو رقم اوپر خرچ کی جا رہی ہے وہ حرام نہ ہو' تو تعمیر و مرمت میں کوئی حرج نہیں۔
یہ ایک قیمتی بات تھی جو ذہن کی صفائی کیلئے بیان کی گئی۔
قریش کو کعبہ کی از سر نو تعمیر کی ضرورت اس لئے بھی محسوس ہوئی کہ جب بھی سیلاب کا پانی نشیب کی طرف آتا تھا' تو ہر بار عمارت کو کافی نقصان پہنچاتا۔ اب تک وہ عمارت صرف دیواروں پر کھڑی تھی' دیواریں بھی کچھ زیادہ اونچی نہیں تھیں' زیادہ سے زیادہ قد آدم تھیں' اور ان پر کوئی چھت بھی نہیں تھی۔ اب اکابرین قریش نے سوچا کہ نئی تعمیر پختہ بنیادوں پر ہونی چاہیے تاکہ وہ سیلاب سے متاثر نہ ہو' اور اس پر چھت بھی ڈال دی جائے' تاکہ جو تحائف وغیرہ آتے ہیں وہ اندر محفوظ رہیں۔
ان اسباب و حالات نے انہیں تعمیر نو کا احساس دلایا مگر اب مسئلہ یہ تھا کہ پہلی بوسیدہ عمارت کے ڈھانچے کو گرانے کی جرات کون کرے' ہو سکتا ہے' قدرت کو یہ مٹی کا حرم ہی پسند ہو' اور مرمر کی سلوں کو پذیرائی نصیب نہ ہو۔

تمام سردار سر جوڑ کر بیٹھے۔ ولید نے کہا' ہماری نیت صحیح ہے' ہم شکست و ریخت نہیں' تعمیر چاہتے ہیں' اس لئے کوئی آفت نازل نہیں ہوگی' یہ امکان تب ہو سکتا ہے' جب ہماری نیتوں میں فتور ہو' جب ہم اصلاح و تعمیر

Marfat.com

کے متمنی ہیں تو ہمیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔

ان ہی دنوں قدرتی طور پر تعمیر کعبہ کے اسباب بھی مہیا ہو گئے۔

"کان البحر قد رمی بسفینه الی جده لرجل من تجار الروم فتحطمت فاخذوا خشبها فاعدوه لتسقیفها۔"

"روم کے ایک تاجر شخص کا جہاز سمندر نے ساحل جدہ پر لا پھینکا وہ ٹوٹ پھوٹ گیا' قریش نے کعبہ پر چھت ڈالنے کے لئے اس کے تختے خرید لئے۔"

"قال الاموی' کانت هذه السفینه لقیصر ملك الروم تحمل الات البناء من الرخام والخشب والحدید سرحها قیصر مع باقوم الرومی' الی الکنیسه التی احرقها الفرس' للحشبه' فلما بلغت مرساها من جده بعث الله علیها ریحا فحطمتها" (البدایه والنهایه' ۲: ۳۰۱)

"اموی کی روایت ہے یہ جہاز شاہ روم قیصر کا تھا' اہل فارس نے حبشہ کا ایک گرجا جلا دیا تھا' اسی لئے اس نے "باقوم رومی" کی سرکردگی میں سنگ مرمر' لکڑی' لوہا اور تعمیر کا دوسرا سامان بھیجا تھا' مگر جب جہاز جدہ کے ساحل تک پہنچا تو قدرت خداوندی نے ایسی تند و تیز ہوا بھیجی جس نے اسے پاش پاش کر دیا۔"

جہاز ٹوٹ جانے کے بعد' اب عمارتی سامان کی واپسی کی کوئی صورت ہی نہ تھی اس لئے باقوم نے وہ بخوشی فروخت کر دیا' بلکہ خریداروں کے حسن سلوک سے متاثر اور مقصد عظیم سے آگاہ ہو کر' کعبہ کی دیواریں تعمیر کرنے اور چھت ڈالنے کی حامی بھی بھر لی۔

جب تمام انتظامات مکمل ہو گئے تو وہ نازک لمحہ آ گیا جس سے وہ سب خائف و ترساں تھا' انہیں ڈر تھا' اگر عذاب نازل ہو گیا تو کوئی نہیں بچے گا' آخر

Marfat.com

حضور علیہ السلام کے ابا جان کے ماموں جناب ابو وھب نے جرات کی' بڑے شریف وپاکباز آدمی تھے' آگے بڑھے۔

"فتناول من الکعبہ حجرا فوثب من یدہ حتی رجع الی موضعہ۔"

"پس کعبہ کا ایک پتھر اکھاڑا' وہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر دوبارہ اپنی جگہ جالگا۔"

لوگوں کے رنگ اڑ گئے متوقع عذاب نے ان کے اوسان خطا کردیئے اسی چیز کا انہیں خدشہ تھا جب اپنی آنکھوں سے انہوں نے یہ منظر دیکھا تو سمجھ گئے اب ان کی خیر نہیں۔

ابو وھب بڑے حقیقت شناس اور دور اندیش انسان تھے وہ اپنی قوم سے مخاطب ہوئے۔

"یا معشر قریش! لا تدخلوا فی بنیانها من کسبکم الا طیبا لا یدخل فیها مهر بغی و لا بیع ربا و لا مظلہ احد من الناس۔" (ابن اثیر' ۲:۳۱۰)

"اے گروہ قریش! وعدہ کرو کہ' کعبہ کی تعمیر پر تم بالکل پاکیزہ حلال اور صاف ستھری کمائی ہی خرچ کرو گے' کوئی شخص سود' غصب' غارت گری اور بدکاری کا ایک پیسہ بھی اس پر نہیں لگائے گا۔"

تمام قبائل نے وعدہ کیا اور کعبہ معظمہ کے ایک حصے کی تعمیر اپنے اپنے ذمے لے لی۔ قرعہ اندازی کے ذریعہ حجر اسود سے حطیم تک کا حصہ بنو عبد مناف اور بنو زہرہ کے حصے میں آیا۔ اور حطیم کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کا حصہ بنو اسد اور بنو عبد الدار کے حصے میں آیا۔ اور رکن یمانی سے حجر اسود تک کا حصہ بنو سہم بنو جمح اور بنو عدی کے حصہ میں آیا۔

Marfat.com

اب ابو وھب نے آگے بڑھ کر پتھر اٹھایا تو وہ اکھڑ گیا' جب کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آیا تو باقی قریش نے بھی جرات کی پھر تمام قبائل عمارت گرانے میں مصروف ہو گئے اور ساری عمارت گرا دی۔

جب ابراہیمی بنیادوں تک پہنچے تو انہیں بڑے بڑے پتھر نظر آئے جیسے اونٹ کی کوہانیں ہوں' وہ ایک دوسرے میں پھنسے ہوئے تھے ایک نوجوان نے انہیں بھی اپنی جگہ سے اکھاڑنا چاہا تو ایک بجلی کوندی سب کی نظریں چندھیا گئیں اور سب کو ایک زبردست جھٹکا لگا' جیسے زبردست زلزلہ آگیا ہو' وہ ڈر گئے اور مزید پتھر اکھاڑنے کا ارادہ ترک کر دیا' اور انہی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کا فیصلہ کر لیا۔

تعمیر کعبہ بہت بڑی سعادت تھی' سب لوگ مزدوروں کی طرح جٹ گئے' چھوٹے بڑے کا امتیاز مٹ گیا' کوئی پتھر لا رہا ہے کوئی گارا بنا رہا ہے' کوئی دیوار پر پتھر چننے میں مصروف ہے' کوئی اپنے حصے کا کوئی اور کام کر رہا ہے' یہ وہ بابرکت عمل تھا جس میں خود حضور نبی مکرم ﷺ نے بھی حصہ لیا اور آپ پتھر لا لا کر دیتے رہے' یہاں تک کہ اس باہمی تعاون اور اتحاد و یگانگت کی فضا میں قد آدم دیوار تعمیر ہو گئی۔

اب وہ مرحلہ آگیا جب کعبہ کی دیوار کے کونے میں "حجر اسود" نصب کرنا تھا' یہاں پہنچ کر وہ "پرسکون فضا" گرم لو اور باد سموم اور تند و تیز جھگڑوں میں تبدیل ہو گئی' بھنویں تن گئیں اور آستینیں چڑھ گئیں ہر قبیلے کے سردار نے دوسرے کو متنبہ کر دیا کہ وہ پیچھے ہٹ جائے اور حجر اسود نصب کرنے کی عزت و سعادت اسے حاصل کرنے دے۔

اپنے اس موقف سے دستبردار ہونے کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوا' تلواریں نیاموں سے باہر نکل آئیں اور خون میں ہاتھ ڈبو کر قسمیں کھائی جانے لگیں کہ وہ کٹ مریں گے مگر یہ عزت کسی دوسرے کو حاصل نہیں کرنے دیں گے۔

Marfat.com

تعمیر کا سلسلہ رک گیا اور خوفناک جنگ کے بادل ہر طرف منڈلانے لگے۔

"فمكثوا على ذالك ليالى ' ثم تشاوروا ' فقال ابو اميه و هو راس قريش ' اجعلوا بينكم اول من يدخل من باب هذا المسجد۔" (الوفاء باحوال المصطفی ' امام ابن جوزی ١٤٦:)

"چند روز تک یہی صورت حال رہی پھر انہوں نے باہم مشورہ کیا ' ابو امیہ قریش کا سردار تھا اس نے مشورہ دیا تم لوگ آپس میں یہ فیصلہ کرلو کہ اب اس مسجد میں جو شخص سب سے پہلے آئے گا تو تم اسے اپنا حاکم تسلیم کرلو گے اور وہ اس تنازعہ کے حل کے لئے جو بھی تجویز پیش کرے گا تم اسے مان لو گے۔"

سب نے کہا معقول تجویز ہے ' ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔ اب وہ لوگ باب شیبہ سے مسجد میں آنے والے کے انتظار میں بیٹھ گئے ' قدرت خداوندی کا اظہار یوں ہوا کہ اس دروازے سے سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے ' خوشی سے سب کے چہرے کھل اٹھے ایک ایسے صاحب تشریف لے آئے تھے جن کا تمام لوگ احترام کرتے تھے اور انہیں صادق و امین جانتے تھے۔

وہ چلا اٹھے هذا الامين رضينا به "یہ تو ہمارے اپنے امین ہیں ہمیں ان کا ہر فیصلہ بخوشی منظور ہو گا۔"

حضور علیہ السلام نے معاملہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے بڑی حکمت عملی اور دور اندیشی سے کام لیا ' اپنی چادر مبارک زمین پر بچھادی اور حکم دیا کہ چار منتخب سردار آگے آجائیں ' جو اپنی قوم کے نمائندے ہوں چنانچہ عتبہ بن ربیعہ ابو زمعہ ابو حذیفہ بن مغیرہ اور قیس بن عدی آگے آگئے آپ نے فرمایا ' اس چادر کا ایک ایک کونہ پکڑ لو! چادر کے چاروں کونے سرداروں کو پکڑا کر خود اپنے دست مبارک سے حجر اسود اٹھا کر اس پر رکھ دیا ' پھر

Marfat.com

انہیں کہا کہ کعبہ کی دیوار تک اٹھا کر لے جاؤ جب وہ لوگ حجر اسود کو دیوار تک لے گئے تو خود اٹھا کر اسے دیوار میں نصب کر دیا۔

یہ حسن تدبیر کی ایک ایسی مثال اور ہوشمندی کا ایسا مظاہرہ تھا' جس نے بڑے بڑے سرداروں کو انگشت بدنداں کر دیا' حکمت و بصیرت اور عدل و انصاف پر مبنی اس فیصلہ سے سب خوش ہو گئے اور تسلیم کر لیا کہ آپ نے آتش فشاں کے دہانے پر کھڑی قوم کو نئی زندگی عطا کر دی ہے۔

تعمیر کا سلسلہ پھر زور شور کے ساتھ شروع ہو گیا' اس دفعہ انہوں نے دیواریں بہت اونچی بنائیں' اور دروازہ بھی بلندی پر رکھا' تاکہ اندر آنا اس کے لئے ممکن ہو جسے وہ اجازت دیں۔ چھت بھی ڈال دی' مگر کعبہ کا وہ حصہ جسے "حطیم" کہتے ہیں اسے نہ بنا سکے' کیونکہ پوری قوم کے پاس اتنی جائز و حلال کمائی نہیں تھی کہ ڈھب سے ایک کوٹھا ہی تعمیر کر سکتے۔

ضرورت اس چیز کی تھی کہ وہ دخول و خروج کے لئے مشرقی اور مغربی سمت میں دو الگ الگ دروازے تعمیر کرتے مگر انہوں نے اپنی چودھراہٹ اور برتری قائم رکھنے کے لئے ایسا نہ کیا تاکہ اپنے خیال کے مطابق ناپسندیدہ عناصر کو اس سعادت سے محروم رکھ سکیں۔

سعید بن عمرو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

"رایت قوما یفتحون البیت فی الجاھلیه یوم الاثنین و یوم الخمیس فکان حجابه یجلسون علی بابه فیرقی الرجل فاذا کانوا الا یریدون دخوله دفع فطرح۔"

(طبقات ابن سعد' ۱: ۱۴۷)

"میں نے قریش کو دیکھا وہ دور جاہلیت میں پیر اور جمعرات کو بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولتے تھے' چنانچہ حاجب اور دربان لوگ دروازے پر بیٹھ جاتے تھے جب کوئی ایسا شخص سیڑھی پر چڑھتا جسے وہ داخل کرنا پسند نہیں کرتے تھے تو اسے دھکا دے کر

Marfat.com

پرے دھکیل دیتے تھے۔"

حضور علیہ السلام کو قریش کی یہ روش اور غرور و تکبر کی مظہر' غیر مہذب حرکت پسند نہیں تھی' جس کا اظہار آپ نے ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ کے سامنے فرمایا' اور افسوس بھرے لہجے میں کہا:

"ان قومك استقصروا ابنیان الكعبة ولولا حداثه عهدهم بالشرك اعدت فیه ماتر كوامنه۔" (الطبقات:۷ ۱۴)

تعمیر کے وقت بے شک تیری قوم نے کعبہ کی عمارت چھوٹی کر دی تھی اب یہ لوگ شرک و کفر کی فضاؤں سے تازہ تازہ نکل کر آئے ہیں اگر ان کے بدک جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس میں چھوڑی ہوئی جگہ کو شامل کر دیتا۔

"و لجعلت لها بابین موضوعین فی الارض شرقیا و غربیا اتدرین لم کان قومك رفعوا بابها؟ فقلت له: لاادری قال: تعززاالایدخلهاالامن ارادو۔"

(الطبقات:۷ ۱۴)

"اور مشرقی اور مغربی جانب دو دروازے بنا دیتا' جو زمین کے ساتھ لگے ہوتے؟ اے عائشہ! کیا تو جانتی ہے تیری قوم نے کعبہ کا دروازہ اتنا اونچا کیوں بنایا تھا؟"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: حضور مجھے تو علم نہیں۔
حضور ﷺ نے بتایا: یہ انہوں نے اپنی بڑائی جتانے کے لئے بنایا تھا' تاکہ جسے چاہیں صرف اسی کو داخل ہونے دیں۔

Marfat.com

پانچواں باب

☆
☆
☆☆☆
☆☆☆☆☆

تعمیر حضرت عبد اللہ بن زبیر

رضی اللہ عنہ

☆☆☆☆☆
☆☆☆
☆
☆

Marfat.com

Marfat.com

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ ان کو بھی کعبہ معظمہ کی تعمیر کی سعادت حاصل ہوئی' بلکہ تاریخی حوالے سے ان کی تعمیر کو بہت اہمیت حاصل ہے' وہ اس لئے کہ جن لوگوں نے کعبہ کی تعمیری خدمت کی ان کی دو قسمیں ہیں' بعض ایسے ہیں جنہوں نے صرف جزوی خدمت کی ہے' یعنی کوئی دیوار گر گئی' یا کوئی حصہ شکستہ ہو گیا تو انہوں نے اس کی مرمت کر دی۔ اس طرح ان کی خدمت صرف مرمت واصلاح تک محدود رہی۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اپنے دور میں پورے کعبہ کی تعمیر کی ہے' اور تاریخ میں ایسا صرف تین بار ہوا ہے۔ طوفان نوح کے بعد جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبہ کی مکمل تعمیر کی' پھر اس کے بعد قریش نے از سرنو تعمیر کی' جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حصہ لیا' اور تیسری بار یہ سعادت جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی' جنہوں نے از اول تا آخر اس کی تعمیر کی اور تعمیر بھی اس طرز پر کی جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعمیر چاہتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

"لو لا ان قومك حديث عهد بجاهليه لامرت بالبيت فهدم فادخلت فيه ما اخرج منه و الزقته بالارض و جعلت له بابين بابا شرقيا و بابا غربيا فبلغت به اساس ابراهيم۔ فذالك الذى حمل ابن الزبير على هدمه"

(صحیح بخاری' ۱:۲۱۵)

"اے عائشہ! تیری قوم دور جاہلیت سے نکل کر تازہ تازہ اسلام میں داخل ہوئی ہے ناسمجھی کے باعث اگر اس کے بگڑ جانے کا خطرہ نہ ہوتا' تو میں کعبہ کو گرا دینے کا حکم دیتا پھر اس کے جو حصے

Marfat.com

خارج کر دیئے گئے ہیں' انہیں تعمیر میں داخل کر لیتا اور اس کا دروازہ زمین کے ساتھ ملا دیتا' اور ایک کی بجائے دو دروازے بنا دیتا' اور نئی تعمیر کیلئے ابراھیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں تک پہنچ جاتا۔ یہی وہ ارشاد نبوت تھا' جس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی عمارت گرانے' اور پھر از سر نو تعمیر کرنے پر آمادہ کیا۔"

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو نئی تعمیر کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی' اور انہوں نے مکمل تعمیر کا ارادہ کیوں کیا' یہ تاریخ اسلام کی ایک خونچکاں داستان ہے' جسکی مختصر تفصیل یہ ہے۔

سن 61ھ میں' یزیدی افواج نے میدان کربلا میں ایسی درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کیا' جس کی یاد آج تک فراموش نہیں کی جا سکی۔ اس المناک واقعہ نے پورے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑا دی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے لوگ تعلیم یافتہ اور باشعور تھے' اس لئے یہاں یہ لہر کچھ زیادہ ہی شدت سے محسوس کی گئی' اور اس نے بغاوت کی صورت اختیار کر لی' یزید کی فاسق و فاجر اور غیر اسلامی حکومت کو انہوں نے تسلیم نہ کیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا لیا۔ جب یزید کو پتہ چلا تو اس نے اپنی مخالف قوت کو بزور شمشیر دبانے کیلئے' ایک لشکر جرار روانہ کر دیا' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے اندر قلعہ بند ہو گئے' اور دھوپ سے بچنے کیلئے کعبہ کے ارد گرد اپنے خیمے نصب کر لئے۔

یزیدی فوجوں نے پہاڑ پر اپنی پتھر پھینکنے والی مشینیں نصب کر دیں اور ایمان و تقوی کی ساری قدریں بالائے طاق رکھ کر سنگ باری شروع کر دی۔ صحن حرم میں پتھر آ کر گرنے لگے' عمارت کعبہ کو بھی نقصان پہنچا' اور اس کی دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں۔

Marfat.com

پاس ہی جو خیمے نصب تھے وہاں سے ایک چنگاڑی غلاف کعبہ پر جا گری' اور سارا غلاف جل گیا۔ اس سے بھی عمارت کو نقصان پہنچا' اور ضروری ہو گیا کہ اس کی تعمیر کی طرف فوری توجہ دی جائے۔ یزیدی فوج کو اطلاع ملی کہ یزید مر گیا ہے' یہ خبر سنتے ہی وہ ملک شام بھاگ گئی اور میدان خالی ہو گیا۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نظام حکومت سنبھالا' اصلاحات نافذ کیں اور پھر فوراً تعمیر کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کعبہ کا جو حصہ منہدم ہوا ہے' صرف اسی کی تعمیر کی جائے' اور ساری عمارت نہ گرائی جائے' لیکن حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ جب ہمارے مکان کو اس انداز کا نقصان پہنچے تو ہم صرف مرمت پر اکتفاء نہیں کرتے' بلکہ گرا کر نئے سرے سے بناتے ہیں' تو اللہ کا گھر زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے نئے سرے سے بنایا جائے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کدال پکڑی اور عمارت گرانے کیلئے خود آگے بڑھے' لوگ ڈر کر منیٰ کی طرف بھاگ گئے' کہ ممکن ہے اس اقدام پر عذاب نازل ہو جائے مگر جب کچھ نہ ہوا تو ان کا حوصلہ بڑھا پھر وہ خود بھی اس کار خیر میں شریک ہو گئے

جب "قواعد ابراھیم" تک پہنچے تو گرانے کا سلسلہ منقطع کر دیا اور حکم دیا کہ اب دیواروں کی تعمیر شروع کر دی جائے' جناب ابن زبیر نے خواہش نبوی کے مطابق مشرقی اور مغربی جانب دو دروازے بنائے' اور انہیں بے تحاشا اونچا کرنے کی بجائے زمین کے ساتھ ملا دیا' تاکہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہو کر' دوسرے دروازے سے آسانی کے ساتھ نکل سکیں۔ نیز کعبہ کے اندر رکن شامی کے قریب ایک زینہ بنا دیا۔ تاکہ چھت پر آسانی سے پہنچا جا سکے' شمالی دیوار کی چھت کے درمیان ایک پرنالہ نصب کیا تاکہ بارش کے وقت چھت کا پانی نیچے گر سکے۔

Marfat.com

چونکہ حطیم کعبہ کا حصہ تھا جسے قریش نے مجبوری کے تحت باہر کر دیا تھا' حضرت ابن زبیر نے وہ حصہ بھی تعمیر میں لے لیا' اس طرح کعبہ اس صورت میں تعمیر ہو گیا' جس پر حضور نبی کریم ﷺ اسے تعمیر کرنا چاہتے تھے' یہ حضرت ابن زُبیر کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں خواہش نبوی کے مطابق کعبہ کی تعمیر کی توفیق نصیب ہوئی۔

جب اس طرز پر کعبہ کی تعمیر مکمل ہوئی تو لوگوں کی خوشی کی انتہاء نہ رہی انہوں نے شکرانے کے طور پر بے شمار اونٹوں کی قربانی دی' بکریوں کے ریوڑ ذبح کئے' کعبہ کے در و دیوار پر عنبر ملا' کستوری کا غسل دیا' اور نہایت بیش قیمت ریشمی غلاف چڑھایا۔

پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی جماعت کے ہمراہ مسجد عائشہ پر پہنچے' وہاں احرام باندھا' اور تلبیہ پڑھتے ہوئے واپس آئے اور والہانہ انداز میں طواف کیا۔ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' اور کعبہ شریف کو جدید ہیئت و لباس میں دیکھ کر بے حد خوش ہو رہے تھے۔ اس طرح انہوں نے زندگی کا ایک ایسا عمرہ ادا کیا جس میں ذوق و شوق اور سوز و سرور کی فراوانی تھی' اور کیف و مستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما' سات سال تک بر سر اقتدار رہے' اس عرصہ میں مروان کے خاندان کے لئے حالات سازگار ہو گئے' اور حکومت یزید کے خاندان سے نکل کر' مروان کے خاندان میں چلی گئی' مروان کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک خلیفہ بنا' اس نے اقتدار کے راستے کی تمام رکاوٹیں دور کرنے کیلئے حجاج بن یوسف کو حکم دیا کہ وہ ابن زبیر کی حکومت کا خاتمہ کرے' چنانچہ حجاج نے زبردست حملہ کر کے سن 71 ھجری میں جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا۔

حجاج کو حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث کا علم نہیں تھا کہ آپ کعبہ کو ان ہی

Marfat.com

خطوط پر بنانا چاہتے تھے' جن پر ابن زبیر نے بنایا ہے' اس نے بے علمی یا سیاسی تعصب کے باعث عبدالملک کو لکھا کہ ابن زبیر نے کعبہ کی پرانی وضع بدل دی ہے' اگر آپ حکم دیں تو میں اسے پہلی وضع پر تعمیر کردوں' عبد الملک نے اجازت دے دی اور حجاج نے حطیم والے حصے کو پھر کعبہ سے خارج کردیا' اور شمالی جانب دیوار تعمیر کردی' جس کے کونوں کا نام رکن عراقی اور رکن شامی ہے۔ مشرقی جانب کا دروازہ اونچا کردیا اور مغربی جانب کا دروازہ بند کردیا۔

کچھ عرصہ بعد عبدالملک کو پتہ چلا کہ ابن زبیر نے تو حضور ﷺ کی خواہش کے مطابق کعبہ کی تعمیر کی تھی تو اسے بہت صدمہ پہنچا' حسرت سے کف افسوس ملتا تھا کہ کاش! میں نے ایسا نہ کیا ہوتا' اور کعبہ کو ابن زبیر کی تعمیر کردہ ہیئت پر ہی رہنے دیتا۔

OOOOOOO

Marfat.com

Marfat.com

حصہ دوم

مقامات حج

☆☆☆☆☆☆☆

(۱) میقات
(۲) کعبہ معظمہ
(۳) حجراسود
(۴) مقام ابراہیم
(۵) ملتزم
(۶) رکن یمانی
(۷) زمزم شریف
(۸) صفامروہ
(۹) منیٰ' مزدلفہ' عرفات

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

مقامات حج

مقامات حج سے مراد وہ جگہیں ہیں جہاں ذی الحجہ کی آٹھ (8) تاریخ سے لے کر تیرہ (13) تاریخ تک خاص قسم کے افعال انجام دیئے جاتے ہیں۔

یہ افعال جن جگہوں پر انجام دیئے جاتے ہیں' ان جگہوں کو "مقامات حج" کہتے ہیں۔

مقامات حج یہ ہیں۔

میقات' کعبہ شریف' حجر اسود' ملتزم' حطیم' مقام ابراھیم' کوہ صفا' مروہ' جمرہ عقبہ' جمرہ اولی' جمرہ وسطی' منی' عرفات' اور مزدلفہ۔

ان مقامات پر خاص طریقے سے خاص افعال انجام دئے جاتے ہیں انہیں "مناسک حج" کہتے ہیں۔

مقامات حج اور مناسک حج دونوں سے آگاہ ہونا بہت ضروری ہے تاکہ افعال حج صحیح طریقے سے ادا کئے جا سکیں۔ ایک حاجی کی یہ بہت بڑی سعادت ہوتی ہے کہ وہ افعال حج درست طریقے سے ادا کر لے' اور شک و شبہ سے بالاتر طریقہ اپنائے' صحیح طریقہ سے ادا کئے گئے حج کو "حج مبرور" کہتے ہیں۔ اور حدیث پاک میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

اس لئے ہم پہلے مقامات حج کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ پھر مناسک حج پر روشنی ڈالیں گے' اور بتائیں گے کہ حج کیسے کیا جاتا ہے۔

مقامات حج کا ترتیب وار تفصیلی تعارف یہ ہے۔

OOOOOOO

Marfat.com

(1) میقات

اعلیٰ حکام اور بادشاہوں کے دربار میں حاضری کے کچھ آداب و ضوابط ہوتے ہیں' جنہیں ہر صورت میں ملحوظ رکھا جاتا ہے' اگر کوئی شخص ان کا پاس لحاظ نہ کرے' اور آنکھیں ملتا ہوا آجائے' اور شاہی دربار میں جانے کی ضد کرے تو اسے کوئی بھی نہیں جانے دیتا۔

اہل دربار کو دربار شاہی میں حاضری کیلئے جن آداب کا خیال رکھنا پڑتا ہے' ان میں سے ایک لباس خاص بھی ہے' جب تک ملازم شاہ' وہ خاص لباس پہن کر نہ آئے' خدام اسے باریابی کی اجازت نہیں دیتے اور دروازے پر ہی روک لیتے ہیں' جیسے مدارس اور سکولوں کا خاص لباس ہوتا ہے جسے یونیفارم کہتے ہیں اس کے بغیر کسی کو کلاس روم میں جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

شاہی دربار میں حاضری کا' ایک ضابطہ اور بھی ہے' ملازمین یا ملاقات کیلئے آنے والے فورا دربار خاص میں حاضر نہیں ہو جاتے بلکہ پہلے وہ مہمان خانے یا انتظار گاہ میں آکر بیٹھتے ہیں' لباس نہ بدلا ہو تو نہا دھو کر' دربار خاص کا لباس زیب تن کرتے ہیں اور جب بن سنور کر' خوشبو وغیرہ لگا کر پوری طرح تیار ہو جائیں' تب دربار خاص میں جاتے ہیں۔

کعبہ معظمہ' حاکموں کے حاکم اور شہنشاہ حقیقی کا دربار ہے' اس کی حاضری کے بھی کچھ آداب و ضوابط ہیں' جنہیں ملحوظ رکھنا ایک حاجی کیلئے بہرطور ضروری ہے اور ان آداب اور تقاضوں کو پورا کیئے بغیر آگے بڑھنا جائز نہیں۔

ان میں سے ایک حج کا خاص لباس ہے' جسے احرام کہتے ہیں۔ جو دو چادروں پر مشتمل ہوتا ہے' ضروری ہے کہ وہ چادریں کسی طرف سے سلی ہوئی نہ

Marfat.com

ہوں، حاجی کیلئے اس لباس خاص یعنی احرام کا پہننا ضروری ہے، اس کے بغیر وہ بادشاہ حقیقی کے دربار خاص میں حاضری کے قابل نہیں ہوتا۔

دوسری چیز مہمان خانہ یا انتظار گاہ ہے جسے میقات کہتے ہیں، حاجی کیلئے ضروری ہے کہ وہ میقات پر رکے، نہائے دھوئے، پاکیزگی حاصل کرے اور پھر احرام باندھے، میقات پر رک کر احرام باندھے بغیر آگے بڑھنا جرم ہے، اور اس کی باقاعدہ سزا ہے جو بعد میں بیان کی جائے گی۔

کعبہ معظمہ میں حاضری کیلئے دنیا بھر سے لوگ آتے ہیں اس لئے ہر ملک کی میقات الگ الگ ہے۔ ہم اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں:۔

اہل پاکستان اور اہل یمن کی میقات 'یلملم ہے جسے آج کل "سعدیہ" کہتے ہیں، یہ مکہ شریف سے ساٹھ کلو میٹر دور ہے۔

اہل مدینہ کی میقات، ذوالحلیفہ ہے، جسے آجکل "بیر علی" کہتے ہیں۔ یہ مکہ مکرمہ سے چار سو پندرہ کلو میٹر دور ہے۔

اہل عراق کی میقات "ذات عرق" ہے۔ جو مکہ مکرمہ سے اسی (۸۰) کلو میٹر دور ہے، مگر آج کل وہاں کے لوگ بیر علی کی میقات استعمال کر رہے ہیں۔

اہل نجد اور اہل طائف کی میقات "قرن المنازل" ہے جو مکہ مکرمہ سے پچاس کلو میٹر دور ہے۔

○ نوٹ: یہ میقات کا اجمالی تعارف تھا، اس کے مسائل، حصہ سوم "مناسک حج" میں بیان کئے جائیں گے، چونکہ یہاں میقات کا ذکر آیا ہے، اور میقات پر احرام باندھا جاتا ہے اس لئے احرام کے بارے میں دو باتیں یاد رکھ لیں۔

"احرام" یعنی حج کا لباس

○ میقات پر حج کا جو خاص لباس پہنا جاتا ہے اسے "احرام" کہتے ہیں

Marfat.com

○ جب کوئی شخص "احرام" باندھ لیتا ہے تو اسے "مُحْرِم" کہتے ہیں۔

○ محرم کیلئے ضروری ہے کہ احرام کی چادر کے ساتھ اپنے دونوں کندھے ڈھانپ لے' بعض لوگ ہر وقت دایاں کندھا ننگا رکھتے ہیں یہ غلط اور ناجائز ہے' بلکہ تہذیب و شرافت اور وقار ہی کے خلاف ہے' ایسا ہرگز نہ کرے اور چلتے پھرتے دونوں کندھے ڈھانپ کر رکھے۔

○○○○○○○

(2) کعبہ معظمہ

مکہ شریف کی سب سے بڑی مسجد' "المسجد الحرام" ہے' جس میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ملتا ہے' اس مسجد کے وسیع و عریض اور سنگ مرمر سے آراستہ حسین و جمل صحن کے درمیان' ایک پر شکوہ اور سیاہ غلاف میں ملبوس ایک بلند و بالا کوٹھا نما عمارت کھڑی ہے' جسے ملائکہ' حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراھیم خلیل علیہ السلام جیسی عالی قدر ہستیوں نے تعمیر کیا' پھر یہ سعادت قریش اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے حصے میں آئی' اس انمول و دلربا' اور پر شکوہ عمارت کو کعبہ کہتے ہیں۔

کعبہ شریف کی دیواریں جس بنیاد یا کرسی پر قائم ہیں' وہ ایک فٹ باہر اور زمین سے تقریبا دس انچ اونچی ہے' اس میں تانبے کے کنڈے جڑے ہوئے' جس کے ساتھ غلاف باندھا جاتا ہے۔

کعبہ شریف کی مشرقی دیوار چالیس فٹ لمبی ہے' اسی میں جنوبی جانب ایک دروازہ ہے جو سات فٹ بلند ہے' یہاں دیوار کے ساتھ چمٹ کر اور رہاتھ

Marfat.com

پھیلا کر اپنے رخسار دیوار کے ساتھ مل مل کر اور رو رو کر دعا کرنے کا حکم ہے' یہاں کی گئی دعا قبول ہوتی ہے' کعبہ شریف کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان واقع اسی جگہ کو "ملتزم" کہتے ہیں۔

مغربی دیوار بھی چالیس (40) فٹ لمبی ہے' شمالی اور جنوبی دیواریں پینتیس پینتیس (35) فٹ لمبی ہیں اور کعبہ کی بلندی پچاس (50) فٹ ہے' جب انسان پہلی مرتبہ اس پر جلال عمارت کو دیکھتا ہے تو اس پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور وہ گناہوں کو یاد کر کے بے اختیار رونے لگتا ہے' مگر جب بخشش کی نوید جانفزا یاد آتی ہے تو مسکرانے لگتا ہے' جیسے ڈھارس بندھ گئی ہو کہ گناہ زیادہ ہیں تو کیا ہوا' بخشنے والا بھی تو بڑا مہربان ہے۔

کعبہ معظمہ کے جنوب مشرقی کونے میں حجر اسود نصب ہے اسی لئے اس کونے کو "رکن اسود" کہتے ہیں۔ اسی کی سیدھ میں جو جنوب مغربی کونہ ہے اسے "رکن یمانی" کہتے ہیں۔ شمال مشرقی کونے کا نام "رکن عراقی" اور شمال مغربی کونے کا نام "رکن شامی" ہے شمالی دیوار کی چھت کی منڈیر کے درمیان ایک "پرنالہ" نصب ہے اسے "میزاب رحمة" کہتے ہیں۔

اندرونی فرش پر سنگ مرمر بچھا ہوا ہے' جس میں تین ستون ہیں اور اندر کی جانب ہی رکن یمانی کے قریب ایک زینہ بنایا گیا ہے' جو چھت پر جانے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

رکن عراقی اور رکن شامی سے چھ فٹ کے فاصلے پر تین فٹ اونچی اور پانچ فٹ موٹی سنگ مرمر کی ایک گول دیوار ہے' جسے "حطیم" کہتے ہیں' اس کی اندرونی زمین کعبے ہی کا حصہ ہے' جسے قریش کی مجبوری کی وجہ سے شامل تعمیر نہ کیا جا سکا' اس میں داخل ہونا' کعبہ شریف میں داخل ہونے ہی کے حکم میں ہے' جب بارش ہو تو' میزاب رحمت کا پانی اسی حصے میں آکر گرتا ہے۔ چونکہ حطیم کعبہ ہی کا حصہ ہے' اس لئے طواف کے وقت اس

Marfat.com

کے اوپر سے گزرنا ضروری ہے' اندر سے گزرنا جائز نہیں۔
کعبہ شریف کے ایک کونے میں حجراسود نصب ہے' طواف کے دوران اس کا استلام یعنی اسے چومنا یا اس طرف ہاتھ سے اشارہ کرنا ضروری ہے' یہ عبادت ہے' اسی طرح طواف بھی عبادت ہے' یہ دو عبادتیں ایسی ہیں جو اسی گھر کے ساتھ مخصوص ہیں' دنیا کی کسی عبادت گاہ میں یہ دو عبادتیں نہیں کی جا سکتیں' اس لحاظ سے کعبہ شریف' دنیا بھر کی مساجد اور عبادت گاہوں میں ممتاز ہے' اور کوئی عبادت گاہ اس کی برابری نہیں کر سکتی۔
اس گھر کی خاص اور نمایاں عبادت طواف ہے' اسے طواف ہی کیلئے بنایا گیا ہے' تاکہ گناہ گار والہانہ انداز میں اس کے گرد گھوم کر اپنے رب کی رحمت کو منائیں اور گناہ معاف کرائیں' چنانچہ طواف کرنے والا شخص گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے' گویا اسی لمحے پیدا ہوا ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من طاف بالبيت خمسين مرة خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه۔"

(جامع ترمذی)

"(سات چکروں کا ایک طواف ہوتا ہے) جس نے پچاس طواف کر لئے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل گیا گویا اس کی ماں نے اسے ابھی جنا ہے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

"من طاف بالبيت سبعا يحصيه' كتب له بكل خطوه حسنه' و محيت عنه سيئه و رفعتْ له درجه و كان له عدل رقبه۔"

(جامع ترمذی)

"جو شخص بڑی احتیاط سے گن گن کر' کعبہ شریف کے گرد سات

Marfat.com

چکر لگائے' اسے ہر قدم پر نیکی دی جاتی ہے 'گناہ مٹایا جاتا ہے '
اور درجہ بلند کیا جاتا ہے 'اور غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب
عطا کیا جاتا ہے۔"

یہ عطا ہونے والی نیکی کیا قدر و قیمت رکھتی ہے،' اور بلند ہونے والا درجہ مقام و مرتبے کے لحاظ سے کتنا اہم ہوتا ہے' ایک عام ذہن اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا' بس اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ انسان کا دامن گناہوں سے خالی ہو کر نیکیوں کی کلیوں سے بھر جاتا ہے اور وہ قرب و حضور کی خلوتوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

OOOOOOO

(3) حجر اسود

کعبہ شریف کے جنوب مشرقی کونے میں زمین سے تقریباً پانچ فٹ کی بلندی پر ایک سیاہ پتھر نصب ہے' جس کے ارد گرد چاندی کا خوبصورت حلقہ بنا ہوا ہے طواف اسی سے شروع کیا جاتا ہے اور اسی پر ختم کیا جاتا ہے' جب انسان حجر اسود کی سیدھ میں بنی ہوئی سنگ مرمر کی سیاہ پٹی سے چلے اور کعبہ شریف کے گرد گھوم کر پھر اسی پٹی پر آجائے تو ایک چکر پورا ہو جاتا ہے' حاجی کو اسی قسم کے سات چکر لگانا ہوتے ہیں' تب ایک طواف مکمل ہوتا ہے۔

حکم یہ ہے کہ جب انسان طواف کا آغاز کرے تو پہلے حجر اسود کو بوسہ دے۔ اگر بھیڑ زیادہ ہو تو دور سے اشارہ کرے' اور طواف شروع کر دے جب

Marfat.com

چکر پورا ہو جائے تو پھر اسے بوسہ دے یا ہاتھ سے اشارہ کرے اس طرح ہر چکر پر ایسا ہی کرے۔

یہ پتھر کہاں سے آیا؟ اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں' کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الحجر الاسود من حجارة الجنة۔"

(فاکھی: ۸۴)

"حجر اسود جنت کا پتھر ہے۔"

اسی مضمون کی حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کعبہ شریف کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے۔ اس وقت میں نے آپ سے اپنے کانوں سے سنا:

"الرکن والمقام یاقوتان من یواقیت الجنة۔"

(الجامع اللطیف: ۲۳)

"حجر اسود اور مقام ابراھیم جنت کے دو یاقوت ہیں۔"

ظاہر ہے جنت کی کوئی چیز حسن و جمال سے خالی نہیں ہو سکتی' اس لئے جب یہ جنت سے آئے' تو دودھ کی طرح سفید اور پکی برف کی طرح شفاف تھے' اور ان سے شعاعیں پھوٹتی تھیں' اور انسانی نگاہ کو خیرہ کرتی تھیں۔ لیکن دور جاہلیت کے بے لگام انسانوں نے اپنی باطل پرستی' گمراہی اور گندی حرکات سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ حجر اسود کے بہشتی حسن کے جلووں سے فیض یاب ہونے کے قابل نہیں' چنانچہ اسکے حسن کو مستور کر دیا گیا' پھر یہی نہیں کہ گردش دوراں کے ساتھ اسکا حسن ماند پڑ گیا' بلکہ اسکی سفیدی بھی جاتی رہی' اور وہ سیاہ ہو گیا' وہ سیاہ کیوں ہوا' اور اہل جاہلیت اس لطیف و حسین پتھر کیساتھ کیا سلوک کرتے تھے' اسکی تفصیل مختلف صحابہ کرام نے بیان کی ہے۔

Marfat.com

حضرت عامر بن واصلہ بیان کرتے ہیں میرے دادا نے بتایا:

"رایت الحجر الاسود ابیض، و کان اهل الجاهلیه اذا نحرو الطخوه بالفرث۔"

(اخبار مکہ:۹۱)

"میں نے خود حجر اسود کو دیکھا ہے، وہ سفید تھا، مگر جہلاء کے کرتوتوں نے اسے کالا کر دیا وہ یوں کہ جب بھی قربانی دیتے تو خون اور گندگی اس پر مل دیتے۔"

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"و کان اشد بیاضا من الثلج حتی سودته خطایا اہل الشرك۔"

(فاکھی:۸۴) (الجامع اللطیف:۳۳)

"حجر اسود، برف سے زیادہ سفید تھا مگر اہل شرک کی نامناسب حرکتوں اور خطاؤں نے اسے کالا کر دیا۔"

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں، ناپاک عورتیں اور گندے مرد بھی حجر اسود کو چھونے سے باز نہیں آتے تھے، شرک اور جہالت کی پیداوار ہونے کی وجہ سے انہیں پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ ایک مقدس اور بہشتی پتھر ہے، اور اسے ناپاک حالت میں چھونا اور چومنا ناجائز ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ اس حساس پتھر نے سیاہ رنگ اختیار کر لیا۔

جنتی پتھر ہونے کی نسبت سے اس میں فیض رسانی کا مادہ بھی تھا، حضرت خیثمہ بیان فرماتے ہیں، بنی آدم کی غلط حرکات و خطایا نے اس کا یہ اثر بھی محدود کر دیا۔ وگرنہ فیض و برکت اور شفا بخشی کا یہ حال ہوتا کہ جو بیمار اسے چھوتا وہ صحت یاب ہو جاتا۔

"ولولا مامسه من خطایا بنی آدم، مامسه اعمی ولا ابرص، ولا مجذوم الا برا۔"

Marfat.com

(اخبار مکہ فی قدیمہ الدھر و حدیثہ: ۹۴)

انسانوں کے گناہ گار ہاتھ اسے چھوتے رہے ہیں اگر یہ بات نہ ہوتی تو جو اندھا' پھلبہری زدہ' کوڑھی اسے چھوتا وہ فی الفور تندرست ہو جاتا۔

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں:

"لولا مایمسح به من الارجاس فی الجاهلیة مامسه ذو عاهه الا شفی۔"

(اخبار مکہ فی قدیمہ الدھر و حدیثہ: ۹۴)

"دور جاہلیت میں لوگ' اس پر گندگی ملتے رہے ہیں' اگر وہ ایسا نہ کرتے تو جو آفت رسیدہ اسے ہاتھ لگاتا وہ شفایاب ہو جاتا۔"

اسلامی عبادات میں حجراسود کو کتنی اہمیت حاصل ہے اور اس کو ہاتھ لگانے کا کتنا ثواب ہے وہ حضرت ابن عباس کی اس روایت سے ظاہر ہے' فرماتے ہیں۔

"اذا توضا الرجل' فاحسن وضوه' ثم خرج الی المسجد فاستلم الرکن فکبر و تشهد و صلی علی النبی ﷺ ' واستغفر للمومنین والمومنات وذکر الله تعالی' ولم یذکر من امر الدنیا شیاء کتب الله تعالی له بکل خطوة یخطوها سبعین الف حسنة' وحط عنه سبعین الف سیئة' ورفع له سبعین الف درجة فاذا انتهی الی مابین الرکنین الرکن الیمانی والرکن الاسود کان فی خراف من خراف الجنة و شفع فی اهل بیته او فی سبعین من اهل بیته' فاذا رکع رکعتین فاحسن رکوعه وسجوده کتب الله تعالی له عدل ستین رقبة۔

(اخبار مکہ' فاکہی: ٦)

Marfat.com

"ایک شخص نے اچھی طرح وضوء کیا۔ پھر وہ مسجد حرام میں آیا' اور حجر اسود کا استلام کیا' تکبیر کہی' کلمہ طیبہ اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا اور اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت کیلئے دعا کی' ذکر الہٰی میں مصروف رہا اور دنیا کی کوئی بات زبان سے نہ نکالی۔ ایسے شخص کو اللہ تعالی ہر قدم پر ستر ہزار نیکی عطا فرماتے ہیں ستر ہزار برائی مٹاتے ہیں' اور ستر ہزار درجات بلند کرتے ہیں۔ جب وہ طواف کرتے کرتے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان والی جگہ کے قریب پہنچتا ہے۔ تو گویا وہ باغ بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی اس کے خاندان کے ستر افراد کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔ طواف سے فارغ ہو کر جب وہ اچھی طرح رکوع و سجود کے ساتھ دو نفل ادا کرتا ہے' تو اللہ تعالی اسے ساٹھ غلام آزاد کرنے کا اجر عطا فرماتے ہیں۔

OOOOOOO

(4) مقام ابراہیم

مقام ابراہیم ایک پتھر کا نام ہے' مقام "کھڑا ہونے کی جگہ" کو کہتے ہیں چونکہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اس پر کھڑے ہوتے تھے' اس لئے اسے مقام ابراہیم کہتے ہیں' یہ کعبہ شریف سے چند گز کے فاصلے پر مشرقی جانب ایک سنہری فانوس نما گلوب میں رکھا ہوا ہے' لوگ طواف کے دوران اور

Marfat.com

آگے پیچھے بھی اس کے قریب سے گذرتے ہیں اور اس کی زیارت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

قرآن پاک نے بڑے اہتمام سے اس کا ذکر فرمایا ہے' اور لوگوں کو حکم دیا ہے کہ یہاں نفل پڑھنے کی سعادت حاصل کریں' ارشاد ہے:

واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی O

(البقرہ' ۲:۱۲۵)

"اور تم بناؤ' مقام ابراھیم کو "نماز پڑھنے کی جگہ۔" (یعنی یہاں نماز ادا کرو)"

"آیہ" ایک نشانی کو کہتے ہیں' جس سے قدرت خداوندی کا اظہار ہوتا ہو۔ اس کی جمع "آیات" ہے' جس کا معنی ہے "کئی نشانیاں" قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے "مقام ابراھیم" کو یہ عزت بخشی ہے کہ اسے آیات سے تعبیر کیا ہے' یعنی ایک نشانی ہونے کے باوجود یہ کئی نشانیوں کے قائم مقام ہے' ارشاد ہے:

فیہ آیات بینات مقام ابراھیم O

"حرم شریف میں واضح نشانیاں موجود ہیں' یعنی مقام ابراھیم"

سوال یہ ہے کہ ایک پتھر ہونے کے باوجود اسے اتنی اہمیت کیوں دی گئی ہے؟ جواب یہ ہے کہ' یہ کوئی معمولی پتھر نہیں' بلکہ ایک خاص اور غیر معمولی پتھر ہے جس میں دو اعلیٰ ترین خوبیاں ودیعت کر دی گئی ہیں جنھوں نے اسے دوسرے پتھروں پر نمایاں فوقیت عطا کر دی ہے۔

ایک خوبی تو یہ ہے کہ یہ جنت سے آیا ہے' یعنی اسے جنت کے ساتھ نسبت حاصل ہے۔ اس نسبت نے اسے برتری عطا کر دی ہے۔

دوسری خوبی یہ ہے کہ اسے جناب ابراھیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک کے ساتھ نسبت حاصل ہے۔ جس نے پہلی نسبت سے کہیں زیادہ اسے عزت و

Marfat.com

عظمت بخشی ہے۔ اور قدرت خداوندی کا نشان اور اہل ایمان کی آنکھوں کا تارا بنادیا ہے۔

ان دونوں خوبیوں اور نسبتوں کی تفصیل یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ' اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی روایات میں بیان فرماتے ہیں کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم ' دونوں بہشت کے یاقوت اور موتی ہیں ' جب انہیں نازل کیا گیا تو ان کی روشنی سے ساری کائنات جگمگا اٹھی ' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے حسن و نور پر پردہ ڈال دیا ' کیونکہ دنیا والے اس کی تاب نہیں لاسکتے تھے ' اور انہیں منور و درخشاں رکھنا حکمت کے بھی منافی تھا ' یہ حقیقت میں آج بھی منور ہیں ' مگر ان کا نور نظر نہیں آتا ' کیونکہ چھپا دیا گیا ہے ' جیسے ایک حسین عورت نقاب میں اپنا چہرہ چھپالیتی ہے ' تو اس کا حسن عام نگاہوں سے مستور ہو جاتا ہے ' مگر نقاب کے نیچے وہ اسی طرح جلوے بکھیر رہا ہوتا ہے۔

(فاکہی: ۴۴۰)

حضرت وہب کا بیان ہے ' جناب جبریل علیہ السلام اسے لے کر نازل ہوئے اور کوہ صفا پر رکھ دیا ' جہاں اس کے نور نے تاریک فضائیں روشن کردیں ' پھر جب حضرت ابرھیم علیہ السلام نے کعبہ کی دیواریں بنانا شروع کیں اور وہ اونچی ہوگئیں تو۔۔۔۔

جاء بالمقام حتی وضعه تحت رجل ابراھیم۔

(اخبار مکہ: ۴۴۱)

"آپ یہی پتھر لے کر آئے ' اور جناب ابراھیم کے پاؤں کے نیچے رکھ دیا۔"

"و کلما کمل ناحیه انتقل الی الناحیه الاخری بطوف حول الکعبه و ھو واقف علیه کلما فرغ من جدار نقله الی الناحیه التی تلیھا و ھکذا حتی تم جدران الکعبه"

Marfat.com

(تفسیر ابن کثیر ۱: ۱۷۰)

"جناب ابراھیم علیہ السلام جب بھی ایک کونہ مکمل کر لیتے تھے تو یہ پتھر دوسرے کونے کی طرف ہو جاتا تھا' وہ اس پر کھڑے ہوتے تھے اور یہ کعبہ شریف کے گرد گھومتا رہتا تھا' چنانچہ جناب ابراھیم علیہ السلام جب بھی ایک دیوار بنا کر فارغ ہوتے تو یہ اس سے ملحقہ دیوار کی طرف چلا جاتا' یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا' یہانتک کہ کعبہ شریف کی تمام دیواریں مکمل ہو گئیں۔"

جب حضرت ابراھیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے' تو حکم ہوا اب آپ لوگوں کو بیت اللہ کے حج کی دعوت دیں' چنانچہ ایک مرتبہ پھر اس پتھر کی قسمت جاگ اٹھی۔

"قام على المقام' فارتفع المقام حتى كان اطول الجبال۔"

"جناب خلیل علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے' اور یہ بلند ہونا شروع ہوا یہانتک کہ تمام پہاڑوں سے اونچا چلا گیا۔"

تب آپ نے یہ اعلان کیا کہ لوگو! بیت اللہ شریف بن گیا ہے' اب اس کے دیدار اور حج کے لئے آؤ۔

اس پتھر نے اس موقعہ کو غنیمت جانا' اور مقام خلیل کو سمجھتے ہوئے' عقیدت سے ان کے پاؤں چوم لئے' چومنے کا عمل اس طرح مکمل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ نرم پڑ گیا' اور جناب خلیل کے پاؤں مبارک ٹخنوں تک اس کے اندر چلے گئے۔ اس طرح یہ پتھر ایک نبی کی سنگت اور نسبت سے قیامت تک کیلئے لازوال نشانی اور قابل تکریم چیز بن گیا۔

"فلما فرغ امر بالمقام فوضعه قبله فكان يصلى اليه مستقبل الباب۔"

(فاکہی: ۴۴۳)

Marfat.com

"جب ابراہیم علیہ السلام فارغ ہوئے تو اس پتھر کو کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے رکھ دیا' چنانچہ آپ اسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے۔"

اس طرح یہ پتھر کعبہ شریف کی دیوار ہی کا ایک حصہ بن کر رہ گیا' دور نبوی تک یہی صورت رہی۔

"فکان ﷺ یصلی الی المقام وھو ملصق بالکعبہ۔"

(اخبار مکہ: ۴۴۳)

"چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ بھی مقام ابراہیم ہی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ اور وہ کعبہ کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔"

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک یہی صورت رہی پھر آپ نے محسوس فرمایا' کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھنے والوں کی وجہ سے طواف کرنے والوں کو دقت ہوتی ہے' تو آپ نے اسے وہاں سے ہٹا دیا' اور وہاں نصب کر دیا' جہاں آج کل ہے۔

(البدایہ والنہایہ' ۱: ۱۶۴)

OOOOOOO

(5) ملتزم

حجر اسود اور کعبہ شریف کے دروازے کے درمیان جو جگہ ہے' اسے "ملتزم" کہتے ہیں' ملتزم کا لفظی معنی ہے "چمٹنے کی جگہ" چونکہ حکم ہے کہ بندے وہاں بازو پھیلا کر' اور سینہ اور چہرہ کعبہ شریف کی دیوار کے ساتھ لگا کر' نہایت گریہ و زاری کے ساتھ دعا کریں' اور اپنی بندگی کا مظاہرہ

Marfat.com

کریں' اسی لئے اسے ملتزم کہتے ہیں۔

حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو کے ساتھ طواف کر رہا تھا' وہ چلتے چلتے حجراسود کے قریب آگئے' اسے بوسہ دیا پھر ملتزم پر رک گئے۔

"فوضع صدره' ووجهه وذراعيه وكفيه هكذا وبسطها بسطا' ثم قال: هكذا رايت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يفعله۔"

(ابوداؤد باب ملتزم' ۱:۲۶۸)

"پھر کعبہ شریف کے ساتھ چمٹ گئے اور سینہ اور چہرہ دیوار کے ساتھ لگا دیا اور ہتھیلیاں اور بازو پوری طرح پھیلا دیئے۔ پھر فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

"الملتزم موضع' يستجاب فيه الدعاء مادعا الله فيه دعوة الا استجاب۔"

(فی رحاب البیت: ۵۲)

"ملتزم ایسی جگہ ہے' جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ بندہ جب بھی یہاں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشتے ہیں۔"

تعوذ کا مطلب ہوتا ہے کسی کے شروفساد اور ایذاء رسانی سے بچنے کیلئے کسی بالاتر قوت کی سرپرستی میں آنا' اور اس کی مدد اور پناہ حاصل کرنا۔ مثلاً شیطان سے بچنے کیلئے یوں پڑھنا' اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' جس کا مطلب ہے میں شیطان کی شرارتوں سے بچنے کیلئے اللہ کی حفاظت و نصرت میں آتا ہوں۔ اسی طرح اعوذ باللہ من النار کا مطلب ہے' میں دوزخ سے بچنے کیلئے اللہ کی حمایت و حفاظت کے حصار میں آتا ہوں تاکہ دوزخ مجھے نقصان نہ پہنچا سکے۔

ملتزم' ضرررساں چیزوں سے پناہ مانگنے کی بہترین جگہ ہے۔ جب بندہ یہاں

Marfat.com

کسی چیز سے بچنا اور اللہ کی حفاظت و پناہ میں آنا چاہتا ہے تو اسے یہ حفاظت عطا کر دی جاتی ہے' اس لئے حضور ﷺ امت کو اس راز سے آگاہ کرنے اور تعلیم دینے کیلئے یہاں تعوذ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت صالح بن عبداللہ راوی ہیں:

"ان النبی ﷺ کان یتعوذ بین الرکن والمقام۔"

(اخبار مکہ: ۱۶۲)

"حضور نبی اکرم ﷺ حجراسود اور مقام "ملتزم" کے درمیان تعوذ فرمایا کرتے تھے۔"

یہ مقام قبولیت دعا ہے' جن لوگوں نے آزمایا ہے' وہ فرماتے ہیں:

"الملتزم باب من ابواب الدعاء و موطن مجرب من مواطن الاستجابه اذا صدقت النیه و صح القصد۔"

(فی رحاب البیت: ۵۲۰)

"ملتزم' دعا کا دروازہ ہے' اور مقام قبولیت ہے۔ بشرطیکہ نیت صادق اور ارادہ صحیح ہو۔"

ایک خاتون جن کا نام برکت ہے وہ بیان فرماتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیت اللہ کے پاس تشریف لائیں خادموں کو حکم دیا کہ دیئے بجھا دیں' جب دیئے بجھا دیئے گئے تو آپ نے اندھیرے میں طواف فرمایا جب فارغ ہوئیں تو مقام ملتزم پر تشریف لائیں' اور وہاں تعوذ فرمایا۔ پھر طواف میں مصروف ہو گئیں اور جب فارغ ہوئیں' تو پھر پہلے کی طرح تعوذ پڑھی تیسری دفعہ بھی آپ نے اسی طرح فرمایا۔

OOOOOOO

Marfat.com

(6) رکن یمانی

کعبہ شریف کے جنوب مغربی کونے کو "رکن یمانی" کہتے ہیں' کیونکہ کسی موقعہ پر' یمن کے ایک شخص ابی بن سالم یمانی نے اس کی تعمیر و مرمت میں حصہ لیا تھا' چونکہ سربرآوردہ شخص تھا' اس لئے اسی کی خدمت و مرمت کے حوالے سے یہ کونہ مشہور ہو گیا۔

(شفاء الغرام' ۱: ۱۷۴)

اسے ہاتھ لگانا مستحب ہے' اگر طواف کے دوران بھیڑ زیادہ ہو تو انسان ویسے ہی دعا کرتا ہوا گزر جائے' یہاں دعا قبول ہوتی ہے' اور فرشتے "آمین" کہتے ہیں۔

حدیث پاک میں رکن یمانی کی جو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں' ان میں سے چند یہ ہیں۔

"الرکن الیمانی باب من ابواب الجنة۔"

(الجامع اللطیف: ٦٧)

"رکن یمانی جنت کا ایک دروازہ ہے۔"

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکن یمانی پر ستر فرشتے موجود رہتے ہیں اور جب کوئی شخص یہاں یہ دعا پڑھتا ہے۔

"اَللّٰھم اِنّی اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنیا وَالاٰخِرَة' رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیا حَسَنَة وَفِی الاٰخِرَةِ حَسَنَة وَقِنَا عَذَابَ النَّار۔"

تو وہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔

(اخبار مکہ فاکھی' ۱: ۱۳۸)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

یاتی الرکن الیمانی یوم القیامه' اعظم من ابی قبیس له لسانان و شفتان۔

(المعجم الاوسط' للطبرانی' فی رحاب البیت: ۴۸)

"قیامت کے دن رکن یمانی اس شان و شوکت کے ساتھ جلوہ گر ہو گا کہ اس کی جسامت ابو قبیس پہاڑ سے بھی زیادہ ہو گی اس کی دو زبانیں اور دو ہونٹ ہوں گے۔"

مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں نے اسے ہاتھ لگایا ہو گا۔ ان کے حق میں گواہی دے گا۔

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

ما اتیت عنده قط الا و جبریل علیه السلام قائم عنده یستغفر لمن یستلمه۔

(شفاء الغرام: ۱۷۳) (جامع لطیف: ۲۷)

"ہم جب بھی رکن یمانی کے پاس آئے یہی دیکھا کہ جبریل علیہ السلام وہاں کھڑے ہیں اور ہاتھ لگانے والوں کیلئے استغفار کر رہے ہیں۔"

مسلسل تجربات سے عوام میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ رکن یمانی پر ہاتھ رکھ کر جو دعا کی جائے' وہ قبول ہو جاتی ہے۔

ما من انسان یضع یده علی الرکن الیمانی و یدعو الا استجیب له۔

(الجامع اللطیف: ٦٧)

"نہیں ہے کوئی انسان' جو رکن یمانی پر ہاتھ رکھ کر دعا کرتا ہے' مگر یہ کہ وہ قبول کر لی جاتی ہے۔"

حضرت امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ' اس سلسلے میں اپنا ایک دلچسپ مشاہدہ بیان

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی مصعب اور عبدالملک بن مروان ' کے ہمراہ صحن حرم میں بیٹھا ہوا تھا ' کہ اچانک ان میں سے ایک شخص کے ذہن میں کوئی خیال آیا ' اس نے کہا: یارو!

یہ رکن یمانی ہمارے سامنے ہے ' کہتے ہیں اس پر ہاتھ رکھ کر جو دعا کی جائے ' وہ شرف قبول حاصل کرتی ہے۔ آؤ ' زندگی کی عزیز ترین آرزوؤں کے حصول و تکمیل کیلئے یہاں دعا کریں ' تاکہ تمنائیں پوری ہوں ' اور زندگی سرور و مسرت کے عالم میں گذرے۔

اے ابن زبیر: پہل تم کرو ' کیونکہ تمہیں نوع فوقیت حاصل ہے ہجرت کے بعد مسلمان مہاجر گھرانے میں سب سے پہلے تم پیدا ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر اٹھے ' اور رکن یمانی پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا کی۔

اللّٰھم انك عظیم ترجی لکل عظیم اسالك بحرمة و جھك و حرمة عرشك و حرمة نبیك صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تمیتنی من الدنیا حتی تولینی الحجاز و یسلم علی بالخلافة۔

اے اللہ! تو عظیم ہے ' اور ہر عظیم چیز کی تجھی سے امید کی جاتی ہے۔ میں تیری حرمت ' تیرے عرش اعلیٰ کی حرمت ' اور تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں ' کہ تو مجھے حجاز مقدس کی ولایت و خلافت عطا فرما ' اور اس وقت تک اس دنیا سے نہ اٹھا ' جب تک مجھے خلیفہ کی حیثیت سے سلامی نہ دی جائے۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی اور واپس آکر دوستوں میں بیٹھ گئے۔ پھر ان کے بھائی حضرت مصعب کھڑے ہوئے اور رکن یمانی پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا کی:

Marfat.com

"اللھم انک رب کل شیی و الیک کل شیی اسالک بقدرتک علی کل شیی ان لا تمیتنی من الدنیا حتی تولینی العراق وتزوجنی سکینۃ۔"

"اے اللہ: تو ہر چیز کا رب ہے' ہر چیز لوٹ کر تیری ہی طرف جانے والی ہے' تیری قدرت ہر چیز پر محیط ہے' میں اسی حوالے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے موت نہ دے' یہانتک کہ عراق پر میری حکومت قائم ہو جائے' اور سکینہ بی بی سے میری شادی ہو جائے۔"

اس کے بعد عبدالملک کی باری آئی' اس نے رکن یمانی کو تھام کر کہا

"اللّٰھم رب السماوات والارض' ذات التبات بعد القفر' اسالك بماسالك عبادك المطیعون لامرك' و اسالك بحرمه وجهك و اسالك بحقك علی جمیع خلقك و بحق الطائفین حول بیتك ان لا تمیتی جتی تولینی شرق الارض و غربها و لا ینازعنی احد الا اتیت براسه۔"

"اے بلند و بالا آسمانوں کے رب! اے بے آب و گیاہ زمین کے رب' جو دوبارہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ تیرے فرمانبردار بندوں نے تجھ سے جو کچھ مانگا ہے' میں وہ سب کچھ تجھ سے مانگتا ہوں' میں تیری حرمت کے وسیلے سے' اور تمام مخلوق پر تجھے جو حق حاصل ہے' اس کے وسیلے سے اور بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والوں کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں' کہ تو مجھے موت نہ دے یہاں تک کہ مشرق و مغرب کا مجھے حکمران بنا دے اور جو بھی حکومت کے معاملے میں میرے ساتھ جھگڑے' اس کا سر اتارنے کی مجھے قدرت ہو۔"

Marfat.com

پھر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' اور رکن یمانی پر ہاتھ رکھ کر بڑے رقت انگیز لہجے میں دعا کی:

"اللھم یارحمان یارحیم اسالك برحمتك التی سبقت غضبك و اسالك بقدرتك علی جمیع خلقك ان لا تمیتنی من الدنیا حتی توجب لی الجنه۔"

اے اللہ! اے ہمیشہ رحمت فرمانے والے مہربان رب کائنات! میں تیری رحمت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں' جو تیرے غضب پر سبقت لے گئی ہے' اور میں تیری قدرت کے حوالے سے سوال کرتا ہوں جو تمام مخلوق کو محیط ہے' تو مجھے اس دنیا سے نہ اٹھا' یہاں تک کہ تو میرے لئے جنت کو واجب ولازم کردے۔

حضرت امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی ہی میں دیکھ لیا کہ جس شخص نے جو کچھ مانگا تھا' وہ اسے مل گیا۔

(فاکہی' ۱:۱۴۱' فی رحاب البیت:۴۸' الجامع اللطیف:۶۸)

ooooooo

Marfat.com

(7) زمزم شریف

کعبہ شریف سے چند قدم کے فاصلے پر پانی کا ایک کنواں ہے' جس میں آج کل بہت ہی قیمتی اور خوبصورت ٹیوب ویل لگا ہوا ہے جس وجہ سے پانی نکالنے کیلئے کوئی تگ و دو نہیں کرنا پڑتی۔ کچھ عرصہ قبل یہاں کنواں تھا' جس سے حجاج کو خود پانی نکالنا پڑتا تھا۔

یہ کنواں یا ٹیوب ویل اسی جگہ نصب ہے' جہاں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے نور نظر' لخت جگر جناب اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ھاجرہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کے بھروسے پر چھوڑا تھا اور وہ اس سنسان بیابان میں پریشان ہوگئی تھیں' جب کھانے پینے کے لئے کچھ نہ رہا تو جناب جبریل علیہ السلام آئے تھے اور زمین پر ایڑی مار کر پانی کا ایک ختم نہ ہونے والا چشمہ جاری کر دیا تھا اس پانی کو زمزم کہتے ہیں اس کا معنی ہے 'کثیر' بہت زیادہ' چونکہ یہ کثیر مقدار میں نکالا اور استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے ذخائر کی کثرت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اس لئے اسے زمزم کہتے ہیں۔

زمزمہ' نغمے کو بھی کہتے ہیں' چونکہ اس کے بہاؤ سے جو سریلی آواز پیدا ہوئی تھی' اس میں ترنم کی کیفیت اور نغمگی پائی جاتی تھی' اس لئے اس کا نام زمزم پڑ گیا۔

کنویں پر منڈیر بنانے کیلئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے' چونکہ حضرت ہاجرہ نے ابلتے چشمے کے تیز بہاؤ سے گھبرا کر جلدی سے منڈیر بنانے کی کوشش کی تھی اس لئے اسے یہ نام دیا گیا ہے' واللہ اعلم بالصواب۔

یہ روئے زمین کا سب سے بہتر اور سب سے زیادہ بابرکت کنواں ہے' اس کا شفا بخش پانی ہر بیماری کی دوا ہے۔

یہ پانی جتنا زیادہ پیا جائے' اتنی ہی بیماری بدن سے خارج ہوتی اور اس کی

Marfat.com

جگہ شفاء آتی ہے' اسی لئے حضور ﷺ یہ مریضوں کو خوب پلاتے اور ران پر بہاتے تھے۔

آب زمزم پیٹ بھر کر پینا ایمان کی علامت ہے انسان جتنا زیادہ یہ پانی پیتا ہے اتنا ہی اس کے ایمان و تقوی میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس کے دل میں نفاق ہو وہ اس سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا' اور اسے پیٹ بھر کر پینا پسند نہیں کرتا' یا اس میں پائی جانے والی خیر و برکت کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ:

"آیه ما بیننا و بین المنافقین انهم لا یتضلعون من زمزم۔"

(فی رحاب البیت: ۱۴۰)

"ہمارے اور منافقون کے درمیان فرق ہی یہ ہے کہ وہ پیٹ بھر کر آب زمزم نہیں پیتے ہیں۔"

جسمانی بیماریوں سے شفاء اور باطنی بیماریوں سے نجات کے علاوہ اسے دنیا و آخرت کے جس مقصد کیلئے بھی پیا جائے' وہ اللہ کے فضل سے پورا ہو جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ خلوص نیت اور جذبہ صادق پر منحصر ہے جتنا زیادہ اعتماد و یقین ہو گا' اتنا ہی زیادہ اور اتنی ہی جلدی اثر ظاہر ہو گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک حدیث روائت فرماتے ہیں۔

"ماء زمزم لما شرب له۔"

"آب زمزم ہر اس مقصد کیلئے ہے جس کیلئے اسے پیا جائے۔"

حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"و معناه انك ان شربته لتستشفی به شفاك الله و ان شربته لشبعك اشبعك الله و ان شربته لقطع ظما قطعه الله تعالی

Marfat.com

(فی رحاب البیت:۱۴۰)

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو اس لئے پیئے گا کہ شفا اور تندرستی نصیب ہو' تو اللہ تعالیٰ تجھے تندرستی عطا کر دے گا۔ اور اگر تو اس لیے پیئے گا کہ تیرا پیٹ بھر جائے' تو اللہ تعالیٰ تیرا پیٹ بھر دے گا' اور اگر تو اس لئے پیئے گا کہ پیاس بجھ جائے تو اللہ تعالیٰ پیاس بجھا دے گا۔"

حضور ﷺ کی نگاہ مبارک میں آب زمزم کی کیا قدر و قیمت تھی' اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب کسی دوست یا معزز مہمان کو' سب سے زیادہ نوازنا اور غیر معمولی تحفہ دینا مقصود ہوتا تو آپ اسے آب زمزم پلایا کرتے تھے۔

"کان اذا اراد ان یتحف الرجل سقاہ من ماء زمزم۔"

" (الجامع:۱۶۲)

"جب بھی آپ ارادہ فرماتے کہ کسی آدمی کو تحفہ دیں' تو اسے آب زمزم پلاتے تھے۔"

جب حضرت امام حسن اور پھر امام حسین پیدا ہوئے تو دونوں کو حضور ﷺ نے عجوہ کھجور ملا کر' آب زمزم کے ساتھ گھٹی دی تھی۔

گزشتہ کتابوں کے عالم جناب وھب بن منبہ کہتے ہیں:

آسمانی کتابوں میں آب زمزم کو "شراب الابرار" کا لقب دیا گیا ہے' یعنی یہ نیک پارسا لوگوں کا مشروب ہے۔

OOOOOOO

Marfat.com

(8) صفا۔ مروہ

(سعی ---- میلین اخضرین)

صفااور مروہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں۔

صفا پہاڑی' کوہ ابو قبیس کا حصہ ہے' اور یہ کعبہ شریف سے جنوب مشرق کی سمت واقع ہے۔

مروہ پہاڑی کوہ قعیقعان کا ایک حصہ ہے' اور کعبہ شریف سے شمال مشرق کی جانب واقع ہے۔

صفا سے مروہ تک کا درمیانی فاصلہ چار سو چالیس گز (440) یا چار سو پانچ میٹر (405) ہے' راستے کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ ایک جانب سے مروہ کی طرف جاتے ہیں اور دوسری جانب سے پھر صفا کی طرف واپس آتے ہیں' اس جانے آنے کا نام سعی ہے' سعی کے دوران معمول کے مطابق چلنا ہوتا ہے' لیکن راستے میں تھوڑا سا حصہ ایسا آتا ہے' جس میں باقاعدہ دوڑنا پڑتا ہے' اس حصے کی پہچان یہ ہے۔

جب صفا سے مروہ کی طرف روانہ ہوں تو اسی گز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد چھت اور دیواروں پر دو' دو کی قطار میں سبز ٹیوبیں چمکتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ انہیں "میلین اخضرین" کہتے ہیں' یہاں سے پینسٹھ (65) گز کے فاصلے پر پھر اسی قسم کی سبز ٹیوبیں نظر آتی ہیں' ان سبز ٹیوبوں کا درمیانی فاصلہ (65) گز ہے' یہ فاصلہ دوڑ کر طے کرنا ہوتا ہے۔ دوڑنے کا حکم صرف مردوں کیلئے ہے' عورتوں کیلئے نہیں باقی راستہ معمول کے مطابق چل کر طے کرنا پڑتا ہے۔ جو دو سو پچانوے (295) گز ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ صفا سے مروہ تک کا کل فاصلہ چار سو چالیس (440)

Marfat.com

گز ہے۔ صفا سے سبز نشان تک کا فاصلہ اسی گز ہے۔ جہاں سے دوڑنا شروع کرتے ہیں۔ سبز نشان سے دوسرے سبز نشان تک کا فاصلہ پینسٹھ (65) گز ہے جہاں دوڑنا ختم کرتے ہیں۔ پھر دوسرے نشان سے مروہ تک کا فاصلہ دو سو پچانوے (295) گز ہے۔

پہلے صفا سے مروہ تک کھلا میدان تھا' لیکن اب وسیع و عریض چھت ڈال دی گئی ہے۔ اور جا بجا اے۔ سی نصب کئے گئے ہیں جن سے ٹھنڈی ٹھار ہوا کی پھوار آبشار کی طرح سعی کرنے والوں پر ابر رحمت بن کر برستی ہے۔ جس سے وہ نہایت فرحت محسوس کرتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود اتنی گرمی محسوس نہیں کرتے' جتنی گرمی کی توقع کی جا سکتی ہے۔

صفا سے مروہ کی طرف اور مروہ سے پھر صفا کی طرف آنے کیلئے جو راستہ ہے' اسے "مَسْعٰی" کہتے ہیں۔ یعنی "چلنے اور دوڑنے کی جگہ"

مسعیٰ میں چلنا اور دوڑ لگانا کوئی کھیل تماشا نہیں' بلکہ عبادت ہے' حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

"ان اللّٰہ کتب علیکم السعی فاسعوا۔"

(فی رحاب البیت: ۲۷۷)

"اے لوگو! اللہ نے تم پر دوڑنا لازم کیا ہے لہٰذا دوڑو۔"

اللہ پاک نے قرآن پاک میں کوہ صفا کا ذکر پہلے کیا ہے' ارشاد خداوندی ہے۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ ○

"بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

اس لئے حضور ﷺ نے حکم دیا ہے کہ سعی کی ابتدا بھی صفا ہی سے کرو چنانچہ جب آپ حج کیلئے تشریف لائے' تو طواف سے فارغ ہو کر پہلے صفا پر

Marfat.com

ہی تشریف لائے اور یہی آیت کریمہ تلاوت کی اور فرمایا:

"ہم سعی کا آغاز صفا ہی سے کرتے ہیں" پھر آپ نے دعا پڑھی"

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْیءٍ قَدِير' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

"مختلف دعاؤں سے فارغ ہو کر آپ مروہ کی طرف روانہ ہوئے' جب میلین اخضرین کے پاس پہنچے تو دوڑ لگائی جب دوسرے میلین اخضرین کے پاس پہنچے تو چلنا شروع کر دیا' اس طرح مروہ تک ایک چکر پورا فرمایا' پھر مروہ سے صفا کی طرف روانہ ہوئے اور میلین پر دوڑے۔ آخری چکر ساتواں تھا۔ جو مروہ پر ختم ہوا۔"

صفا اور مروہ وہ متبرک مقامات ہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں اس لئے یہاں دل کو حاضر رکھ کر خوب دعا مانگنی چاہیے۔

OOOOOOO

(9) منیٰ مزدلفہ اور عرفات

منیٰ' مزدلفہ اور عرفات' یہ تینوں میدان' مکہ مکرمہ سے تقریباً بیس کلومیٹر کی حدود کے اندر' اندر واقع ہیں' منیٰ' مکہ شریف سے تقریباً پانچ (5) کلومیٹر دور ہے' مزدلفہ ۱۰ کلومیٹر اور عرفات تقریباً سولہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

منیٰ کے بعد مزدلفہ اور اس کے بعد عرفات آتا ہے' ان تینوں میدانوں کو مناسک حج میں بڑی اہمیت حاصل ہے' ان میں وقوف و قیام اور ٹھہرنے اور مختلف اعمال کرنے ہی کا نام حج ہے۔ سب سے پہلے منیٰ سے عرفات پہنچتے

Marfat.com

ہیں' اور مزدلفہ کو راستے ہی میں چھوڑ دیتے ہیں' وہاں نہیں رکتے' یہ دن زوال سے لے کر غروب تک میدان عرفات ہی میں گذارتے ہیں' اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ واپس آتے ہیں اور ساری رات وہیں گذارتے ہیں۔

ان میں ٹھہرنے' جانے اور واپس آنے کا طریقہ' اور دیگر مسائل ہم بعد میں بیان کریں گے' سردست منیٰ کو جو مرکزیت حاصل ہے' صرف اس کا ذکر کرتے ہیں' تاکہ تینوں میدانوں کا ایک خاکہ ذہن میں آجائے۔

منیٰ کی مرکزیت

منیٰ ایک وسیع و عریض میدان ہے' جو مکہ مکرمہ سے تقریباً پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے' اور اگر پیدل آئیں تو یہ فاصلہ مزید کم ہو جاتا ہے۔ پیدل آنے جانے والوں کیلئے ایک الگ بڑی خوبصورت شاہراہ بنائی گئی ہے' جہاں پیدل چلنا بذات خود ایک لطیف عمل ہے' اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر انسان اپنے دل میں یہ جذبہ اور شوق محسوس کرنے لگتا ہے' کہ ائیر کنڈیشنڈ بسوں سے چھلانگ لگا کر پاپیادہ حاجیوں کے کاروان عشق و مستی میں شامل ہو جائے اور ان دیوانوں کی سنگت میں' خود بھی دیوانوں کی طرح دوڑنے لگے' اور اس محبوب گھر تک پہنچ جائے' جو صحن حرم میں سیاہ لباس پہنے بڑی بڑی شان سے ایستادہ ہے' اور آنے والے دیوانوں اور شیدائیوں کو پیار سے مسکرا کے دیکھتا ہے۔

منیٰ کا طول دو میل اور عرض بھی تقریباً اتنا ہی ہے' پہاڑیوں کے سلسلے نے اسے کمان کی طرح گھیرا ہوا ہے۔ جس سے اس کا محل وقوع بڑا پر کشش ہو گیا ہے۔ ہر طرف پتھریلی مٹی اور موٹی ریت کی دبیز تہہ قدرتی طور پر بچھی ہوئی ہے' جس وجہ سے اس پر چلنا لیٹنا اور بیٹھنا بڑا آرام دہ ہے' تھکے

Marfat.com

ہوئے حاجی جب اس کے آغوش میں پہنچ جاتے ہیں تو وہ اس کی نرم ریت پر بیٹھ کر یوں محسوس کرتے ہیں' جیسے فوم کے گدے پر بیٹھ گئے ہوں محبت اور عقیدت مزید اسے پر لطف اور آرام دہ بنا دیتی ہے۔ بڑے بڑے نازک مزاج بھی اس فرش پر وہ راحت محسوس کرتے ہیں جو گھر میں انہیں قیمتی صوفوں پر بھی میسر نہیں آتی۔

یہ میدان وہ تاریخی جگہ ہے' جہاں حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جناب اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی تھی جو بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئی۔ اور ان کی جگہ جنتی دنبہ ذبح کیا گیا' اس لئے حاجیوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اس روائت کو قائم رکھیں اور ایثار و قربانی کے اس بے مثال واقعہ کی یاد تازہ کرتے رہیں۔ چنانچہ حاجی اتباع خلیل میں اسی جگہ قربانیاں پیش کرتے اور سنت ابراھیمی کو زندہ رکھتے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی اسی میدان میں قربانی دی تھی' اور فرمایا تھا:

"نحرت ھھنا و منی کلھا منحر۔"

"ہم یہاں قربانی دے رہے' اور سارا منی قربان گاہ ہے۔"

مطلب یہ کہ قربانی کیلئے منی کی کوئی جگہ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس میدان میں حاجی جہاں بھی قربانی دے گا اس کی قربانی ہو جائے گی' شرط یہی ہے کہ وہ منی کی حدود کے اندر رہو۔

منی ایک اہم میدان ہے جسے پانچ دنوں کیلئے ایک مرکزی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور وہ ایک قسم کا (Head Quarter) بن جاتا ہے' یہیں سے عرفات اور مزدلفہ جاکر مختلف عبادات کرتے ہیں' اور پھر یہیں واپس بھی آجاتے ہیں اس کی تفصیل اور جانے آنے کا طریقہ یہ ہے۔

اس طویل و عریض میدان میں حاجیوں کیلئے خیمے نصب کر دئے جاتے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے یہاں خیموں کا ایک قابل دید عظیم الشان شہر آباد ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔ جس کا اپنا ایک حسن اور حیرت انگیز نظارہ ہوتا ہے جو ایمان تازہ کر دیتا ہے اور ملی یک جہتی کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔

ذوالحجہ کے مہینے کی آٹھ تاریخ کو صبح کے وقت حاجی مکہ مکرمہ سے روانہ ہوتے ہیں' اور اس نورانی خیمہ بستی میں آکر آباد ہو جاتے ہیں' حکم یہ ہے کہ وہ اس روز ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز یہیں ادا کریں' اور رات یہیں عبادت ومناجات اور آرام کرنے میں گزاریں نویں تاریخ کی فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے کا انتظار کریں' جب سورج اچھی طرح بلند ہو جائے' تو میدان عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں' اور دوپہر سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائیں' سورج ڈھلنے کے بعد سے لیکر سورج ڈوبنے تک وہیں رہیں' اور ظہر و عصر کی نمازیں وہیں پڑھیں' جب سورج غروب ہو جائے تو عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائیں' اور مغرب کی نماز بالکل نہ پڑھیں' جب مزدلفہ پہنچ جائیں' تو مغرب و عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھیں' یہ عید کی رات وہیں گذاریں' اور فجر کی نماز پڑھ کر' سورج نکلنے سے چند منٹ پہلے پھر منی کی طرف روانہ ہو جائیں' اور اپنے (Quarter Head) پر پہنچ جائیں۔

چنانچہ حاجی حضرات ایسا ہی کرتے ہیں' اب عید کے روز ان کے ذمہ چار عبادات ہوتی ہیں'

(۱) رمی کریں

(۲) قربانی دیں

(۳) سر منڈائیں

(۴) اور طواف زیارت کریں۔

بڑی تیزی کے ساتھ یہ کام انجام دینے پڑتے ہیں' چنانچہ حاج کرام مکہ مکرمہ جاکر طواف زیارت کرکے پھر منی آجاتے ہیں اور رات یہیں گذارتے

Marfat.com

ہیں' گیارہویں تاریخ کو جمرات پر رمی کرتے ہیں یعنی شیطانوں کو پتھر مارتے ہیں' بارہویں تاریخ کو بھی یہی کچھ کرنا ہوتا ہے۔

یہ ساری عبادات منیٰ ہی میں انجام دے کر بارہ اور بعض لوگ تیرہ تاریخ کو واپس مکہ مکرمہ آجاتے ہیں' اس طرح وہ آٹھ تاریخ سے لے کر بارہ یا تیرہ تک وہیں رہتے ہیں' اس لئے منیٰ کو ان میدانوں میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

منیٰ میں رہ کر یہ عبادات کیسے کی جاتی ہیں۔ ان کی تفصیل اور مسائل ہم بعد میں بیان کریں گے۔ یہ فقط ان کا تعارف اور اجمالی خاکہ تھا۔

OOOOOOO

Marfat.com

حصہ سوم

مناسک حج

اور

قوانین و احکام

☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆
☆☆☆
☆

☆

Marfat.com

Marfat.com

حج کیا ہے؟

حج کیا ہے؟اس کو آسان انداز میں سمجھانے کے لئے ہم نے گزشتہ باب میں' مقامات حج کا مفصل تاریخی پس منظراور تعارف پیش کردیا ہے' جس سے آپ ان تمام مقامات اور جگہوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرچکے ہیں جہاں حج کیا جاتا ہے مثلاً آپ نے جان لیا ہے۔

1۔ کعبہ شریف کو جناب خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر فرمایا تھا۔

2۔ اس کے جنوب مشرقی کونے میں حجراسود نصب ہے۔ جو گناہوں کو جذب کرلیتا ہے۔

3۔ کعبہ شریف کے مشرقی دروازے کے سامنے سنہری فریم میں ایک پتھر ہے جس میں جناب ابراہیم کے پاؤں کے نشانات ہیں' اسے "مقام ابراہیم" کہتے ہیں' اور قرآن پاک نے اسے روشن نشانی قرار دیا ہے۔

4۔ آب زمزم وہ کنواں ہے' جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مبارک ایڑیوں کی رگڑ سے پھوٹا تھا۔

5۔ صفااور مروہ دو پہاڑیاں ہیں' جن پر حضرت ھاجرہ دوڑی تھیں۔

6۔ جمرات وہ جگہیں ہیں جہاں ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو پتھر مارے تھے۔

7۔ منی وہ جگہ ہے' جہاں انہوں نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی تھی۔

8۔ میدان عرفات ومزدلفہ وہ مقامات ہیں جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کی ملاقات ہوئی تھی۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوگیا کہ یہ وہ جگہیں ہیں' جہاں اللہ کے یہ محبوب ومقبول اور انتہائی برگزیدہ بندے سکونت پذیر رہے' اور وہاں ان سے کچھ

Marfat.com

افعال واعمال سرزد ہوئے۔ ان محبوب بندوں سے ان جگہوں پر جو افعال سرزد ہوئے ان ہی جگہوں پر وہی افعال کرنے یعنی ان ہی کی نقل اتارنے اور ان کی یاد قائم رکھنے کا نام حج ہے۔ ان کی اتباع و پیروی میں جو افعال ادا کئے جاتے ہیں انہیں ' مناسک حج کہتے ہیں ' جب انسان آداب وضوابط اور قوانین کے مطابق وہی افعال و حرکات کرتا ہے تو اس کا حج مکمل ہو جاتا ہے۔

اس لئے ان مقامات پر باقاعدہ ضابطے کے مطابق جو افعال جس انداز سے انجام دیئے جاتے ہیں ' ہم ان کی ترتیب اور ان کا طریقہ لکھتے ہیں ' آپ انہیں غور سے پڑھیں حج کا سارا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا ' اور پھر قوانین شریعت کے مطابق ' ان مقامات پر ' مناسک و ارکان ' ادا کرنے میں آپ کو کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

○○○○○○○

Marfat.com

(1) میقات کے احکام و مسائل

حج کا آغاز "میقات" سے ہوتا ہے' مختلف ملکوں اور مختلف حیثیت کے لوگوں کی میقات الگ الگ ہے' جس کو سمجھنے کے لئے سرزمین حرم' سرزمین حل اور آفاقی کی اصطلاحات سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اس لئے پہلے ان اصطلاحات کو سمجھیں۔

OOOOOOO

1۔ سرزمین حرم یا حدود حرم

مکہ مکرمہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ بیت اللہ شریف اس میں ہے' یہ ایک ایسا شرف ہے جس نے مکہ شریف کو ایک انفرادیت عطا کر دی ہے' جو اسے دیگر شہروں سے ممتاز کرتی ہے' بیت اللہ ہی کی وجہ سے اللہ پاک نے اسے ایک اور خصوصیت عطا کی ہے' اور وہ یہ ہے کہ اس کے گرد و پیش کی زمین کو میلوں تک حرم کا درجہ دے دیا ہے' حرم کا مطلب یہ ہے کہ زمین کے اس حصے میں خون بہانا' درخت کاٹنا' اور جانور وغیرہ کا شکار جائز نہیں' قرآن پاک میں ہے' اے میرے نبی! لوگوں کو بتادو:

انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة الذی حرمها O

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر دلربا کے رب کریم کی عبادت کروں' جس نے اس شہر کو حرم کا درجہ دیا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

اولم یروا انا جعلنا حرما آمنا و یتخطف الناس من

Marfat.com

حولھم O

"کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس شہر کو "امن والا حرم" بنایا ہے' جبکہ گرد و پیش کے مقامات پر بدامنی کا یہ عالم ہے کہ لوگ روز روشن میں اغواء کر لئے جاتے ہیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ ایک حدیث کا حصہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"فھو حرام بحرمة الله الی یوم القیامة لا یعضد شوکة و لا ینفر صیده و لا یلتقط لقطة الا من عرفها و لا یختلی خلاها"

(صحیح بخاری' ۱:۲۴۷)

"اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حرمت کی وجہ سے اب یہ شہر قیامت تک کے لئے حرمت والا ہے۔ اس کے کانٹے توڑنے اور اس کے شکار کو بھگانے تک کی اجازت نہیں' نہ ہی یہاں کی گری پڑی چیز اٹھانے کی اجازت ہے' البتہ تشہیر کرنے والے کے لئے اٹھانا جائز ہے' کسی کو اجازت نہیں کہ یہاں کی گھاس بھی کاٹے۔"

مکہ مکرمہ کے ارد گرد کی یہ زمین جسے حرم کا درجہ دیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ کی طرف نکلیں تو اس کی حد پانچ کلومیٹر تک ہے۔

وہ سڑک جو یمن کی طرف جاتی ہے۔ اگر اس طرف نکلیں تو حرم کی حد گیارہ کلومیٹر ہے۔ عراق کی طرف بھی تقریباً گیارہ کلومیٹر ہی ہے۔

جدہ شریف کی طرف روانہ ہوں تو "حدود حرم" سترہ میل تک ہے۔

جو لوگ سرزمین حرم شریف کی حدود کے اندر آباد ہیں انہیں "اہل حرم" یا حرم کے باشندے کہتے ہیں۔

Marfat.com

2۔ سرزمین حل

"میقات" کسے کہتے ہیں' اسکے بارے میں آپ مکمل تعارف حاصل کر چکے ہیں ایک دفعہ مقامات حج کے تعارف میں میقات کا بیان پھر پڑھ لیں تاکہ بات سمجھنے میں آسانی ہو۔

جو جگہ حدود حرم سے باہر' مگر میقات' کے اندر ہو اسے "سرزمین حل" کہتے ہیں اور جو لوگ یہاں آباد ہوں انہیں "اہل حل" کہتے ہیں۔ "جدہ شریف" سرزمین حل میں واقع ہے کیونکہ حدود حرم سے باہر ہے مگر میقات کے اندر ہے۔ پاکستان سے ہوائی جہاز جدہ شریف کی طرف پرواز کرتے ہیں تو جدہ شریف کے ہوائی اڈے پر اترنے سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے وہ عراق کی میقات ذات عرق کے محاذات اور نجد کی میقات "قرن المنال" کے اوپر سے گزرتے ہیں۔

نوٹ! چونکہ میقات پر احرام باندھ کر آگے جانے کا حکم ہے' اسی لئے پاکستانی حجاج کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ پاکستان میں حجاج کیمپ میں احرام باندھ لیں' تاکہ میقات پر احرام کے بغیر گذرنے سے گنہگار نہ ہوں۔

3۔ آفاق

جو علاقہ "میقات" سے باہر ہے اسے آفاق کہتے ہیں' اس لئے جو لوگ میقات سے باہر کے رہنے والے ہوں انہیں "آفاقی" کہتے ہیں۔

حرم شریف کی حدود میں داخل ہونے کیلئے ان سب کے احکام الگ الگ ہیں۔

Marfat.com

1 آفاقی کی میقات

آفاقی اگر حدود حرم میں داخل ہونا چاہے (حج و عمرہ یا کسی بھی مقصد کیلئے) تو اس کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنی قریبی میقات پر احرام باندھ کر اندر داخل ہو' اگر وہ بھول کر یا لاپرواہی سے اندر داخل ہو گیا تو اس کیلئے لازم ہے کہ واپس میقات پر آئے' اور احرام باندھ کر آگے بڑھے ورنہ گناہ گار ہوگا اور اسے ایک قربانی دینا پڑے گی۔

2 اہل میقات اور اہل حل کی میقات

جو لوگ سرزمین میقات یا سرزمین حل کے رہنے والے ہیں' یعنی اہل میقات اور اہل حل ہیں تو ان کے لئے اپنی زمین ہی میقات ہے' وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھ کر حج و عمرہ کے لئے نکل سکتے ہیں۔ اگر ان کا ارادہ حج و عمرہ کا نہ ہو تو وہ احرام کے بغیر بھی حدود حرم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

جدہ شریف میں پاکستانی لوگ بھی مقیم ہیں' ان کے رشتہ دار جب حج و عمرہ کے لئے جاتے ہیں تو وہ آفاقی کے حکم میں ہوتے ہیں' ان کے لئے لازم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں حدود حرم میں داخل ہوں' چنانچہ احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ جاتے ہیں' اور عمرہ کر کے واپس اپنے رشتہ داروں کے پاس جدہ شریف آجاتے ہیں' ایسے لوگ بھی پھر "اہل حل" کے حکم میں آجاتے ہیں۔ وہ لوگ اگر حج و عمرہ کیلئے احرام باندھنا چاہیں تو وہیں سے احرام باندھ کر مکہ شریف جا سکتے ہیں۔

3 اہل حرم کی میقات

اہل حرم کے دو میقات ہیں۔

(الف) اگر وہ حج کا احرام باندھنا چاہیں تو ان کے لئے میقات "حرم" ہے۔ وہ حرم شریف میں کسی بھی جگہ سے احرام باندھ سکتے ہیں۔

Marfat.com

(ب) اگر وہ عمرہ کا احرام باندھنا چاہیں تو ان کے لئے میقات سرزمین حل ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت کی مقرر کردہ جگہ جائیں اور عمرہ کا احرام باندھیں۔

نوٹ: جو لوگ کسی بھی ملک سے مکہ مکرمہ پہنچیں اور عمرہ کرکے احرام کھول دیں اور مکہ ہی میں رہیں تو وہ بھی اہل حرم کے حکم میں ہو جاتے ہیں، اب اگر وہ عمرہ کرنا چاہیں تو ان کی میقات بھی "سرزمین حل" یا سہولت کے لئے مسجد عائشہ ہوگی وہاں جاکر احرام باندھیں گے۔
اور اگر حج کا احرام باندھنا چاہیں تو ان کی میقات مسجد حرام ہوگی وہاں جاکر احرام باندھیں گے۔ یوں بھی کرسکتے ہیں کہ مکہ شریف میں جہاں رہائش پذیر ہوں وہاں نہا دھو کر احرام باندھ لیں اور مسجد حرام میں پہنچ کر حج کی نیت کرلیں۔

OOOOOOO

Marfat.com

(2) احرام کے احکام و مسائل

احرام باندھنے کے احکام اور آداب و ضوابط یہ ہیں۔

(۱) حاجی کو چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے جسم سے ہر قسم کے فالتو بال صاف کرے' ناخن تراشے' اچھی طرح نہائے دھوئے پھر احرام کی ایک چادر تہہ بند کے طور پر باندھے' اور دوسری چادر لیکر کندھوں کے گرد لپیٹ لے' دونوں کندھے اور شانے اچھی طرح ڈھانپ لے یہ جو رواج ہے کہ ایک کندھا ہر وقت ننگا رکھتے ہیں بالکل غلط ہے۔

پھر کسی ٹوپی سے یا احرام کی چادر ہی سے سر ڈھانپ لے اور دو رکعت نفل ادا کرے' پہلی رکعت میں سورہ الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھے۔

پھر سلام پھیر کر سر سے کپڑا ہٹادے اور سر کو ننگا کردے اور جس عبادت کے لئے احرام باندھنا چاہتا ہے اس کی نیت کرے مثلاً:

(۱) صرف حج کی نیت کرنا چاہتا ہے تو یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِی وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّی وَ اَعِنِّی عَلَیْہِ وَ بَارِکْ لِی فِیْہِ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَ اَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

"اے اللہ! میں حج کرنا چاہتا ہوں اسے میرے لئے آسان بنا' اور قبول فرما اور اسے درست طریقے سے ادا کرنے کے لئے میری مدد فرما۔ اور اس میں برکت دے۔ میں نے اللہ کی رضا کے لئے اس حج کی نیت کی اور اس کے لئے احرام باندھا۔"

(2) صرف عمرہ کی نیت کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِی وَ تَقَبَّلْھَا مِنِّی وَ اَعِنِّی عَلَیْھَا

Marfat.com

وَبَارِكْ لِي فِيهَا' نَوَيْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى۔

"اے اللہ! میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں' اسے میرے لئے آسان بنا اور قبول فرما اور اسے درست طریقے سے ادا کرنے کی توفیق دے اور اس میں برکت پیدا فرما۔ میں نے اللہ کی رضا کے لئے عمرہ کی نیت کی اور اس کے لئے احرام باندھا۔"

(3) اور اگر حج و عمرہ دونوں کے لئے احرام باندھنا چاہتا ہے تو یوں نیت کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي' وَاَعِنِّي عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ لِي فِيهِمَا نَوَيْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهِمَا لِلّٰهِ تَعَالٰى

"اے اللہ میں حج اور عمرہ کرنا چاہتا ہوں' ان دونوں کی ادائیگی میرے لئے آسان بنا اور انہیں قبول فرما۔ اور انہیں درست طریقے سے ادا کرنے کی توفیق دے اور ان میں برکت پیدا فرما۔ میں نے اللہ کی رضا کے لئے حج و عمرہ دونوں کی نیت کی اور ان دونوں کا احرام باندھا۔"

نیت کے بعد بلند آواز سے تلبیہ پڑھے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ' لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ' لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

ان مقدس کلمات کو تلبیہ کہتے ہیں۔ یہ بارگاہ الٰہی میں بہت مقبول ہے اسلئے محرم انہیں وقتاً فوقتاً دہراتا رہے۔ بلندی پہ چڑھتے ہوئے' نشیب میں اترتے ہوئے' سواری پہ بیٹھتے ہوئے' اس سے نیچے اترتے ہوئے' صبح وشام اور سحری کیوقت بلند آواز سے پڑھے' ملکر پڑھنے کی بجائے' اپنے اپنے رنگ میں علیحدہ علیحدہ پڑھنا افضل ہے محرم کو چاہیئے کہ نیت کے بعد یہ

Marfat.com

تلبیہ کم از کم تین بار پڑھے پھر اسکے بعد تین بار یہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِید' اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِید۔

اس کے بعد ایک بار یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ رِضَاکَ وَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَ النَّار۔

احرام کی نیت کرتے وقت محرم جب اپنا سر ننگا کرے تو پھر کسی حالت میں بھی اپنے سر اور چہرے پر کپڑا نہ لے۔ نماز کے دوران بھی سر ننگا رکھے' ناک اور منہ کو کپڑا نہ لگنے دے۔ اس لئے بہتر ہے کہ چھوٹا رومال بالکل ہاتھ میں نہ لے کیونکہ ہاتھ میں ہو تو' بے خیالی میں اس سے منہ صاف کرنے لگ جاتا ہے یا ناک پہ رکھ لیتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ احرام کے دوران چھوٹا رومال ہاتھ میں رکھنا ترک کر دے۔

اگر زکام ہو جائے تو بھی کپڑے اور رومال کے استعمال سے بچنے کی کوشش کرے لیکن اگر ناک صاف کر لیا تو کفارہ وغیرہ کوئی نہیں ہو گا۔

اگر ہاتھ میں کپڑا وغیرہ نہ ہو تو محرم اپنا خالی ہاتھ چہرے پہ پھیر سکتا ہے۔

محرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ غلاف کعبہ کو بھی سر پر نہ لے نہ چہرے کے ساتھ لگائے یہ شوق وہ احرام کے بعد پورا کر سکتا ہے۔

صرف پڑھ لینا بہت آسان ہے لیکن عملی طور پر یہ صورت حال بہت مشکل ہوتی ہے۔ اس لئے محرم کو پریشان نہیں ہونا چاہئے یہی امتحان ہے اور اسی کا نام حج ہے۔

سر پر چھتری لینا جائز ہے خیمے کے سائے کے نیچے آنا بھی جائز ہے۔ چہرے اور

Marfat.com

سر کے علاوہ جسم کے باقی حصے پر لحاف لینا کمبل اوڑھنا بھی جائز ہے۔
احرام باندھ لینے کے بعد محرم کے لئے جو کام ممنوع ہیں وہ یہ ہیں۔

1۔ اپنے بال نہ خود کاٹے' نہ کسی سے کٹوائے' اور نہ کسی اور کے بال کاٹے۔

2۔ ناخن نہ تراشے۔

3۔ ایسا جوتا پہنے جس سے پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی نہ چھپے' اس مقصد کیلئے ہوائی چپل بہت موزوں ہے۔

4۔ مہندی خضاب وغیرہ نہ لگائے۔

5 ۔ ہاتھوں میں دستانے یا پاؤں میں موزے اور جراب استعمال نہ کرے۔

6۔ جوں نہ مارے' نہ پکڑ کر دھوپ میں پھینکے' جوئیں مارنے کی نیت سے کپڑا نہ دھوئے۔

البتہ موذی اشیاء مثلاً سانپ' بچھو' چھپکلی' گرگٹ' پاگل کتا' مکھی' مچھر' کھٹمل مارنا جائز ہے۔

7 ۔ خوشبو استعمال نہ کرے' نہ خوشبو دار چیز کو ہاتھ لگائے' اسی لئے احرام کی حالت میں حجرِاسود کو بھی بوسہ دینے کی کوشش نہ کرے جبکہ اسے خوشبو لگی ہوئی ہو' البتہ اگر پتہ ہو کہ اسے خوشبو لگی ہوئی نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔

8 ۔ لونگ' الائچی' دار چینی' زعفران' کستوری' سونٹھ اور ایسی ہی دوسری خوشبودار چیزیں نہ کھائے' نہ ہاتھ میں پکڑے۔

9 ۔ جہاز میں چہرہ صاف کرنے کیلئے خوشبو دار رومال دیتے ہیں' جس پر (FACE REFRESHER) لکھا ہوتا ہے' اگر محرم ہو تو مت استعمال کرے۔

Marfat.com

10۔ خوشبودار صابن استعمال کرنا حرام ہے۔
اور اگر صابن خوشبودار نہ ہو تو اس سے نہانا مکروہ ہے' کیونکہ اس سے میل اترتا ہے' اور میل اتارنا مکروہ ہے' کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے' میلا کچیلا' حاجی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتا ہے۔
مندرجہ ذیل کام محرم کیلئے جائز ہیں۔
آئینہ دیکھنا' مسواک کرنا' انگوٹھی پہننا' پالتو جانور ذبح کرنا' اس کا گوشت پکانا' کھانا' پالتو مرغی کے انڈے توڑ کر بھوننا' سر کے نیچے تکیہ رکھنا' چاہے اس کے ساتھ رخسار ہی لگ جائیں' کپڑے دھونا' جسم پر پانی بہانا' ٹوٹی ہوئی ہڈی پر پٹی باندھنا۔

OOOOOOO

Marfat.com

(3) طواف کے احکام و مسائل

کعبہ شریف کے ارد گرد لگاتار سات چکر لگانے کا نام طواف ہے۔
طواف کرنے والے کیلئے طواف کے دوران جن آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے' وہ یہ ہیں۔

1۔ پاکیزگی وطہارت

طواف کرنے والے کیلئے لازم ہے کہ وہ بذات خود مکمل طور پر پاک ہو' باوضو ہو' اس کے کپڑے بھی پاک ہوں اور جسم کے جن حصوں کا ڈھانپنا فرض ہے وہ کوئی حصہ ننگا نہ ہو' طواف کے دوران اول سے آخر تک وہ باوضو رہے' اگر چار چکروں سے پہلے وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرکے آئے اور نئے سرے سے طواف کرے اور اگر چار چکر پورے کرچکا ہو پھر وضو ٹوٹے تو دوبارہ وضو کرکے جتنا طواف باقی رہ گیا ہے وہ مکمل کرلے' نئے سرے سے طواف کرنے کی ضرورت نہیں۔

2۔ طواف شروع کرنے کا طریقہ

حجراسود سے طواف شروع کرنا واجب ہے۔ اس لئے کعبہ شریف کے کسی اور حصے اور جگہ سے طواف شروع نہ کرے اسی لئے حجراسود کی سیدھ میں فرش پر کالے سنگ مرمر کی ایک لمبی لکیر یا پٹی بنائی گئی ہے' تاکہ جو لوگ حجر اسود سے دور ہوں وہ اس کالی پٹی سے طواف شروع کرسکیں۔ طریقہ یہ ہے کہ:

انسان حجراسود یا کالی پٹی سے دو قدم پیچھے کھڑا ہو جائے' اور کعبہ شریف کی

Marfat.com

طرف منہ کرکے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنّی اُرِیدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِی وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّی نَوَیْتُ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

"اے اللہ تعالیٰ! میں تیرے حرمت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں یہ عمل میرے لئے آسان بنا' اور میری طرف سے اسے قبول فرما' میں خالص اللہ کی رضا کیلئے اس کے پاک گھر کے سات چکر لگانے کی نیت کرتا ہوں۔"

یہ نیت کرکے حجر اسود کی طرف بڑھے' اور اس کے سامنے پہنچ کر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکبر وَ لِلّٰہِ الْحَمْد کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے جیسے عید کی تکبیروں میں ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں پھر حجر اسود شریف کو نہایت عقیدت و محبت سے بوسہ دے اور یہ تصور کرکے ذوق و مستی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جائے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں میرے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے پاک ہونٹ لگے ہیں۔ یہ تصور اس کے جسم و جان میں عشق و وارفتگی کے سمندر انڈیل دے گا اور وہ کیف آئے گا جسے صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔ بوسہ دیتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر 'لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ

وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ

اگر حجر اسود سے دور ہو تو یہی عمل کالی پٹی پر کرے' ہجوم بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے ہر کام بجلی کی سی تیزی کے ساتھ کرنا پڑتا ہے' اتنا وقت بھی نہیں ہوتا کہ انسان طواف کی نیت ہی کرسکے ہجوم ایک ہی دھکے میں کہیں سے کہیں پہنچا دیتا ہے' اس لئے ایسی صورت میں طریقہ یہ ہے کہ کالی پٹی سے دو قدم پہلے ہی قبلہ رخ ہو کر دل میں یہ نیت کرلے کہ:

"میں طواف کعبہ کی نیت کرتا ہوں" زبان سے عربی دعا نہ پڑھے تو کوئی حرج

Marfat.com

نہیں دل کی نیت ہی کافی ہے' مگر دل کی یہ نیت بہت ضروری ہے' اسے بالکل نہ بھولے۔ اتنی دیر تک کالی پٹی تک پہنچ چکا ہو گا' اس وقت حجراسود کی طرف منہ کر کے تیزی کے ساتھ بسم اللّٰہ' اللّٰہ اکبر' وللّٰہ الحمد کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کے چھوڑ دے' پھر دوسرے ہی لمحے تیزی کے ساتھ اپنے بازو حجراسود کی طرف پھیلائے گویا اسے چومنا چاہتا ہے ہتھیلیاں حجر اسود ہی کی طرف رکھے اور فوراً پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَر 'لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰه

اور فوراً دائیں طرف مڑ جائے' اور نہایت شریفانہ انداز میں بڑے سکون ووقار کے ساتھ نگاہ روبرو' دائیں بائیں دیکھے بغیر طواف شروع کر دے۔ اچانک سامنے کی طرف نگاہ اٹھ جائے تو اور بات ہے ورنہ دانستہ 'نظارہ بازی کی خاطر' ادھر ادھر نہ دیکھے' وہ بڑے خشوع وخضوع' عاجزی اور گریہ وزاری کا وقت ہوتا ہے' جو زندگی میں قسمت ہی سے نصیب ہوتا ہے' اسے اپنے بھولپن سے ضائع نہ کرے۔ بلکہ دل میں جو پاکیزہ آرزوئیں' جائز تمنائیں اور من میں دبی ہوئی ناتمام خواہشیں ہوں جو پہلے زبان پر نہ آئی ہوں' وہ کھل کر مالک سے طلب کرے' رو رو کر سب کچھ مانگے اسے منانے کی کوشش کرے' گناہوں پر نظر کر کے آنسو بہائے' اور رحمت کا امیدوار بنے اور دل میں یہ یقین کرے کہ یہ نزول رحمت اور قبولیت کا وقت ہے وہ یہاں سے دامن بھر کر ہی جائے گا' رحیم وکریم مالک جس نے اپنے فضل وکرم سے اسے بلایا ہے وہ اسے اپنے در سے خائب وخاسر اور ناکام ونامراد نہیں لوٹائے گا۔

ان ہی تصورات میں گم' اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں اپنی درماندگی وبے چارگی' مجبوری ومحتاجی اور ناتوانی وبے دست وپائی کا اقرار واظہار کرتا

Marfat.com

آگے بڑھتا رہے' فصاحت وبلاغت کے دریا بہانے اور زور بیان دکھانے کی کوشش نہ کرے۔ اس بارگاہ میں روح کی آواز اور شکستہ دل کی بات سنی جاتی ہے۔ اس لئے اپنی بے زبانی پہ شکستہ دل نہ ہو' اور یقین رکھے کہ سننے والا اس کے دل کی بات سن رہا ہے۔

3۔ طواف کے ضروری آداب

طواف کے دوران مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ طواف کرنے والا ان کا بطور خاص خیال رکھے اور ان کی طرف سے لاپرواہی نہ برتے۔

1۔ کعبہ شریف کا طواف نماز ہی کی طرح ہے' جس طرح نماز میں ادھر ادھر دیکھنے اور بے تکی حرکتیں کرنے کی اجازت نہیں اسی طرح طواف میں بھی بڑے خشوع و خضوع' ذوق وانہماک اور رکھ رکھاؤ کا مظاہرہ کرنے کا حکم ہے۔

اس لئے جب انسان طواف میں مصروف ہو تو اس وقت نہ کعبہ شریف کی طرف دیکھے' نہ ادھر پشت کرے' اور نہ ہی ادھر رخ پھیرے یعنی اپنا منہ اور سینہ بھی ادھر نہ ہونے دے' بلکہ نگاہیں سامنے رکھے اور فرش کو دیکھتا ہوا چلے۔

اگر ہجوم کی وجہ سے دھکا لگنے سے کعبہ شریف کی طرف اس کی پشت یا سینہ ہو جائے یا قصداً اسے دیکھ لے یا اس پر نظر پڑ جائے' تو اتنے قدم واپس مڑے اور اپنا رخ ٹھیک کر کے اتنے حصے کا طواف دوبارہ کرے۔ اور اگر ہجوم کی وجہ سے واپس مڑنا ممکن نہ ہو تو ایک چکر زیادہ لگائے' وگرنہ گناہ گار ہوگا' اور جزا لازم آئے گی۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ طواف کے

Marfat.com

دوران اول سے آخر تک طواف کرنے والے کا بایاں کندھا کعبہ شریف کی طرف رہے۔اس کا رخ بدلنے نہ پائے۔
نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر طواف کرنا بھی منع ہے ہاتھ چھوڑ کر معمول کے مطابق چلتا رہے بھاگنے اور تیز چلنے کی بھی کوشش نہ کرے۔

4- پورے کعبہ کا طواف

2- کعبہ شریف کی کرسی جس پر دیوار قائم ہے' اور حطیم شریف یہ دونوں کعبہ ہی کا حصہ ہیں اور کعبہ ہی میں شمار ہوتی ہیں۔ چونکہ پورے کعبہ کا طواف فرض ہے' اس لئے کرسی اور حطیم سے ہٹ کر طواف کرنا ضروری ہے تاکہ پورے کعبہ کا طواف ہو سکے' حطیم کے اندر سے گذرنا جائز نہیں اس طرح پورے کعبہ کا طواف نہیں ہوگا اور فرض رہ جائے گا۔
طواف کے دوران حطیم اور کرسی کو ہاتھ لگانے کی بھی کوشش نہیں کرنی چاہیے- رکن یمانی کو ہاتھ لگاتے وقت اگر کعبہ شریف کی طرف سینہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے- یہ سب کام طواف کے بعد بھی کئے جا سکتے ہیں۔

5- برآمدے اور چھت پر طواف

کعبہ شریف کے اردگرد' طواف کرنے کیلئے جو جگہ ہے' اسے "مطاف" کہتے ہیں اگر یہاں ہجوم زیادہ ہو تو مسجد کے برآمدوں' بالائی منزل اور اوپر چھت پر بھی طواف جائز ہے' مسجد شریف کے اندرونی حصے میں انسان جہاں بھی طواف کرلے وہ ہو جائے گا۔
ان آداب و شرائط اور وقار و شائستگی کے ساتھ طواف کرتا ہوا' جب

Marfat.com

انسان دوبارہ حجراسود پر پہنچے تو پہلے کی طرح کالی پٹی پر رک کر حجراسود کی طرف اپنا رخ پھیرے اور بازو پھیلا کر ہتھیلیاں اسی کی طرف رکھے اور پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَر وَلِلّٰهِ الْحَمْد اور تیزی کے ساتھ گھوم جائے اور اپنا بایاں کندھا کعبہ شریف کی طرف کرلے' اور پھر پہلے کی طرح طواف میں مصروف ہو جائے' اور دوسرا چکر پورا کر کے' کالی پٹی پر معمول کے مطابق حجراسود کا استلام کرے۔

یاد رکھیں' طواف کے دوران حجراسود کو چومنے اور ہجوم کی صورت میں کالی پٹی پر کھڑے ہو کر اس کی طرف بازو پھیلانے کا نام "استلام" ہے۔ جب انسان طواف کر رہا ہو تو صرف حجراسود کے استلام کے وقت کعبہ شریف کی طرف سینہ کرنا جائز ہے' طواف کے دوران نہیں۔

پہلوان قسم کے حاجی ایک بات اور یاد رکھیں' حجراسود کو بوسہ دینا صرف سنت ہے' اور مخلوق خدا کو اذیت نہ دینا واجب ہے' بوسے کی خاطر لوگوں کے ہجوم میں گھسنا اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر انہیں ادھر ادھر ہٹانا اور پاؤں تلے روندنا' اور انہیں اذیت دے کر حجراسود تک رسائی حاصل کرنا اور بوسہ لینا' یہ واجب کو ترک کر کے سنت پر عمل کرنا ہے' جو کسی طرح جائز اور مناسب نہیں۔ حق یہ ہے کہ اگر آسانی سے حجراسود تک رسائی ممکن ہو تو آگے بڑھ کر بوسہ لے لے اور اگر وہاں تک پہنچنا مشکل ہو تو دور سے استلام کرلے۔ کسی کو تکلیف دینا حج کے آداب اور تقاضوں کے خلاف ہے۔

6۔ طواف میں کمی بیشی کا حکم

ایک طواف صرف سات چکروں پر مشتمل ہوتا ہے' کمی بیشی جائز نہیں۔

Marfat.com

اس لئے مناسب ہے کہ انسان اپنے پاس سات کنکر رکھ لے' اور ہر طواف پر ایک کنکر جیب میں ڈالتا جائے' جب اس کے ہاتھ میں کوئی کنکر نہ رہے تو سمجھ لے کہ سات چکر پورے ہو گئے ہیں۔ یا سات دانوں والی ایک تسبیح بنا لے جس کے دانے دھاگے میں پھنس کر آئیں' از خود حرکت نہ کریں ہر چکر پر وہ ایک ایک دانہ دوسری طرف کرتا جائے' سات چکر مکمل ہونے کا آسانی سے پتہ چل جائے گا۔

یہ بات یاد رکھیں' اگر کوئی عبادت انسان پر لازم نہ ہو' مگر اسے کوئی شخص شروع کر لے تو اس کا مکمل کرنا انسان پر لازم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ادھوری چھوڑنے میں اس کی توہین ہے۔

اسی اصول کے مطابق اگر کوئی شخص طواف کے سات چکر مکمل کر کے دانستہ آٹھواں چکر بھی لگا لے' تو اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ چھ چکر اور لگا کر طواف مکمل کرے اور ادھورا نہ چھوڑے۔

7۔ طواف کے ہر چکر پر تکبیر

"تکبیر" کا مطلب ہوتا ہے "اللّٰہ اکبر" پڑھنا' حکم یہ ہے کہ جب کوئی شخص نماز میں داخل ہونا چاہے تو تکبیر سے اس کا آغاز کرے' چنانچہ جب کوئی شخص اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیتا ہے تو اس کی نماز شروع ہو جاتی ہے۔

اسی طرح طواف میں سات چکر ہوتے ہیں اور ہر چکر ایک رکعت کے قائم مقام ہوتا ہے' اس لئے حکم یہ ہے کہ جو شخص طواف میں داخل ہونا چاہے وہ تکبیر سے آغاز کرے' اور ہر چکر پر حجر اسود کی طرف منہ کر کے اور بازو پھیلا کر یہ تکبیر پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

Marfat.com

اور اپنے ہاتھ کی ہتھیلیاں چوم لے اور اگلے چکر کا آغاز کرے۔

8۔ سات چکروں میں پڑھی جانے والی دعائیں

طواف کے دوران پڑھنے کیلئے کوئی مخصوص دعا نہیں ہے' بندہ اپنے رب کے حضور حاضر ہوتا ہے' اپنے جوش وجذبے اور ذوق کے مطابق جو چاہے پڑھے اور مانگے' اس کیلئے کوئی رکاوٹ اور پابندی نہیں' چاہے تو قرآن پاک کی تلاوت کرتا اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود شریف ہی پڑھتا رہے' اور اگر جذبات غالب ہوں اور زبان سے کوئی بات نہ نکلے' تو خاموشی ہی سے چلتا رہے۔ یہ بھی جائز ہے۔ البتہ فضول اور بے کار باتوں کی اجازت نہیں۔

چند آسان اور بامعنی دعائیں یہاں لکھ دیتے ہیں' آہستہ آہستہ یاد کرلیں اور طواف کے دوران انہیں پڑھتے رہیں۔ دین و دنیا کے مطالبات ان ہی میں آجاتے ہیں۔

۱۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔

"یا اللہ! تو ہی معبود برحق ہے' تو پاک ہے' خطاکاروں میں سے میں ہی ہوں۔"

۲۔ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

"اے ہمارے رب کریم! ہمیں دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے بچا۔"

رَبَّنَا اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

"اے ہمارے رب! حساب کتاب والے دن مجھے" میرے ماں

Marfat.com

باپ کو اور تمام اہل ایمان کو بخش دے۔"

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوبُ اِلَيْكَ۔

"اے اللہ! تو پاک ہے' حمد و ستائش تیرے ہی لئے ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری ہی طرف لوٹتا ہوں۔"

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی۔

"اے اللہ! میں تجھ سے تقوی و طہارت پاکدامنی وھدایت اور خوش حالی کا سوال کرتا ہوں۔"

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ۔

"اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور تیری رضا کا سوال کرتا ہوں اور آگ اور تیرے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔"

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ اِيمَانًا لَا يَزُولُ وَ يَقِينًا لَا يَنْفَدُ وَ مُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِی تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَاسْقِنِی مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ شُرْبَةً لَّا اَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا۔

"اے اللہ! میں تجھ سے ایسے ایمان و یقین کا سوال کرتا ہوں جو کبھی زائل نہ ہو' اور سوال کرتا ہوں' حضور نبی کریم ﷺ کی سنگت کا۔ اے اللہ! اپنے عرش کا سایہ نصیب فرما' جس دن اور کوئی سایہ نہیں ہوگا اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے حوض کوثر سے جام عطا فرما' جس کے بعد مجھے کبھی بھی پیاس نہ لگے۔"

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا وَ سَعْيًا مَشْكُورًا وَ ذَنْبًا مَغْفُورًا وَ

Marfat.com

تِجَارَۃً لَنْ تَبُوْرَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ۔

"اے اللہ! اے عزت و عظمت والے' اے بخشش اور مغفرت فرمانے والے! میرے اس حج کو مبرور بنا' سعی کو قبول فرما' گناہ بخش دے' اور تجارت میں نقصان سے بچا۔"

جب سات چکر مکمل ہو جائیں تو پھر کالی پٹی پہ آئے اور آخری بار حجراسود کا استلام کرے' اس طرح ایک طواف میں آٹھ بار استلام ہو گا۔ ابتداء بھی استلام سے ہو گی اور انتہاء بھی' اس کے بعد وہ مقام ابراھیم پر آکر دو نفل ادا کرے۔

9۔ مقام ابراھیم پر دو نفل

نفلوں کی ادائیگی کے بارے میں یہ قانون یاد رکھنا ضروری ہے کہ:

تین اوقات ایسے ہیں' جنہیں اوقات مکروہہ کہتے ہیں' ان میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے' نمازی کیلئے ضروری ہے' کہ وہ ان پر نظر رکھے اور ان میں نماز نہ پڑھے۔

وہ تین اوقات یہ ہیں:

۱۔ جب سورج نکل رہا ہو۔ ۲۔ جب سورج غروب ہو رہا ہو۔

۳۔ جب سورج نصف النہار پر ہو یعنی عین سر پر ہو۔

اس قانون کی روشنی میں اب آپ طواف کے بارے میں یہ بات ذہن نشین کریں کہ طواف کرنے والا جب سات چکر مکمل کر لے' تو اس پر واجب ہوتا ہے کہ مقام ابراہیم پر آئے اور دو نفل ادا کرے۔

افضل صورت یہی ہے کہ مقام ابراہیم سامنے ہو اور انسان یہ نفل ادا کرے لیکن اگر بھیڑ زیادہ ہو تو انسان حرم شریف میں کسی بھی جگہ بلکہ گھر

Marfat.com

آکر بھی یہ نفل پڑھ سکتا ہے' لوگوں میں یہ غلط مشہور ہے کہ یہ نفل مقام ابراھیم پر ہی ادا کئے جاسکتے ہیں۔

یہ دو نفل ادا کئے بغیر انسان دوسرا طواف شروع نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر مکروہ اوقات ہوں جس میں نماز ادا نہیں کی جاسکتی تو دوسرا طواف شروع کر سکتا ہے' بعد میں دونوں طوافوں کے الگ الگ نفل ادا کرلے۔

جن اوقات میں نماز مکروہ ہے' ان اوقات میں طواف مکروہ نہیں' طواف ہر وقت کیا جاسکتا ہے۔ اگر انسان طواف سے ایسے وقت میں فارغ ہو جب مکروہ وقت شروع ہو چکا ہو۔ تو اس وقت دو نفل نہ پڑھے بلکہ بعد میں ادا کرلے۔ اسے کوئی گناہ نہیں ہو گا۔

مستحب یہ ہے کہ ان دو نفلوں کی پہلی رکعت میں "سورہ الکافرون" اور دوسری رکعت میں "سورہ اخلاص" پڑھے اسکے بعد اپنے احباب واقارب اور عالم اسلام کی فلاح و بہبود' اور ملک و ملت کی ترقی کے لئے دعا کرے' یہ قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے۔ حاجی کا یہ فرض ہے کہ وہ اس برکت میں سب کو شامل کرے' اور سعادت و نجاح میں حصہ دار بنائے۔

"مقام ابراہیم" اسلامی صداقت کا اعجازی نشان اور مسلمانوں کا انتہائی قیمتی ورثہ اور یادگار تاریخی سرمایہ ہے' جسے دیکھ کر' ایمان تازہ ہوتا ہے اور دیکھنے والا دل کی اتھاہ گہرائیوں میں ولولہ اور جوش وجذبہ محسوس کرنے لگتا ہے۔ جیسے فخر سے اس کا سر اونچا ہو گیا ہو کہ وہ ایک ایسی باکمال اور نادر روزگار ملت کا فرد ہے جو زندہ و تابندہ ماضی کی مالک ہے' اور جس کے دامن میں ایسے ایسے روشن نشان ہیں' جو کسی بھی قوم کو نصیب نہیں۔

ایسے قومی ورثے اور روشن نشانوں کی حفاظت کرنا بھی' زندہ قوموں کا شعار ہوتا ہے۔ وہ مردہ اور بے سمجھ قومیں ہوتی ہیں' جو اپنے ہاتھوں سے اپنا قابل فخر ماضی مٹاتی اور روشن یادگاریں منہدم کرتی ہیں' ایسے نادانوں

Marfat.com

پر دوسری قومیں ہنستی اور دل ہی دل میں ان کا مذاق اڑاتی ہیں' کہ کیسے بھولے اور انجان لوگ ہیں جو اپنے ہاتھوں سے اپنی شوکت رفتہ کے اجالوں پر اندھیرے مسلط کر رہے ہیں۔

مقام ابراہیم بھی ایک درخشاں نشان عظمت و شوکت ہے۔ اس کی حفاظت سب کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے' یہ پتھر کا نشان ہے' پتھر پر بھی اگر مسلسل ہاتھ پھیرا جائے تو اس کے نقوشِ ماند پڑ جاتے ہیں اور اگر ہاتھ پھیرنے والے لاکھوں افراد ہوں تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتنی جلدی اس کے نقش و نگار مٹ جائیں گے اور اپنی اصلی ہیئت کھو بیٹھیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مقام ابراہیم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے' اس پتھر میں جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی انگلیوں ایڑیوں اور تلووں تک کے نشانات محفوظ تھے' مگر حصول برکت کے لئے ہاتھ پھیرنے والوں کی وجہ سے وہ مٹ گئے' اسی لئے منع کر دیا گیا کہ کوئی اسے ہاتھ نہ لگائے نہ چومنے کی کوشش کرے۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اپنی عقیدت کی رو میں بہ کر وہی اسکو چھونے' چومنے اور رہا تھ لگانے کی کوشش کریگا جو نادان ہو گا میں نے کسی قابل ذکر آدمی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔

اب تو اسے ویسے بھی مضبوط سنہری فریم میں محفوظ کر دیا گیا ہے کوئی چاہے بھی تو اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

10۔ ملتزم پر حاضری کا طریقہ

نوافل سے فارغ ہو کر اب حاجی کو چاہیئے کہ وہ مقام ملتزم پر آئے' وہاں حاضری کا طریقہ یہ ہے کہ دیوار کے دائیں بائیں یا اوپر کی طرف اپنے بازو

Marfat.com

پھیلا دے اپنا رخسار اور سینہ دیوار کے ساتھ چمٹا دے رقت و بے قراری کے عالم میں کبھی دایاں رخسار دیوار کے ساتھ لگائے اور کبھی بایاں' اپنا جسم اور پیٹ دیوار کے ساتھ رگڑے' خوب آہ و بکا اور گریہ و زاری کرے' اور رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے' جی بھر کر روئے' اور جس قدر ممکن ہو آنسو بہائے اور دل کی حسرت نکالے کیونکہ یہی "صالحین" اور بارگاہ عالی کے مقرب لوگوں کے رونے کی جگہ ہے' وہ یہاں آکر سب کچھ بھول جاتے ہیں' اور یوں بلک بلک کر روتے ہیں' جیسے کوئی بچہ ماتا کی آغوش شفقت میں آگیا ہو' اور رو رو کر اسے اور زیادہ پیار دینے پر آمادہ کر رہا ہو۔

اس مقام پر جناب آدم علیہ السلام نے رو' رو کر جو دعا کی تھی' وہ بڑی مؤثر اور معنی خیز ہے' جس کے بے شمار فوائد ہیں' اگر وہ یاد ہو سکے تو بہت بہتر ہے' اس میں کچھ الفاظ زائد کئے گئے ہیں' جس سے مفہوم کچھ اور وسیع ہو گیا ہے' اہل اللہ اسے بہت ترجیح دیتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّی وَ عَلَانِيَتِی فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِی وَ تَعْلَمُ حَاجَتِی فَاَعْطِنِی سُؤْلِی وَ تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِی فَاغْفِرْلِی ذُنُوْبِی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِی وَ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِی اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِی وَ رِضًا مِنْكَ بِمَا قَسَمْتَ لِی۔ اَنْتَ وَلِیِّ فِی الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِی مُسْلِمًا وَ اَلْحِقْنِی بِالصّٰلِحِيْنَ۔

"اے اللہ! تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے' پس میرا عذر قبول فرما۔ تو میری ضرورت کو جانتا ہے' اس لئے جو مانگ رہا ہوں' وہ عطا کر۔ جو کچھ میرے دل میں ہے' تو وہ جانتا ہے' پس میرے گناہ معاف فرما۔ اے اللہ! میں سچے یقین اور ایسے ایمان کا

Marfat.com

سوال کرتا ہوں' جو دل میں اتر جائے' یہاں تک کہ میں جان لوں' مجھے وہی ملے گا جو تو نے میرے لئے لکھ دیا ہے' اور تو نے میری قسمت میں جو کچھ لکھ دیا ہے میں اس پر راضی ہو جاؤں' دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا رکھوالا ہے' مجھے اسلام پر موت دے اور نیک لوگوں کے ساتھ ملا۔

اگر یہ دعا یاد نہ ہو سکے تو ایک مختصر دعا اور بھی ہے' وہ یاد کریں۔

یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّی نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ۔

"اے بزرگ ترین مالک' جو تو نے نعمت عطا فرمائی ہے اسے اپنے بندے پر قائم رکھ۔"

ان تمام مناسک سے فارغ ہو کر' حاجی کو چاہئے' اب وہ آب زمزم شریف پینے کیلئے نیچے تہہ خانے (Basement) میں جائے جہاں ٹیوب ویل نصب ہے اور بے شمار ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں' اور وہاں جاکر آداب و شرائط کے مطابق پانی پئے۔

11۔ آب زمزم پینے کے آداب

حرم شریف میں ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس آیا' آپ نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟

اس نے جواب دیا میں چاہ زمزم پر گیا تھا' وہاں سے پانی پی کر آ رہا ہوں۔

آپ نے فرمایا: کیا آب زمزم پینے کے آداب کو ملحوظ رکھا تھا؟

اس نے پوچھا: اس کے کیا آداب ہیں؟

آپ نے فرمایا: جب تو آب زمزم پینا چاہے تو سب سے پہلے قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جا' توجہ اللہ کی طرف ہو' پھر بسم اللہ شریف پڑھ کر اسے

Marfat.com

پینا شروع کر' اور اس دوران تین سانس لے' اور خوب پیٹ بھر کر پی' جو پانی بچ جائے' اسے سر پر انڈیل لے' یا چہرے پہ ڈال لے۔

(الجامع اللطیف' ۷۰)

آپ فرماتے ہیں:

سقیت رسول اللہ ﷺ فشرب وھو قائم۔

(صحیح البخاری:۲۲۱)

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو آب زمزم پلایا۔ پس آپ نے اسے نوش فرمایا' حالانکہ آپ کھڑے تھے۔"

سر پر تین چلو ڈالنے کے بارے میں ہے۔

من حثا علی راسه ثلاث حثیات من زمزم لم تصبه مذلة ابدا۔ (الجامع اللطیف:۱۶۷)

"جس نے آب زمزم کے تین چلو اپنے سر پر ڈالے وہ کبھی بھی ذلیل نہیں ہوگا۔"

آب زمزم پیتے وقت جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے' اس لئے اس موقعہ پر ایسی دعا کرنی چاہیے جس میں دونوں جہاں کی نعمتوں کا سوال ہو' اس سلسلے کی ایک جامع دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَ رِزْقًا وَاسِعًا وَ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ

"اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم' کھلے رزق اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔"

حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آب زمزم پیتے وقت یوں دعا کیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ بَلَغَنِیْ عَنْ نَبِیِّکَ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ اَللّٰھُمَّ وَاِنِّی اَشْرَبُهٗ لِکَذَا

Marfat.com

(فی رحاب البیت: ۱۴۳)

"اے اللہ! تیرے نبی ﷺ کی یہ حدیث ہم تک پہنچی ہے کہ آب زمزم کو جس مقصد کیلئے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔ اور میں اس کو اس مقصد کیلئے پیتا ہوں۔"

پینے والے کو چاہیے کہ اس جگہ وہ اپنا مقصد بیان کرے اور جو جی میں آئے دعا کرے، مناسب یہ ہے کہ مذموم اخلاق و حرکات سے بچنے اور قلبی و روحانی امراض سے شفاء کی دعا کرے، کیونکہ یہ مہلک بیماریاں ہیں، ان سے شفاء اور نجات، دائمی عذاب سے نجات کے مترادف ہے۔

ایک مرتبہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ آب زمزم پینے لگے تو فرمایا:

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: آب زمزم جس مقصد کیلئے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔

وانا اشربه لعطش یوم القیامة

(الجامع اللطیف: ۱۷۱)

"اور میں اس کو قیامت کی گرمی سے بچنے کیلئے پیتا ہوں"

یہ متبرک پانی اپنے گھروں میں لانا، اور وطن جاتے ہوئے اپنے ساتھ لیجانا بھی جائز ہے، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بتاتے ہیں کہ:

انها کانت تحمل من ماء زمزم وتخبر ان رسول الله ﷺ کان یحمله۔

(جامع ترمذی، ۱: ۱۱۵)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہمراہ آب زمزم لے کر جایا کرتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ حضور ﷺ بھی لے جایا کرتے تھے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

ان رسول الله ﷺ استهدى سهيل بن عمرو من ماء

Marfat.com

زمزم' فبعث لہ براویتین۔

(الجامع اللطیف: ۱۷۵)

"بے شک حضور ﷺ نے سہیل بن عمرو سے آب زمزم کا تحفہ طلب فرمایا چنانچہ انہوں نے دو مشکیزے بھیجے۔"

یہی وجہ ہے کہ حجاج کا یہ معمول چلا آرہا ہے کہ وہ اپنے وطن واپسی کے وقت آب زمزم بطور تبرک لے کر آتے ہیں اور اس سے برکت و شفاء حاصل کرتے ہیں' اور دوستوں میں بطور تحفہ تقسیم کرتے ہیں۔

OOOOOOO

Marfat.com

(4) صفا' مروہ کی سعی

آب زمزم پی کر' انسان کو چاہیے کہ پھر حجر اسود کے پاس آئے' اگر ہجوم زیادہ ہو تو کالی پٹی پر کھڑا ہو کر اس کا استلام کرے۔ آٹھ بار' طواف کے دوران وہ پہلے استلام کر چکا تھا یہ نویں بار ہو گا' یہاں سے فارغ ہو کر' اب صفا مروہ کی سعی کی تیاری کرے

اگر تھک چکا ہو تو تھوڑا ستا لینے میں کوئی حرج نہیں مگر زیادہ تاخیر نا جائز ہے۔ فوراً سب سے پہلے صفا پہاڑی پر آئے اور اوپر چڑھ جائے' اور کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے' اور اس کی زیارت کرے پھر کندھوں تک ہاتھ اٹھائے' اور سُبْحَانَ اللّٰه' اَلْحَمْدُ لِلّٰه' لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کا ورد کرے' اور خوب خشوع و خضوع کا مظاہرہ کرے۔ یہانتک کہ دل میں سوز و گداز پیدا ہو جائے بلک بلک کر روئے اور اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال اور عالم اسلام کی بہتری کیلئے گڑگڑا کر دعائیں مانگے' یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

اس کے بعد پہاڑی سے نیچے اترے اور یہ دعا پڑھے۔

اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ تَعَالٰی' اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰه' فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں چنانچہ جس نے حج کیا یا عمرہ کیا' پس اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کے درمیان سعی کرے' اور جس نے از خود نیکی کی تو بے شک اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دینے اور جاننے والا ہے۔"

چونکہ اللہ تعالیٰ نے صفا کا ذکر مروہ سے پہلے کیا ہے' اس لئے ہم بھی سعی کا

Marfat.com

آغاز صفا سے کرتے ہیں۔

پھر سعی کی نیت کرے وہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃَ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِوَجْھِكَ الْكَرِیْمِ فَیَسِّرْہُ لِی وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّی۔

"اے اللہ! میں تیری رضا کیلئے صفا مروہ کے درمیان سات چکر لگانا چاہتا ہوں' میری یہ دوڑ قبول فرما' اور اس عمل خیر کو میرے لئے آسان بنا۔"

اس کے بعد پیدل مروہ کی طرف روانہ ہو' سوار ہو کر یا کسی کا سہارا لے کر چلنا ناجائز ہے البتہ معذور کیلئے اجازت ہے' چلتے ہوئے جب "میلین اخضرین" یعنی سبز ٹیوبوں کے قریب پہنچ جائے' تو دو چار قدم پیچھے ہی سے دوڑنا شروع کر دے اور جب اگلی سبز ٹیوبوں تک پہنچ جائے تو دوڑنا بند کر دے' اور پھر معمول کے مطابق چلنے لگے' عورتوں کیلئے دوڑنا جائز نہیں ہے' وہ سارا سفر چلتے ہوئے طے کریں۔

جب انسان چلتے چلتے مروہ کے قریب پہنچ جائے تو اسے چاہیے کہ پہاڑی پر چڑھ جائے' اور قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھالے' اور خوب گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرے' یہاں بھی دیر تک ذکر و تسبیح اور دعا و مناجات میں مشغول رہنا مستحب ہے۔

صفا سے مروہ تک یہ ایک چکر ہو جائے گا' اب دوسرے چکر کیلئے پھر صفا کی طرف واپس مڑے اور اللہ کو یاد کرتا دعائیں پڑھتا چلتا رہے' جب سبز ٹیوبوں تک پہنچے تو پھر دوڑ لگائے اور دوسری ٹیوبوں کے پاس پہنچ کر دوڑنا بند کر دے اور پھر چلنے لگے اس طرح صفا پر پہنچ جائے اور پہاڑی پر چڑھ کر پھر پہلے کی طرح قبلہ کی طرف منہ کر لے اور کعبہ شریف کی زیارت کر کے کندھوں تک ہاتھ اٹھائے' اور دعا کرے' اور تیسرے چکر کے لئے مروہ کی

Marfat.com

طرف روانہ ہو جائے اسی طرح سات چکر پورے کرے' ساتواں چکر مروہ پر ختم ہو گا۔

اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ وہ چکروں کی گنتی بھول جائے گا تو اس کے لئے مناسب ہے کہ اپنے پاس سات کنکر رکھ لے' اور چکر ختم کر کے ہر پہاڑی پر ایک ایک کنکر پھینکتا جائے جب کنکر ختم ہو جائیں تو سمجھ لے سات چکر پورے ہو گئے ہیں۔

یہ ذہن میں رہے کہ صفا مروہ کی درمیانی مسافت کو مکمل طور پر طے کرنا واجب ہے۔ ضروری ہے کہ سارے حصے کو طے کرے' کوئی حصہ سعی سے رہ نہ جائے اسکی صورت یہ ہے کہ صفا پر کھڑا ہو جائے' یا پتھروں پر اپنی ایڑیاں جما دے پھر مروہ کی طرف روانہ ہو جب راستہ طے کرتا ہوا مروہ تک پہنچے تو پاؤں کی انگلیاں پتھروں کے ساتھ ملا دے یا اس پر کھڑا ہو جائے' واجب ادا ہو جائے گا ہر بار ایسا ہی کرے۔

صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں آئے اور دو نفل ادا کرے' سعی کے بعد یہ دو نفل سنت ہیں۔

OOOOOOO

Marfat.com

(5) منیٰ کی طرف روانگی

حج والے مہینے کی آٹھویں تاریخ سے لے کر' بارہویں تاریخ کی شام تک یہ پانچ دن' حاجی کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں' ان ہی پانچ دنوں میں اسنے تمام ارکان و مناسک حج ادا کرنا ہوتے ہیں' اس لئے ان پانچ دنوں کی مصروفیات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

(ا) جس شخص نے احرام باندھا ہوا نہ ہو' وہ بھی آٹھویں ذی الحجہ کی صبح تک احرام باندھ لے' اور منی شریف جانے کے لئے تیار ہو جائے' بسوں کے قافلے بڑی شان سے روانہ ہوتے ہیں' دیکھنے والے یہ ایمان افروز منظر دیکھ کر' قلب و جگر میں ایمان کی حرارت محسوس کرنے لگ جاتے ہیں' اور اس خیال سے کہ وہ بھی اس کاروان عشق و مستی کا ایک حصہ ہیں اور منبع نور سے روشنی حاصل کرنے منی کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

سوار ہو کر جانا بھی جائز ہے' لیکن اگر انسان کے قوی میں تاب و تواں ہو' اور وہ چلنے کی سکت رکھتا ہو' تو اس کے لئے پیدل چل کر جانا زیادہ مناسب ہے' منی اور عرفات تک پیدل چل کر جانے کی شان ہی اور ہے' سواری پہ آنے والوں کو فرشتے صرف سلام کہتے اور مصافحہ کرتے ہیں' لیکن پیدل چلنے والے والوں کے ساتھ معانقہ کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آخری لمحات میں اپنے بیٹوں کو نصیحت فرمائی تھی:

حجوا مشاة فان للحاج الماشي بكل خطوة يخطوها سبعمائة حسنة من حسنات الحرم۔

"اے بیٹو! پیدل حج کیا کرو' کیونکہ پیدل حج کرنے والے شخص کو

Marfat.com

ہر قدم پر' حرم کی سات سو نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔"

حرم کی نیکی کی حقیقت و عظمت سے وہ بچے ناواقف تھے' اس لئے پوچھا!

یہ حرم کی نیکی کیا ہوتی ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: حرم شریف میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے' ایک لاکھ کو سات سو کے ساتھ ضرب دیں تو سات کروڑ بن جاتے ہیں' اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیدل چلنے والے حاجی کو ہر قدم پر سات کروڑ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

مکہ مکرمہ سے میدان عرفات' براستہ منیٰ اور مزدلفہ' تقریباً سولہ کلو میٹر ہے' انسان پہلے مکہ شریف سے منیٰ' اور عرفات جائے' اور پھر واپسی پہ مزدلفہ اور منیٰ سے ہوتا ہوا مکہ مکرمہ آئے' تو وہ اس سفر مبارک میں جتنے قدم اٹھاتا ہے' اس کا حساب کر کے اہل علم نے بتایا ہے' اس کی اٹھتر (78) کھرب اور چالیس (40) ارب نیکیاں بن جاتی ہیں۔

طاقتور' جواں ہمت لوگوں کو چاہئے وہ اس بے حد و حساب خزانے کو حاصل کرنے کی ضرور کوشش کریں' ہاتھ پاؤں میں قوت و توانائی ہو تو اس بیش بہا خزانے سے محروم رہنا مناسب نہیں' انسان اپنی مختصر زندگی میں خواہ کتنی تگ و دو کرے' اور صبح و شام تھوک کے حساب سے نیکیاں جمع کرنے میں مصروف رہے اور سستی و کاہلی کو قریب بھی نہ پھٹکنے دے' پھر بھی وہ اتنی نیکیاں جمع نہیں کر سکتا' اس لئے پیدل چل کر ضرور یہ خزانہ لوٹیں اور رحمت کے موتیوں سے جھولیاں بھریں۔

البتہ ایک بات یاد رکھیں' یہ کام اتنا آسان نہیں ہے' گرمی اتنی شدید ہوتی ہے' کہ دھوپ میں نکلا نہیں جاتا' بہت زیادہ پیاس لگتی ہے اور کمزوری بڑھتی جاتی ہے جبکہ فرائض اور دیگر ارکان حج کی ادائیگی کے لئے ہمت و طاقت کی ایک بڑی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے' اس لئے حاجی کو چاہیے'

Marfat.com

کہ وہ اپنی طاقت کا درست اندازہ لگا کر قدم اٹھائے' ایسا نہ ہو' وہ پیدل چل کر' طاقت کھو بیٹھے' اور فرائض ادا کرنے کے بھی قابل نہ رہے۔

حاجی کو چاہیے کہ منیٰ شریف کے راستے میں ساری توجہ ورد و وظائف کی طرف مبذول رکھے' باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے تلبیہ اور درود شریف پڑھے' دعا و مناجات میں مصروف رہے' اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اَللّٰهُ اَكْبَر کی کثرت کرے' جب منیٰ کے قریب پہنچے' اور اسکی مقدس پہاڑیوں پر نظر پڑے' تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنًى فَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَآئِكَ

"اے اللہ! یہ منیٰ ہے' یہاں اپنے اولیاء کرام اور دوستوں پر جو تو نے احسان کیا تھا' وہ مجھ پر بھی کر۔"

منیٰ میں خیموں کا شہر آباد ہوتا ہے' بڑے سکون و وقار کیساتھ بس سے اترے اور دوستوں کے ہمراہ اپنے خیمہ میں داخل ہو جائے لڑائی جھگڑا دنگا فساد نہ کرے' طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں' اگر کوئی شخص تیز مزاج ہو اور کڑوی کسیلی بات کہہ دے تو صبر و تحمل سے کام لے اور کوئی جواب نہ دے' اور فضا کو دعا اور مناجات کے لئے ساز گار رہنے دے' کیونکہ ایسے موقعہ پر شیطان رنگ میں بھنگ ڈالنے کی بہت کوشش کرتا ہے' تاکہ سہانی فضا مکدر ہو جائے' اور لوگ سوز و گداز' اور رقت و سرور کے نشے سے محروم رہیں اور گریہ وزاری نہ کر سکیں' بلکہ دنیاوی خرابیوں میں الجھ جائیں' اس لئے حاجی کو چاہیے اس شیطانی سازش کا شکار نہ ہو' اور ماحول کو خراب ہونے سے بچائے۔

آٹھویں تاریخ کی چار نمازیں یعنی ظہر' عصر' مغرب' عشاء اپنے خیمے ہی میں با جماعت ادا کرے' اور جو رات ہے وہ جاگ کر عبادت میں گزارنے کی کوشش کرے' تھکاوٹ بہت ہو چکی ہو گی اگر اتنی ہمت نہ ہو تو عشاء اور

Marfat.com

فجر کی نماز باجماعت پڑھ لے انشاء اللہ ساری رات عبادت کرنے کا ثواب مل جائے گا' رات کو باوضو ہو کر سوئے' اس سے کافی روحانی فائدہ حاصل ہو گا۔

جب صبح کو اٹھے تو نویں تاریخ کی فجر کی نماز بھی یہیں ادا کرے' اسطرح منیٰ میں اس کی پانچ نمازیں مکمل ہو جائیں گی' اور یہی پانچ نمازیں منیٰ میں ادا کرنیکا حکم ہے۔

یہ منیٰ وہ جگہ ہے' جہاں حاجی کو مزید چار دن ٹھہرنا پڑتا ہے اسے حکم ہے کہ یہیں سے عرفات جائے' اور عرفات سے واپس مزدلفہ آئے' اور مزدلفہ سے پھر یہیں منیٰ میں آکر ٹھہرے۔ عرفات کب جائیگا؟ کیسے جائیگا اور وہاں جاکر کیا کریگا۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔

OOOOOOO

Marfat.com

(6) عرفات کی طرف روانگی

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو فجر کی نماز پڑھ کر عرفات جانے کی تیاری شروع کردے جب سورج اچھی طرح بلند ہو جائے تو دوستوں کے ہمراہ منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہو اور روانہ ہوتے وقت یہ دعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ وَجْهَكَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُوْرًا وَ حَجِّي مَبْرُوْرًا وَارْحَمْنِي وَ لَا تُخَيِّبْنِي وَ اقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِي اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر

"اے اللہ! میں نے تیری طرف توجہ کی' اور تجھی پر توکل کیا' اور تیری ہی رضا کا طالب ہوا' پس تو میرے گناہ بخش دے' میرے حج کو قبول فرما' مجھ پر رحم کر' مجھے نامراد نہ کر' اور عرفات میں میری حاجت پوری فرما' بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

تقریباً پانچ کلو میٹر فاصلہ طے کرنے کے بعد مزدلفہ آتا ہے' وہاں نہ رکے اور سفر جاری رکھے تقریباً چھ کلو میٹر مزید سفر طے کرنے کے بعد عرفات کی حد شروع ہو جاتی ہے۔

اس وقت بلند آواز سے پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَر

پھر تلبیہ اور درود شریف پڑھے اور خیموں کی اس شادو آباد بستی سے گذرتا ہوا اپنے خیمے تک پہنچ جائے۔

منیٰ سے یہاں تک پہنچتے ہوئے' ہجوم کی وجہ سے تقریباً آدھا دن گزر جاتا ہے' اس وقت سورج ڈھلنے کے قریب ہوتا ہے' حاجی کو چاہئے کہ اس وقت یعنی زوال آفتاب سے لے کر سورج غروب ہونے تک اسی میدان

Marfat.com

میں رہے ' غروب آفتاب تک یہاں رہنا واجب ہے ' اور اسی کو "وقوف عرفات " کہتے ہیں ' یہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے ' یہ اگر رہ جائے تو حج نہیں ہوتا ' اس لئے وقوف عرفات کو کسی صورت میں ترک نہ کرے وقوف کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں ' میدان عرفات کے کسی بھی حصے میں وقوف کر سکتے ہیں یہ وقوف معتبر ہو گا ' اور حج ہو جائے گا حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے سارا عرفات "موقف ہے "یعنی وقوف کی جگہ ہے۔

پہاڑ کے دامن میں ایک جگہ سب سے اونچی ہے ' جہاں سیاہ پتھر کا فرش بچھا ہوا ہے ' یہاں حضور ﷺ نے وقوف فرمایا تھا ' اگر اس کے قرب وجوار میں وقوف کا موقعہ مل جائے تو بہت بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہے۔

عرفات میں وقوف کے دوران ' حاجی کو زوال آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک چند گھنٹے گذارنا ہوتے ہیں ' جو انتہائی قیمتی ہیں ' اور قسمت سے نصیب ہوتے ہیں ' اس لئے انہیں غنیمت سمجھے اور بے کار کاموں اور باتوں میں ضائع نہ کرے ' یہ بڑی محرومی ہو گی کہ انسان انہیں پا کر بھی کھو دے ' اور ان کی قدر نہ کرے اور ان کے فیضان سے محروم رہے۔

(الف) عرفات کی خاص عبادات

سب سے پہلے میدان عرفات میں وقوف کی نیت کرے کہ:

(۱) اے اللہ ! میں صرف تیری توفیق و عطا سے اس مقدس سرزمین عرفات تک پہنچا ہوں اب یہاں غروب آفتاب تک محض تیری رضا کے لئے وقوف کی نیت کرتا ہوں ' تو اسے قبول فرما ' اور اسے مکمل کرنے کی توفیق دے۔

(۲) یہاں بہت خوبصورت اور وسیع و عریض مسجد نمرہ ہے۔ اگر ہو سکے تو وہاں چلا جائے ' اور سنتیں پڑھ کر بیٹھ جائے ' امام پہلے دو خطبے دے گا ' پھر

Marfat.com

آذان ہوگی' اس کے بعد اقامت ہوگی اور امام ظہر کے دو فرض پڑھائے گا' سلام پھیرتے ہی پھر اقامت ہوگی اور امام عصر کے دو فرض پڑھائے گا۔
یہاں ظہر اور عصر کی نماز بیک وقت پڑھی جاتی ہے' یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا حکم ہے اسے "جمع بین الصلاتین" کہتے ہیں' یعنی دو نمازیں اکھٹی کر کے پڑھنا۔

چونکہ یہاں لاکھوں افراد کا ہجوم ہوتا ہے' اس لئے ہر شخص کو مسجد میں جگہ ملنا ممکن ہی نہیں' اس کے علاوہ اپنے خیمہ سے باہر نکل کر پھر اس میں واپس آنا بہت مشکل ہوتا ہے' اس لئے بہتر یہی ہے کہ لوگ خیموں میں اپنی اپنی نماز باجماعت پڑھ لیں' اس صورت میں یہ بات یاد رکھیں کہ ظہر اور عصر ملا کر نہیں بلکہ ظہر اپنے وقت پر باجماعت اور عصر اپنے وقت پر باجماعت پڑھیں گے۔

(ب) درود و دعا اور ذکر و تلاوت کا دن

میدان عرفات میں اس مبارک دن بڑے بڑے اولیاء کرام بلکہ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام بھی موجود ہوتے ہیں' ان ہستیوں کی موجودگی بڑی برکات کا باعث ہوتی ہے' اس طرح وقوف کرنے والوں کو مبارک جگہ پر مقدس وقت میں نورانی سنگت نصیب ہو جاتی ہے ان تینوں چیزوں کا یکجا ہونا بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ اس "وقت اور موقعہ" کو غنیمت جانے اور ذکر و تلاوت اور درود و دعا میں بڑے انہماک اور حضور قلب کے ساتھ مصروف رہے' خشوع و خضوع اور گریہ و زاری میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ سینے تک ہاتھ پھیلا کر اور ہو سکے تو سر سے بلند کر کے خوب گڑگڑا کر دعا کرے' گناہوں کی معافی مانگے'

Marfat.com

روئے چیخے ' سسکے بلکے اور اپنے رب کی رحمت کو منانے کی کوشش کرے ' یقین جانے کہ ایسے نورانی اور پر مسرت لمحات پھر آسانی سے میسر نہیں آئیں گے ' اس لئے جس قدر ہو سکے گریہ وزاری سے کام لے۔ اس موقعہ پر اعزہ واقارب ' دوست احباب ' ملک وملت اور اہل وطن کو بھی نہ بھولے ' سب کے گناہوں کی معافی ' ترقی درجات ' معاشی ارتقاء اور اجتماعی فلاح وبہود کے لئے دعا کرے اور جب دعا ومناجات میں سورج ڈوب جائے تو اس یقین کے ساتھ عرفات سے روانہ ہو کہ اس کی مغفرت ہو گئی ہے۔ اور اللہ کی رحمت نے اس کا ہر گناہ معاف کر دیا ہے اور لطف خاص نے اسے اس طرح پاک صاف کر دیا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہے۔ اس یقین محکم کو دل میں جگہ دینا بہت ضروری ہے ' تاکہ اس میں ایک نیا عزم پیدا ہو اور وہ گھر آکر ایک نئی زندگی کا آغاز کر سکے ' جو پاکیزہ صاف ستھری ' مکرو فریب سے پاک اور حسن سیرت واعلیٰ اخلاق سے آراستہ وپیراستہ زندگی ہو ' اور اسے یہ احساس ہو کہ وہ سابقہ گناہوں سے پاک ہو چکا ہے ' اس لئے اس پر یہ اخلاقی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ آئندہ زندگی کو گناہوں کی گندگی اور دنیاوی دھندوں کی آلائشوں سے بچائے اور پاک صاف رکھے۔

چونکہ یہ وقت ذکر ودعا میں گزارنا ضروری ہے ' اس لئے چند اہم دعائیں لکھتے ہیں ' تاکہ سورج ڈوبنے تک مصروفیت قائم رہے اور توجہ دعاؤں سے ہٹنے نہ پائے۔

(۱) حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

یہ ایک عمل ہے ' جو میدان عرفات میں کیا جاتا ہے۔ اس دن اس سے افضل کوئی عمل نہیں ہے۔ اور جو آدمی یہ عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اس کی طرف نگاہ رحمت فرماتا ہے وہ عمل یہ ہے۔

Marfat.com

○ انسان عرفات میں قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور دعا کے لئے ہاتھ پھیلادے پھر۔

○ تین بار تلبیہ کہے اور۔

○ تین بار اللہ اکبر کہے پھر۔

○ سو مرتبہ یہ پڑھے'

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرِ۔

○ پھر سو بار یہ پڑھے'

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر 'وَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْئٍ عِلْمًا۔

○ پھر تین مرتبہ پڑھے'

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم۔

○ پھر تین مرتبہ سورہ فاتحہ شریف مع بسم اللہ پڑھے اور آخر میں ہر بار آمین کہے پھر۔۔۔

○ بسم اللہ شریف پڑھ کر سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔۔۔

○ پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔

جو آدمی یہ عمل کر کے اپنے لئے اپنے ماں باپ' اہل وعیال' اقارب واحباب اور تمام مومنین اور مومنات کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اس پر فخر فرماتا ہے کہ:

> انظرو الی عبدی' استقبل بیتی فکبرنی و لبانی و سبحنی و حمدنی و هللنی و قرء باحب السور الی و صلی علی نبیی اشهد کم انی قد قبلت عمله و او جبت له اجره و غفرت له ذنبه۔

Marfat.com

(فی رحاب البیت الحرام: ۲۹۸)

"میرے بندے کو دیکھو' اس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے میری کبریائی بیان کی ہے' تلبیہ پڑھا ہے' تسبیح اور حمد کی ہے' لا الہ الا اللہ کا ورد کیا ہے' قرآن پاک کی محبوب ترین سورتوں کی تلاوت کی ہے' میرے نبی پر درود بھیجا ہے' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کا عمل قبول کیا' اسے اجر وثواب عطا کیا اور گناہوں کی مغفرت فرما دی۔"

(۲) حضرت جابر بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اذا کان یوم عرفه ان الله ینزل الی السماء الدنیا فیباهی بهم الملائکه فیقول انظروا الی عبادی اتونی شعثا غبرا ضاجین من کل فج عمین اشهد کم انی غفرت لهم فیقول الملائکه یا رب فلان کان یرهق و فلان و فلانة یقول الله عزوجل 'قد غفرت لهم فما من یوم اکثر عتیقا من النار' من یوم عرفه۔

(مشکوۃ المصابیح: ۲۲۹)

"جب عرفہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر قرب خاص کی تجلی نازل فرماتا ہے' اور فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو' بکھرے بالوں کے ساتھ غبار آلود جسم لے کر مختلف ممالک سے چیختے چلاتے میرے پاس آئے ہیں' تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔"

فرشتے کہتے ہیں' ان میں تو فلاں فلاں مرد و عورت بھی ہیں' جس کا کردار قابل ذکر نہیں ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر بھی میں نے انہیں بخش دیا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

عرفہ کے دن جتنے لوگ دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں' اتنے کسی اور دن آزاد نہیں کئے جاتے۔

Marfat.com

(۳) حضرت عباس بن مرداس فرماتے ہیں کہ امت پر ہمیشہ شفقت فرمانے والے مہربان آقا ﷺ نے میدان عرفات کے اندر' قرب خاص کی ساعتوں میں گناہ گاروں کو فراموش نہیں فرمایا اور عرض کی یا اللہ سب کو بخش دے۔

جواب ملا: انہیں بخش دیا' لیکن وہ لوگ جو ایک دوسرے کے حقوق غصب کرتے ہیں انہیں اس کی سزا ضرور ملے گی مظلوم کا حق ظالم سے ضرور وصول کیا جائے گا۔

حضور ﷺ نے دعا کی' اے رب!

اِنْ شِئْتَ اَعْطَیْتَ الْمَظْلُوْمَ مِنَ الْجَنَّةِ وَ غَفَرْتَ لِلظَّالِمِ۔

"یا اللہ! یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ جس کا حق مارا گیا ہے' اسے تو جنت دے دے (جب مظلوم راضی ہو جائے) تو جو حق مارنے والا ہے' اس کا گناہ بخش دے' (اس صورت میں بھلا مظلوم کو کیا اعتراض ہو گا' اسے تو اجر مل چکا ہو گا)"

عرفہ کی شام کو یہ دعا کی گئی' مگر اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ حضور ﷺ نے یہ بات دل میں رکھی اور مزدلفہ کی طرف واپسی کی تیاری شروع کر دی۔

مغرب کی نماز کا وقت ہو جانے کے باوجود' انسان کو یہاں عرفات میں نماز مغرب ادا کرنے کی اجازت نہیں' حضور ﷺ کا حکم ہے کہ وہ مزدلفہ پہنچ کر' مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھے۔

OOOOOOO

Marfat.com

(7) مزدلفہ کی طرف واپسی

جب میدان عرفات میں نائویں تاریخ کا سورج ڈوب جائے تو حاجی کو چاہیے کہ مزدلفہ کی طرف واپس مڑے تاکہ وہاں سے منی اور منی سے پھر واپس مکہ مکرمہ آسکے۔

راستے میں وہ گونگا بن کر نہ بیٹھا رہے' بلکہ اس پر ایک خاص رنگ طاری ہو جو اس کے انگ انگ سے نمایاں ہو اور پتہ چلے وہ ایک پاک سرزمین سے دوسری پاک سرزمین کی طرف رواں دواں ہے اور رحمت و نور کے سمندر میں غوطے لگا رہا ہے' قرآن پاک کا حکم ہے' اس موقعہ پر انسان ذکر و استغفار میں مصروف رہے۔

(۱) ثم افیضوا من حیث افاض الناس و استغفروا اللّٰہ۔
"جہاں سے لوگ مزدلفہ کی طرف لوٹتے ہیں' تم بھی وہیں (عرفات) سے لوٹو اور اللہ سے استغفار کرتے رہو۔"

(۲) فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللّٰہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا
"جب مناسک حج ادا کر لو' تو (ذکر آباء چھوڑو) اور اللہ کا ذکر اس سے کہیں زیادہ والہانہ انداز سے کرو۔"

ذکر و استغفار کے علاوہ کبھی بلند آواز سے تلبیہ کہے کبھی تکبیر تشریق پڑھے' غرض اسی طرح اپنے ذوق و شوق اور محبت و پیار کا اظہار کرتا ہوا مزدلفہ کے قریب پہنچ جائے۔

چونکہ مزدلفہ حدود حرم میں ہے' اس لئے اگر ہو سکے تو پیدل ہو جائے اور توقیر و احترام کی خاطر غسل کر کے اس میں داخل ہو' بہرحال یہ ایک ادب کا تقاضا ہے' خدا توفیق دے تو اس پر ضرور عمل کرے۔

Marfat.com

حدود مزدلفہ میں داخل ہو کر ایک پہاڑی آتی ہے' اسے "مشعر حرام" کہتے ہیں' حضور ﷺ نے یہیں قیام فرمایا تھا' ہو سکے تو یہیں اترے' وگرنہ مزدلفہ کا سارا میدان موقف اور قیام گاہ ہے کہیں بھی اتر سکتا ہے' ہر جگہ اترنے اور وقوف وقیام کرنے کی اجازت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

وقفت ھھنا والمزدلفة کلھا موقف۔

"بہرحال ہم نے اس ایک جگہ وقوف کیا ہے' اور مزدلفہ سارا موقف ہے۔"

انسان کہیں بھی وقوف کر سکتا ہے' جہاں اترے اس کا وقوف معتبر ہو گا۔

مشعر حرام میں یا مزدلفہ کے کسی بھی مقام پر اترے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْبَیْتِ الْحَرَامِ وَالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالرُّکْنِ وَ الْمَقَامِ اَبْلِغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنَّا التَّحِیَّةَ وَ السَّلاَمَ وَ اَدْخِلْنَا دَارَ السَّلاَمِ یَا ذَالْجَلاَلِ وَالْاِکْرَامِ۔

(احیاء العلوم '۱:۲۵۶)

"اے جلال و اکرام والے اللہ! مقام ابراہیم' حجر اسود' مزدلفہ' بیت اللہ شریف اور حرمت والے مہینے کے ساتھ ہماری قلبی نسبت و محبت کی وجہ سے' حضور ﷺ کی روح اقدس تک ہمارا درود و سلام پہنچا دے اور ہمیں فردوس امن و سلامتی میں داخل فرما۔"

یہاں پہنچ کر انسان کو چاہئے کہ سب سے پہلے نماز کی تیاری کرے' اس جگہ مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھی جاتی ہیں' جن کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔

دوست احباب اکٹھے ہو جائیں' ایک شخص اذان دے' پھر اقامت کہے'

Marfat.com

اس کے بعد سب امام کے پیچھے' مغرب کے تین فرض ادا کریں' سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق کہیں پھر تلبیہ پڑھیں اس کے بعد فوراً کھڑے ہو کر امام کے پیچھے عشاء کے فرض ادا کریں' سلام کے بعد تکبیر تشریق کہیں اور تلبیہ پڑھیں' پھر مغرب کی سنتیں اس کے بعد عشاء کی سنتیں اور وتر ادا کریں۔

(الف) مزدلفہ کی رات اور حاجی

مزدلفہ کی یہ رات شرف زمان و مکان کے حوالے سے ایک انوکھی اور بے مثال رات ہے' جسے ان اوصاف کے حوالے سے شب قدر سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔

1۔ اسے جو زمانی شرف حاصل ہے' اسے یوں سمجھیں کہ اللہ پاک نے حج کے لئے جو مہینے مخصوص کئے ہیں' وہ شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں' یہ رات ان مخصوص مہینوں اور دنوں کی آخری رات ہوتی ہے' اس کے علاوہ یہ عید کی رات بھی ہوتی ہے' جس کی اپنی فضیلت ہے۔

2۔ مکان کے اعتبار سے جو شرف حاصل ہے وہ اس طرح ہے کہ یہ رات مزدلفہ میں آتی ہے' اور مزدلفہ وہ سرزمین ہے' جسے حدود حرم میں ہونے کا اعزاز حاصل ہے' جس وجہ سے وہ بے حد قابل احترام ہے۔

یہ دو اعزاز مل کر مزدلفہ کی اس رات کو بے مثال اور شب قدر سے بھی افضل بنا دیتے ہیں' مگر سفر کی تکان اور کمزوری بھی اپنے عروج پر ہوتی ہے' نیند بار بار غلبہ کرتی ہے' ان حالات میں غریب انسان عجب کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اپنی اپنی بے بسی پر آنسو بہاتا ہے کہ کیا کرے' باکمال رات کی بے مثال فضیلت اسے اپنی سہانی اور نورانی فضاؤں کی طرف کھینچتی ہے اور

Marfat.com

مجبور کرتی ہے کہ اٹھے' سونے کے ارادے کو دل سے نکال دے' اور آرام کرنے کے برے خیال کو دامن سے جھٹک کر پرے پھینک دے اور مصلے پر بیٹھ جائے نوافل پڑھے' اپنے رب سے مناجات کرے' اپنے اور اپنے احباب کے لئے مغفرت کی دعا مانگے' درود پاک اور قرآن شریف پڑھے' تلبیہ کا ورد کرے' اور اپنی پرسوز آہوں' اور سسکیوں سے قدسی فضاؤں کو لبریز کر دے۔

مگر صورت حال یہ ہوتی ہے کہ تھکاوٹ اٹھنے نہیں دیتی' سفر کی تکان سے چور چور بدن تقاضا کرتا ہے' کہ لیٹ کر کچھ دیر آرام کرے تاکہ تھکاوٹ دور ہو' اور وہ تازہ دم ہو کر کچھ کرنے کے قابل ہو۔

حضور ﷺ نے اپنی رحمت و شفقت سے کسی کو بھی محروم نہیں رکھا' عام حالات میں حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک یہ تھا کہ راتوں کو جاگتے تھے' اتنی عبادت فرماتے تھے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے تھے' مگر اس رات رحمت کائنات نے امت کے ضعفاء پر شفقت و کرم کی انتہاء کر دی' نماز کے بعد آپ دیر تک آرام فرما رہے' تاکہ کمزور لوگوں کے لئے ایک سنت قائم ہو جائے اگر وہ مزدلفہ میں تازہ دم ہو کر اٹھنے کے لئے کچھ سونا چاہیں تو ان کے سامنے سنت نبوی سے ایک مثال موجود ہو اور کوئی انہیں سونے پر طعنہ نہ دے سکے۔

اس سنت کی روشنی میں اگر کوئی شخص تازہ دم ہونے کے لئے سونا چاہے تو اسے اجازت ہے مگر طاقتور' صحت مند اور بیدار رہنے کی قدرت رکھنے والے لوگوں کے لئے مناسب یہی ہے کہ اس عظیم الشان رات کے ایک ایک لمحے سے نور حاصل کریں اور اسے ذکر و فکر' درود و تلاوت اور دیگر مقدس مشاغل و عبادات میں گزاریں اور امت کی مغفرت اور عالم اسلام کی بہتری کے لئے دعائیں کریں۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے بھی اس رات اپنی امت کو فراموش نہیں کیا اور وہی دعا پھر دہرائی جو آپ نے میدان عرفات میں کی تھی۔ کہ یا اللہ مظلوم کو جنت دے دے۔ تاکہ وہ اس شخص کا گریبان نہ پکڑے جس نے دنیا میں اس کے حقوق چھینے تھے اور اس پر ظلم کیا تھا جب مظلوم راضی ہو جائے تو ظلم کرنے والے کو بھی بخش دے۔

میدان عرفات میں اس دعا کے جواب میں کچھ نہیں فرمایا گیا تھا' حضرت عباس بن مرداس کی روایت ہے کہ آپ نے دعا کو ترک نہیں فرمایا بلکہ

فلما اصبح بالمزدلفة اعاد الدعاء فاجيب الى ماسئل۔

"جب آپ مزدلفہ پہنچے تو پھر اسی دعاء کا اعادہ کیا چنانچہ جو آپ کا مطالبہ تھا وہ مان لیا گیا۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے امت کی مغفرت و بخشش کا وعدہ فرمالیا۔ چونکہ یہ ایک ہمہ گیر وعدہ تھا جس کی وسعت اور پھیلاؤ کی کوئی حد ہی نہیں تھی' اس لئے ابلیس پر یہ وعدہ بجلی بن کر گرا اور وہ سر پر خاک ڈالنے اور بین کرنے لگا اس کی یہ بیہودہ حرکت اور حسد و کدورت کی وجہ سے اس بھونڈے انداز میں اس کا رونا چلانا دیکھ کر' حضور ﷺ مسکرا دیئے۔

(مشکوۃ المصابیح:۲۲۹)

اس سے یہ واضح ہوا کہ یہ مغفرت کی رات ہے' رحمت و بخشش کا باڑہ بٹتا ہے اور تھوک کے حساب سے گناہ معاف کئے جاتے ہیں' جو شیطان جیسے ازلی دشمن پر کوہ گراں بن کر گرتے ہیں۔

(ب) وقوف مزدلفہ

مزدلفہ میں یہ عید کی رات دعا و مناجات میں گذارنے کے بعد حاجی کے ذمہ اب ایک ہی اہم کام باقی رہ جاتا ہے' جس کا کرنا واجب ہے اور وہ وقوف

Marfat.com

مزدلفہ کی نیت ہے۔ جب صبح صادق ہو جائے' یعنی فجر کی نماز کا وقت ہو جائے تو باجماعت نماز ادا کرے' اس کے بعد زبان سے یہ الفاظ کہے۔

"یا اللہ تیری عطا کردہ توفیق سے میں نے مزدلفہ میں رات گزاری' اب میں تیری رضا کیلئے یہاں وقوف کی نیت کرتا ہوں' میرا یہ وقوف قبول فرما' اور اپنا قرب نصیب کر۔"

زبان سے یہ الفاظ ادا کرنا لازم نہیں ہیں' دل میں بھی اگر وقوف کی نیت کرلی' تو واجب ادا ہو جائے گا' البتہ اس کا وقت طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے تک ہے۔ اگر طلوع فجر سے پہلے نیت کی تو وہ معتبر نہ ہو گی۔ دوسری بات یہ کہ ایک لمحہ کے وقوف کی نیت بھی کافی ہے' اگر طلوع فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پہلے ایک لمحہ کیلئے بھی نیت کر لی تو واجب ادا ہو جائے گا۔

مزدلفہ ایسا پہاڑی علاقہ ہے' جہاں ہر سائز کے پتھر کے روڑے بکثرت ملتے ہیں' یہاں سے درمیانے کھجور کی گٹھلی یا چنے کے سائز کے ستر(70) کے قریب سنگریزے یعنی پتھر کے روڑے چن کر' اچھی طرح دھو کے اپنے پاس رکھ لے' یہ جمرات پر شیطانوں کو مارنے کے کام آتے ہیں' عام حالات میں تقریباً پچاس روڑوں سے کام چل جاتا ہے' مگر بعض اوقات مزید روڑوں کی بھی ضرورت پیش آجاتی ہے' اس وقت اگر نہ ہوں تو دقت پیش آتی ہے' اس لئے زیادہ روڑے لے لینا بہتر ہے' ان کے استعمال کا طریقہ اور تفصیلات ہم بعد میں بتائیں گے۔

مزدلفہ کی عبادات ختم ہوئیں' اب حاجی کو چاہیئے' وہ دوبارہ اپنے Headquarter یعنی منی شریف کی طرف روانہ ہونے کی تیاری کرے۔

Marfat.com

(8) منی کی طرف واپسی

جب مزدلفہ سے روانہ ہوں تو تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد منی شریف کی حدود شروع ہو جاتی ہیں' گاڑیوں اور بسوں کے علاوہ پیدل چلنے والوں کا زبردست ہجوم منی کی طرف چل رہا ہوتا ہے۔ وسیع کشادہ سڑک پر حد نظر تک انسان ہی انسان دکھائی دیتے ہیں' یوں لگتا ہے کہ سروں کا سمندر اپنی خاص رفتار سے منی کی جانب رواں دواں ہے' یہ ریلا جس طرف سے گزرتا ہے' سب کو اپنی رو میں بہا کر لے جاتا ہے' جس سے کمزور و ناتواں لوگ کچلے جاتے ہیں۔

اس جانی و مالی نقصان سے بچاؤ ممکن ہے' شاہراہیں اتنی وسیع ہیں کہ کسی حادثے کا امکان بہت کم ہے مگر بعض زائرین کی بے نیازی کام خراب کر دیتی ہے' مختلف ممالک کے حاجیوں کے جتھے' سڑکوں کے درمیان جا بجا بڑی شان سے پرے جما کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کچھ استراحت فرما' کچھ نظارہ بازی اور کچھ دیگر کاموں میں مصروف ہوتے ہیں' مگر گذرنے والوں کی حالت زار اور مشکلات دیکھ کر' انہیں کوئی ترس نہیں آتا' ناتواں لوگوں کو ٹھوکریں کھاتے اور لڑکھڑا کر گرتے دیکھ کر' ان کا دل نہیں پسیجتا' ممکن ہے وہ اندر سے محظوظ بھی ہوتے ہوں' یہ ان کا اندرونی اور ذاتی معاملہ ہے مگر ایک بات طے ہے کہ وہ منی شریف کی طرف جانے والوں کیلئے بڑی رکاوٹ اور پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ پتہ چلا ہے حکومت حجاج کے احترام میں رواداری سے کام لیتی ہے' اور ان پر سختی نہیں کرتی جس سے یہ لوگ ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یہ کہنا بے جا نہیں کہ حکومت اپنی نرم پالیسی کے باعث اور احترام حجاج کے پس منظر میں اپنی ذمہ داری سے فارغ نہیں ہو جاتی اس کا فرض بنتا ہے کہ

Marfat.com

وہ سڑک پر "قابضین" کے احترام کے ساتھ ' گذرنے والوں کی تکلیف و اذیت کا بھی احساس کرے ' اگر وہ "قابضین و غاصبین" کو کچھ کہنا نہیں چاہتی تو گذرنے والوں کی سہولت کا کوئی متبادل انتظام کرے۔

مزدلفہ کے راستے میں وادی محسر آتی ہے ' یہاں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا ابابیلوں نے سنگ باری کرکے ' اس کے لشکروں اور ہاتھیوں کا کچومر نکال دیا تھا ' اس لئے حکم ہے کہ انسان اس جگہ سے تیزی کے ساتھ گذرے اور عذاب سے پناہ مانگتا ہوا منی پہنچ جائے۔

جب منی کی حدود میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنٰى قَدْ اَتَيْتُهَا وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَ الْمُصِيْبَةِ فِي دِيْنِي يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بَلَّغَنِي مِنٰى سَالِمًا مَعَافًا۔

"یا اللہ! میں تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں ' دوبارہ منی شریف میں آگیا ہوں ' اور التجا کرتا ہوں کہ یہاں اپنے اولیاء کرام اور دوستان خاص پر جو تو نے احسانات فرمائے تھے وہ مجھ پر بھی فرما: اور اے اللہ! مجھے محرومی سے بچا ' اور دین میں مصیبت سے محفوظ رکھ ' کیونکہ تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے ' میں حمد بجا لاتا ہوں اس رب کریم کی ' جس نے مجھے از سر نو ' صحت و سلامتی ' اور امن و عافیت کے ساتھ دوبارہ منی میں پہنچایا۔"

مزدلفہ سے منی پہنچ کر حاجی کیلئے شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ عید کا دن اور اسکے بعد کے دو دن یہیں گذارے یعنی تین دن منی ہی میں قیام کرے۔ یہاں دس ' گیارہ اور بارہ تاریخ کو اسے کیا کرنا ہوتا ہے ' اس کی تفصیلات یہ

Marfat.com

ہیں۔

منی میں مصروفیات

عید کا دن ایک حاجی کیلئے مصروف ترین دن ہوتا ہے، جس میں اسے چار اہم ترین احکام کی تعمیل کرنا ہوتی ہے، ہر حکم اور کام کی تعمیل میں بہت وقت لگ جاتا ہے۔ اس لئے حاجی کو چاہیئے کہ وہ چوکس رہے اور بڑی تیزی اور انتہائی پھرتی کے ساتھ ہر کام نپٹائے، تاکہ وقت پر ہر کام مکمل ہو جائے اس روز ذرا سی سستی بھی انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے، اس لئے سستی کو قریب بھی نہ پھٹکنے دے، اور بڑی ہوش مندی، حاضر دماغی، اور نظم و ترتیب کے ساتھ دسویں ذی الحجہ کے چاروں احکام پر تیزی سے عمل کرے۔

دسویں تاریخ کے چار کام

دسویں تاریخ کو جو چار کام کرنا پڑتے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) رمی جمرات (۲) قربانی (۳) سر منڈانا (۴) طواف زیارت۔

انہیں اسی ترتیب سے یکے بعد دیگرے انجام دینا واجب ہے، حاجی کو چاہیئے ان میں سے کوئی کام آگے پیچھے نہ کرے۔

اب ہم ان چاروں احکام کی الگ الگ تفصیل بیان کرتے ہیں، اور انہیں بجالانے کا طریقہ لکھتے ہیں:

(1) رمی جمرات

عربی زبان میں رمی کا مطلب ہوتا ہے مارنا، پھینکنا۔

اور "جمرات" یا "جمار" سنگریزوں کو کہتے ہیں، یہ جمرہ کی جمع ہے جمرات ان

Marfat.com

تین مقامات کو کہتے ہیں جہاں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکر مارے تھے' ان مقامات پر اس واقعہ کی یاد میں تین اونچے ستون کھڑے کردیئے گئے ہیں' جب منی سے مکہ مکرمہ کی طرف جائیں تو پہلے جو ستون آتا ہے' اسے "الجمرۃ الاولی" یعنی پہلا جمرہ کہتے ہیں' جو ستون درمیان میں ہے' اسے "الجمرۃ الوسطی" یعنی درمیانی جمرہ کہتے ہیں' اور جو ستون سب سے آخر میں ہے اسے "جمرۃ العقبہ" کہتے ہیں۔

"عقبہ" گھاٹی کو کہتے ہیں' یہ وہ تاریخی جگہ بھی ہے جہاں اہل مدینہ نے حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی تھی اور کہا تھا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئیں' ہم دین کیلئے جان و مال قربان کردیں گے' اور پھر انہوں نے اپنا قول نبھا کر دکھا دیا تھا۔

حجاج پر واجب ہے کہ وہ سنت ابراھیمی کی یاد اور اتباع میں جمرات پر جا کر کنکر ماریں اسے "رمی کرنا" کہتے ہیں۔

لاکھوں کے ہجوم میں یہ ایک مشکل کام ہے' کمزور لوگ کچلے جاتے تھے' اس لئے جمرات پر ایک بالائی منزل بھی تعمیر کردی گئی ہے' یہ پل کی صورت میں ایک کشادہ سڑک ہے جس پر جمرات کے نشان نمایاں ہیں۔ نچلی جگہ کی نسبت یہاں سے رمی کرنا آسان ہے' اوپر کھلی فضا اور ہوا کے باعث گھبراہٹ نہیں ہوتی' ہجوم سے خوف کھانے والے لوگوں کے لئے بالائی منزل ہی سے رمی کرنا مناسب ہے۔

جو ستون یہاں بنائے گئے ہیں' ان کے گرد پیالہ نما شیڈ ہیں جیسے حوض ہوتے ہیں یہ اس لئے ہیں تاکہ کنکر مارنے والوں کو آسانی رہے' اور ان کے کنکر اندر جا کر گریں' اس لئے طریقہ یہ ہے کہ چلتے چلتے اس ستون کے گرد بنے ہوئے بڑے پیالے کے قریب پہنچ جاتے ہیں اور وہاں سے ستون کو نشانہ بناتے ہیں۔

Marfat.com

ہر ستون کو سات کنکر مارنا ہوتے ہیں' جس کا طریقہ اور مسائل یہ ہیں۔

رمی کا طریقہ اور مسائل

دسویں روز صرف "جمرہ عقبہ" کو رمی کرنا ہوتی ہے' جب منی کی طرف سے جائیں تو وہ آخر میں آتا ہے اس لئے حاجی کو چاہیئے کہ صرف سات کنکر لے' اور جمرات کی طرف بڑھنا شروع کر دے' پہلے "الجمرہ الاولی" آئے گا' اسے بھی چھوڑ دے' اور آگے بڑھے پھر "الجمرہ الوسطی" آئے گا اسے بھی کچھ نہ کہے' اور آگے بڑھ جائے' ایک فرلانگ کے بعد "جمرہ عقبہ" آجائے گا' عوام کی زبان میں اسے بڑا شیطان کہتے ہیں۔ اس کی طرف بڑھے اور پیالے کے قریب کھڑا ہو کر چٹکی میں ایک کنکر دبا لے' اور ہاتھ کو بلند کرتے ہوئے یہ پڑھے:

بسم اللہ' اللہ اکبر' اور پوری قوت سے ستون کو نشانہ بنائے' اگر کنکر ستون کو لگ جائے تو بہت اچھا ہے' اگر اس کے قریب بھی گر جائے تو بھی کوئی حرج نہیں' لیکن اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلے پر گرے تو وہ معتبر نہیں ہو گا' اس کی جگہ ایک اور مارنا پڑے گا۔

لوگ چھتری تان کر کھڑے ہوتے ہیں' بعض اوقات کنکر کسی کے سر پر جا لگتا ہے' یا فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ستون تک نہیں پہنچتا ان سب صورتوں میں اس کی جگہ دوسرا کنکر مارنا ضروری ہے۔ اسی لئے مناسب ہے کہ انسان اپنے پاس سات سے زیادہ پتھر رکھے' تاکہ اگر کوئی خطا بھی ہو جائے تو اس کے پاس مارنے کیلئے دوسرا پتھر موجود ہو۔ اگر بالفرض اس کے پاس کوئی پتھر نہ بچے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' اپنے ساتھی یا کسی حاجی سے مانگ لے' لوگوں کے پاس فالتو پتھر ہوتے ہیں جو وہ خوشی سے دے دیتے ہیں یہ بھی ایک قسم کا تعاون ہوتا ہے' جس کیلئے انسان کو خود بھی تیار

Marfat.com

رہنا چاہیئے' اور اگر فالتو پتھر ہوں تو دوسروں کو دے دینے چاہئیں۔

یاد رکھنے کی بات۔۔۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ نیچے گرے ہوئے پتھر اٹھانا ممنوع ہے' وہ مردود ہوتے ہیں' جس کی رمی قبول ہو جاتی ہے فرشتے ان کے پتھر لے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہاں کنکر دکھائی نہیں دیتے' وگرنہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ پتھر مارتے ہیں' چاہیئے کہ انبار لگ جائیں' مگر وہاں چھوٹے چھوٹے ڈھیر ہی نظر آتے ہیں' یہ اسلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے' جسے آج بھی بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔

ایک پتھر مارنے کے بعد دوسرا پتھر چٹکی میں دبا لے' پھر اسی طرح تکبیر پڑھے اور ہاتھ اتنا بلند کرے کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگے' اور پہلے کی طرح ستون کو نشانہ بنائے' اسی طرح باری باری سات کنکر مارے' یکبارگی سات پتھر مارنا منع ہے' اگر ایسا کیا تو وہ ایک ہی شمار ہو گا اسی طرح جوتے وغیرہ پھینکنا بھی ایک بے معنی سی حرکت ہے' اور ایک سنگین مذاق سے زیادہ نہیں' شیطان جوتوں سے نہیں' مسلمان کے ایمان و تقویٰ سے خوف زدہ ہوتا ہے اور لرزتا کانپتا ہے۔

10 تاریخ کو طلوع فجر سے سورج ڈھلنے تک رمی کرنا افضل و مسنون ہے۔

زوال یعنی سورج ڈھلنے سے لے کر' سورج ڈوبنے تک جائز اور مباح ہے۔

اور سورج ڈوبنے سے لے کر' صبح تک مکروہ ہے۔

اگر کوئی شخص بیمار' یا لاغر اور معذور ہو' چل کر جمرات تک نہ جا سکتا ہو تو اس کیلئے جائز ہے کہ کسی کو حکم دے وہ جا کر اس کی طرف سے رمی کر آئے اسے نائب بنانا کہتے ہیں' یہ جائز ہے۔

لیکن جو شخص نازک مزاج' اور ہجوم سے ڈرنے والا ہو' بوڑھا یا بچہ ہو

Marfat.com

یا عورتیں ہوں تو ان سب کیلئے جائز نہیں ہے کہ ہجوم کے خوف سے نائب مقرر کر کے بھیجیں اور خود خیموں میں بیٹھے رہیں' بلکہ ان کیلئے یہ حکم ہے کہ رات کو رمی کریں' کیونکہ اس وقت ہجوم کم ہوتا ہے بلکہ عورتوں کیلئے تو ہر حال میں افضل یہی ہے کہ رات ہی کو رمی کریں' تاکہ ان کا پردے کا اہتمام برقرار رہے۔

(2) قربانی

رمی جمرات کے بعد دوسرا اہم کام قربانی ہے' جو اللہ کے حضور میں شکرانے کے طور پر پیش کی جاتی ہے کہ اس نے حرمین کی حاضری کی توفیق بخشی اور بندے کو یہ موقعہ عطا کیا اور اعزاز بخشا کہ وہ آکر اس کے گھر کا طواف اور مقدس مقامات کی زیارت کرے' اور ان شعائرو آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھے جو اسلامی ورثہ اور تاریخی یادگار ہیں' جن کی دید سے ایمان کو بالیدگی' آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو فرحت نصیب ہوتی ہے۔

حج کی تین قسمیں ہیں:

(۱) افراد (۲) تمتع (۳) قران۔

جس شخص نے حج تمتع یا حج قران کیا ہو' یہ قربانی صرف اس پر واجب ہے' اور جس نے حج افراد کیا ہو' اس کیلئے مستحب ہے' اگر دے دے تو بہت اچھا ہے' اس پر واجب نہیں۔ ہم اگلے باب میں یہ بات تفصیل سے بیان کریں گے۔ جو لوگ اپنے شہر اور گھر میں مقیم ہوں' اور مالدار ہوں ان پر واجب ہے کہ وہ عید کے روز قربانی دیں' حج کے موقعہ پر دی جانے والی قربانی کا اس سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ امارت کی وجہ سے نہیں' بلکہ ہر غریب' امیر' مقیم' مسافر پر حج کی وجہ سے واجب ہوتی ہے' جس نے حج تمتع یا حج قران کیا ہو۔

Marfat.com

اگر انسان کو ذبح کرنے کا طریقہ آتا ہو تو خود ذبح کرنا افضل ہے' ورنہ کسی دوسرے کو حکم دے دے' اور ذبح کے وقت وہاں موجود رہے' اور یہ دعا پڑھے:

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذَالِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔

"میں نے ہر باطل سے کٹ کر' اپنا رخ اس معبود حقیقی کی طرف پھیرا' جس نے زمین و آسمان تخلیق فرمائے اور میں مشرک لوگوں میں سے بھی نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور قربانی' میری زندگی اور موت اللہ کیلئے ہے' جو تمام کائناتوں کا رب ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں' مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں۔

اے اللہ! میری یہ قربانی قبول فرما' جو صرف تیری رضا کیلئے پیش کر رہا ہوں' اور اس پر اجر بھی عطا فرما' یہ تیری ہی عطا تھی' جو تیری رضا کیلئے پیش کی بسم اللہ اللہ اکبر۔

جمرات سے مزدلفہ کی طرف جائیں' تو جہاں سے مزدلفہ کی حدود شروع ہوتی ہیں' وہاں "منحر" یعنی ذبح خانہ قائم کیا گیا ہے' اور اس قسم کا نظام بنا دیا گیا ہے' کہ خود ذبح کرنا یا اپنی آنکھوں کے سامنے ذبح کروانا ممکن ہی نہیں رہا اس لئے قربانی کی ایک صورت یہ ہے کہ بینک یا مدرسے والوں کو رقم دے دے' بینک یا مدرسے والے رقم لے کر رسید دے دیتے ہیں کہ ہم قربانی کر دیں گے' دوسری صورت یہ ہے کہ جانور خرید کر قصابوں کے حوالے کر دیتے ہیں' اور وہ اسے اندر ذبح خانے میں لے جاتے ہیں' جو

Marfat.com

کافی دور ہوتا ہے' اور کسی کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اندر جائے' اندر خانے کیا ہے' واللّٰہ اعلم بالصواب۔ اس عبادت کیلئے یقین و اعتماد کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اللہ دلوں کا حال جانتا ہے اور مجبوروں کو معاف فرمانے والا ہے۔ حاجی وہاں مضطرین کے حکم میں آتے ہیں۔

فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیہ ان اللّٰہ غفور رحیم ○

"پس جو شخص مجبور کر دیا گیا' اور وہ سرکش و باغی نہیں' تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور و مہربان ہے۔"

پہلے بتا دیا گیا ہے کہ جس شخص نے حج تمتع یا حج قران کیا ہو' اس پر یہ قربانی واجب ہے' بالفرض کسی کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ قربانی نہ دے سکتا ہو تو اس کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ حج کے مہینے میں وہیں (ملا کر یا جدا جدا کر کے) تین روزے رکھے' اور جب گھر آئے تو سات روزے یہاں آکر رکھے' یہ پورے دس روزے قربانی کے قائم مقام ہو جائیں گے۔

اگر کوئی شخص دسویں کو قربانی نہ دے سکے تو وہ گیارہ اور بارہ تاریخ کو دے لے' بارہ تاریخ کا سورج ڈوب جائے تو قربانی کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

(3) حلق و قصر

منیٰ شریف میں رمی جمرات' اور قربانی کے بعد دسویں تاریخ کو جو کام کرنا واجب ہے' وہ حلق یا قصر ہے' "حلق" استرے سے سر منڈانے کو کہتے ہیں' اور قصر کا مطلب ہوتا ہے' "بال کاٹنا"

اگر کوئی شخص حلق کرانا نہیں چاہتا' تو اس پر لازم ہے کہ سارے سر یا کم از کم' سر کے چوتھے حصے کے جو بال ہیں' وہ ایک پورے سے زیادہ کٹوائے اگر سر کے چوتھائی حصے سے کم یا ایک پورے سے کم بال کٹوائے گا تو ان کا

Marfat.com

کوئی اعتبار نہیں ہو گا' اگر اتنے سے بال کٹوا کر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے' تو دم لازم آئے گا' یعنی جرمانے کے طور پر ایک بکری ذبح کرنا ہو گی۔

اگر کسی کے بال ایک پورے سے کم ہوں تو اس کیلئے قصر جائز نہیں' وہ حلق ہی کرائے' اور اگر کسی کے سر پر بال ہی نہیں' تو بھی اس پر لازم ہے کہ خالی استرا پھرائے۔

حلق کراتے وقت قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھے' اور تکبیر تشریق کے علاوہ یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا هَدَانَا' وَ اَنْعَمَ عَلَيْنَا وَ قَضٰى عَنَّا نُسُكَنَا۔ اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ فَاجْعَلْ لِي بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ امْحُ عَنِّي سَيِّئَةً وَ ارْفَعْ لِي دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ الْعَالِيَةِ' اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي اِيْمَانًا وَ يَقِيْنًا۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِي فِي نَفْسِي وَ تَقَبَّلْ مِنِّي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَ الْمُحَلِّقِيْنَ وَ الْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ (آمین)

"اللہ کیلئے حمد و ستائش ہے جس نے ہمیں ہدایت کی دولت و نعمت سے نوازا' اور یہ عبادت مکمل کرنے کی توفیق دی' اے اللہ! میری پیشانی تیرے قبضہ وقدرت میں ہے' درخواست ہے کہ بروز قیامت میرے ہر بال کو نور بنا اور اس کے بدلے برائی مٹا اور جنت عالیہ میں درجات بلند فرما۔ اے اللہ! مجھے ایمان و یقین کا زاد راہ عطا کر' اور میری ذات میں خیر و برکت پیدا فرما اور یہ عبادت قبول کر۔ اے بے حد و حساب مغفرت فرمانے والے! مجھے اور حلق و قصر کرانے والے تمام لوگوں کو بھی بخش دے۔ (آمین)"

جب حجام حلق سے فارغ ہو جائے تو پھر تکبیر تشریق پڑھے۔

Marfat.com

حلق حدود حرم میں واجب ہے' اگر حدود حرم سے باہر حلق کرائے گا تو دم دینا پڑے گا' منی شریف حدود حرم میں ہے' اس میں حلق کرانا سنت بھی ہے' اگر یہاں حلق کرایا تو وجوب کی ادائیگی کے ساتھ سنت پر بھی عمل ہو جائے گا۔ اس لئے اگر ممکن ہو تو قربانی کے بعد منی ہی میں حلق یا قصر کرائے۔

قصر سے حلق افضل ہے' حضور ﷺ نے حلق کرانے والوں کے حق میں دعا فرمائی کہ اللّٰھم ارحم المحلقین اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔ جن لوگوں نے قصر کرایا تھا' ان کے دل میں بھی یہ آرزو پیدا ہوئی کہ حضور ﷺ سے دعا لیں' چنانچہ انہوں نے عرض کی: والمقصرین یعنی قصر کرانے والوں کیلئے بھی دعا فرما دیجئے کہ خدا تعالی ان پر بھی رحم فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر وہی پہلی دعا فرمائی' انہوں نے دوبارہ وہی عرض پیش کی' مگر نبی اکرم ﷺ نے ان کی عرضداشت نظرانداز کرکے پھر وہی دعا فرمائی کہ اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔

انہوں نے تیسری بار پھر اپنی بات دہرائی کہ والمقصرین' حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی یہ لفظ دہرا دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اصل دعا حلق کرانے والوں کیلئے ہے' قصر کرانے والے تو طفیلی ہیں۔

اس موقعہ پر حضور ﷺ نے بھی حلق ہی فرمایا' حجام کو بلا کر حکم دیا کہ حلق کرے۔ جو بال مبارک اترے وہ آپ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے تاکہ حاضرین میں تقسیم کردے۔

پھر حجام نے دوسری طرف کے بال اتارے تو آپ نے حکم دیا' یہ بھی لوگوں میں تقسیم کردے۔ اس طرح ایک ایک دو دو بال سب کے حصے میں آئے اور یہ خوش نصیب یہ دولت دارین اور نعمت لازوال پاکر نہال ہو گئے۔ یہ تبرک ان کے لئے دنیا جہاں سے زیادہ قیمتی تھا۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ان رسول اللہ ﷺ لما حلق راسہ کان ابو طلحہ اول من اخذ من شعرہ۔

(صحیح بخاری '۱:۲۹)

"جب حجام نے حضور ﷺ کے سر مبارک سے بال اتارے تو حضرت ابو طلحہ پہلے انسان تھے جنہوں نے وہ بال لئے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حصے میں بھی وہ بال مبارک آئے تھے' جب ان میں سے ایک بال مبارک حضرت ابن سیرین کو ملا تو ان کی خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ انہوں نے حضرت عبیدہ کو بتایا کہ میرے پاس ایک بال مبارک ہے' تو وہ آہ بھر کر بولے:

لا تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا و مافیھا۔

"اگر میرے پاس بھی ایک بال ہوتا تو وہ مجھے دنیا جہان سے زیادہ عزیز ہوتا۔"

بال مبارک اس کثرت سے اور عمومی صورت میں تقسیم کرنے میں یہ حکمت تھی کہ تبرکات کی صورت میں بھی حضور ﷺ کی یادگار قائم رہے اور اہل عشق ان کی زیارت ہی سے اپنے جذبات محبت کی تسکین کا سامان کرتے رہیں۔

(4) طواف زیارت

دسویں تاریخ کی چوتھی اہم ترین عبادت طواف زیارت ہے۔ انسان کو چاہئے کہ حلق کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن لے اور مکہ مکرمہ جائے۔ حرم شریف میں باب السلام سے داخل ہو یہ افضل ہے ورنہ کسی بھی دروازے سے داخل ہو سکتا ہے۔ اور پورے قواعد و ضوابط کے ساتھ طواف کرے۔

Marfat.com

طواف زیارت حج کا رکن ہے اس کی ادائیگی بہت ضروری ہے۔ اگر یہ رہ گیا تو حج نہیں ہوگا۔ چونکہ اس وقت حاجی نے سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوتے ہیں اس لئے اضطباع رہنے دے کیونکہ وہ ان کپڑوں میں نہیں ہو سکتا باقی تمام امور بجا لائے یعنی پہلے تین چکروں میں رمل کرے' چار چکروں میں معمول کے مطابق چلے پھر مقام ابراہیم پر آکر دو نفل ادا کرے پھر ملتزم کے ساتھ آکر چمٹے پھر آب زم زم پی کر استلام حجراسود کرے اور صفا و مروہ کی طرف آجائے اور سعی کرے۔ یہاں سے فارغ ہو کر پھر منیٰ شریف میں واپس آجائے اور یہ رات وہیں گزارے یہ سنت ہے اور یہ رات کسی اور جگہ گزارنا مکروہ ہے۔

طواف زیارت کے بقیہ مسائل ہم بعد میں لکھیں گے۔

منیٰ میں گیارہویں تاریخ کی مصروفیات

دسویں تاریخ کو چار کام کئے تھے۔

(۱) رمی (۲) قربانی (۳) حلق اور (۴) طواف زیارت۔

آج حاجی کے ذمے صرف ایک کام ہے یعنی رمی جمرات' دسویں تاریخ کو صرف جمرہ عقبہ کی رمی کرتے ہیں' وہ بھی زوال سے پہلے لیکن گیارہویں تاریخ کو تین جمرات کی رمی کرتے ہیں وہ بھی زوال کے بعد۔ اس لئے حاجی کو چاہئے کہ وہ زوال تک دیگر عبادات میں مصروف رہے اور ظہر کی نماز مسجد خیف میں ادا کرے کیونکہ وہ جمرات کے قریب ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر پہلے جمرہ اولیٰ کے پاس آئے اور ہر کنکر پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر سات کنکر مارے پھر بائیں طرف ہٹ کر کھڑا ہو جائے اور دیر تک ذکر و دعا اور استغفار و مناجات میں مصروف رہے اور تمام اہل خانہ' اہل وطن اور

Marfat.com

عالم اسلام کے لئے دعا کرے۔ حضور ﷺ نے اس موقع پر یہ دعا کی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَہُ الْحَاجّ۔

"اے اللہ! حج کرنے والے کو بھی بخش دے اور حاجی جس کے لئے استغفار کرے اسے بھی بخش دے۔"

جتنا زیادہ یہاں قیام کرے گا اور دیر لگائے گا اتنا ہی بہتر ہے۔

جمرہ اولیٰ سے فارغ ہو کر جمرہ وسطیٰ پر آجائے اور وہاں جا کر بھی اسی طرح رمی کرے اور ایک طرف ہٹ کر دیر تک دعا کرے۔

اس کے بعد جمرہ عقبہ پر آئے اور اسے رمی کر کے وہاں نہ رکے اور دعائیں پڑھتا ہوا اپنے ڈیرے پر منیٰ شریف میں آجائے۔ اگر کوئی شخص دسویں تاریخ کو کسی وجہ سے طواف زیارت نہ کر سکا ہو تو وہ آج جا کر کرلے اور پھر واپس منیٰ آجائے اور یہ رات بھی منیٰ ہی میں گزارے۔

بارہویں تاریخ کی مصروفیات

بارہویں تاریخ کی اہم ترین مصروفیت بھی رمی ہے۔ اس روز بھی کل گذشتہ کی طرح تینوں جمرات کو ترتیب وار رمی کرے۔

یاد رکھیں گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو زوال سے غروب آفتاب تک رمی مسنون وافضل ہے اور رات کو مکروہ ہے لیکن عورتوں کے لئے رات کو افضل ہے۔ کمزور بچے اور معذور لوگ بھی رات کو رمی کر سکتے ہیں۔

اگر کسی کا طواف زیارت رہ گیا ہو تو وہ بھی آج یعنی بارہ تاریخ کا سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے کر سکتا ہے مگر دسویں تاریخ کو کرنا افضل ہے۔

Marfat.com

بارہویں تاریخ کے بعد

بارہویں کی رمی کے بعد حاجی کی مصروفیات ختم ہو گئیں' آداب وضوابط کے ساتھ حج مکمل ہو گیا۔ ان ہی مقامات پر قیام اور مناسک وارکان کی ادائیگی اور انبیاء واولیاء کی پیروی واتباع میں ان کی پر خلوص یادیں قائم رکھنے کا نام حج تھا جو اللہ کے حکم اور اس کے نبی پاک ﷺ کی سنت اور ہدایات کے مطابق اس نے ادا کیا۔ اللہ کا شکر ادا کرے جس نے اپنے محبوبوں کی بستی میں ان ہی جیسے افعال واعمال کر کے محبوبوں کے غلاموں اور باندیوں کی فہرست میں نام لکھانے کی توفیق بخشی اور استطاعت وصحت ودولت عطا فرمائی کہ یہ مقدس سفر کر سکے۔ یقین کرے کہ اسے اتنی بڑی سعادت نصیب ہوئی ہے جس کی عظمت وفضیلت کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کی قدر وقیمت کا پتہ اسے آخرت میں چلے گا جب اسے اس حج مبرور کا اجر وثواب عطا کیا جائے گا اور خلعت محبوبیت سے نوازا جائے گا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

بارہویں تاریخ کو حاجی واپس مکہ مکرمہ جا سکتا ہے لیکن اگر وہ کسی وجہ سے نہ جا سکے اور بارہویں کا سورج منیٰ ہی میں غروب ہو جائے تو پھر اس کا منیٰ سے نکلنا مناسب نہیں رات منیٰ میں ہی گزارے۔

اگر فجر بھی منیٰ شریف میں ہو جائے تو تیرہویں کی رمی بھی واجب ہو جاتی ہے۔ وہ زوال تک انتظار کرے اور زوال کے بعد مسنون وقت میں رمی کر کے واپس مکہ مکرمہ جائے۔

عورتیں اور کمزور لوگ زوال سے پہلے بھی رمی کر سکتے ہیں۔

اب واپس مکہ مکرمہ آکر اپنے اوقات خصوصی عبادات کے لئے مختص کر دے' کبھی نفلی طواف کرے اور کبھی عمرہ کرے کیونکہ یہ وہ عبادات ہیں جو

Marfat.com

وہ اپنے ملک میں نہیں کر سکتا اس لئے اپنے اوقات ضائع کرنے کی بجائے ان کاموں میں صرف کرے۔

اسی لئے ہم عمرہ کرنے کا طریقہ لکھتے ہیں۔

نفلی عمرہ کرنے کا طریقہ

حج سے فراغت کے بعد حاجی کو کئی روز تک مکہ مکرمہ ٹھہرنا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اس قیام اور وقت کو غنیمت جانے' اور ہر روز ایک عمرہ کرنے کی کوشش کرے' اس مقصد کیلئے رات کا وقت بہت موزوں رہتا ہے۔ دن کو سخت گرمی ہوتی ہے' لیکن رات بہت ٹھنڈی ہو جاتی ہے' عشاء کی نماز پڑھ کر انسان دو' ڈھائی گھنٹے کیلئے سو جائے' تو تازہ دم ہو جاتا ہے۔ اور پھر دو تین گھنٹوں میں عمرہ کر کے فارغ ہو جاتا ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ:

غسل وغیرہ کر کے احرام باندھ کر' تاریخی یادگار "مولد النبی" پر آجائے۔ آجکل وہاں لائبریری قائم ہے اور باہر "وزارۃ الحج والاوقاف" کا بورڈ لگا ہوا ہے وہاں سے ویگنیں اور بسیں چلتی ہیں جو مسجد تنعیم تک لے جاتی ہیں وہاں غسل' وضو کا بہت وسیع انتظام ہے چاہے تو وہاں غسل یا وضو کرلے اور مسجد میں آکر احرام کا کپڑا سر پر لے کر دو نفل پڑھے' پہلی رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللّٰہ احد شریف پڑھے' سلام پھیر کر' سر سے کپڑا ہٹادے اور عمرہ کی نیت کرے اور تلبیہ پڑھے' پھر درود شریف پڑھے اب وہ محرم ہو گیا ہے' بس میں بیٹھ کر یا پیدل یا جیسے مناسب سمجھے' حرم شریف میں آجائے' اور حجر اسود کا استلام کر کے کعبہ شریف کا ہدایات کے مطابق رمل واضطباع کے ساتھ طواف کرے' یہ

Marfat.com

تمام باتیں اور ترکیبیں پہلے لکھی جاچکی ہیں' دوبارہ پڑھ لیں۔

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراھیم پر آئے وہاں جگہ نہ ہو' تو حطیم میں' مطاف میں یا مسجد میں جہاں بھی جگہ ملے دو نفل ادا کرے' پھر ملتزم کے ساتھ چمٹے اور پھر آب زمزم پر آجائے' اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیئے اس کے بعد حجر اسود کا استلام کر کے صفا اور مروہ پر آئے اور سعی کرے' اس کے بعد مسجد میں آکر دو نفل پڑھے اور اپنا سر منڈائے' ظاہر ہے حج کر چکا ہے اس کے سر پر بال نہیں ہوں گے' اس لئے صرف استرا پھرائے۔ اس طرح اس کا عمرہ مکمل ہو جائے گا' اب احرام کھول دے۔ انہی افعال کا نام عمرہ ہے۔

OOOOOOO

Marfat.com

طواف کی اہمیت

طواف ' حج کا اہم ترین رکن ہے ' اس کے بغیر حج ہی نہیں ہوتا ' اس لئے ضروری ہے کہ ایک حاجی طواف کی ضروری اقسام سے آگاہ ہو ' تاکہ طواف کے مسائل و تفصیلات آسانی سے سمجھ سکے اور حج کے دوران اسے پتہ ہو کہ وہ کونسا طواف کر رہا ہے ' اس لئے ہم اس کی ضروری قسمیں بیان کرتے ہیں۔

طواف کی اقسام

طواف کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) طواف قدوم (۲) طواف زیارت (۳) طواف عمرہ

(۴) طواف رخصت (۵) طواف تحیۃ المسجد۔

(1) طواف قدوم

قدوم کا مطلب ہوتا ہے "آنا"۔ جب انسان کسی عظیم بارگاہ میں حاضری دیتا ہے تو پہلے سلام پیش کرتا ہے اور اپنی آمد سے آگاہ کرتا ہے ' دوسری لفظوں میں اپنی حاضری لگواتا ہے۔

طواف قدوم بھی ایک قسم کی سلامی اور حاضری ہے ' گویا بندہ حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ کہ مالک! میں آگیا ہوں ' میری حاضری قبول فرما ' اور اپنے نیک بندوں کی فہرست میں میرا نام درج فرما اور ان لوگوں میں سے کر ' جو تیرے فرمانبردار ' اور پسندیدہ ہیں ' یہ طواف سنت ہے ' اس کے بارے میں دو باتیں یاد رکھیں۔

(۱) اس میں رمل و اضطباع نہیں کیا جاتا۔

Marfat.com

(۲) اس میں صفا مروہ کی سعی بھی نہیں کی جاتی۔

نوٹ: اس کے بارے میں ایک اور بات بھی پہلے ہی سے یاد رکھ لیں' کہ اگر انسان طواف قدوم میں رمل اور سعی کرلے تو طواف زیارت میں' اسے رمل اور سعی کی ضرورت نہیں رہتی۔

(2) طواف زیارت

طواف زیارت' اس طواف کو کہتے ہیں' جو ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی اور قربانی اور حلق کے بعد کیا جاتا ہے' یہ طواف فرض ہے۔ اور حج کا رکن اعظم ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔

اس کے بارے میں تین باتیں یار رکھیں کہ:

(۱) اس میں اضطباع نہیں کیونکہ حاجی عام کپڑوں میں ملبوس ہوتا ہے۔ اضطباع ممکن ہی نہیں۔

(۲) اس میں رمل نہیں کیونکہ ہجوم بہت زیادہ ہوتا ہے اگر ممکن ہو تو کر لے۔

(۳) اس میں صفا مروہ کی سعی ہے۔

نوٹ! اس کے بارے میں یہ بات بھی یار رکھیں کہ:

رمل اور اگر حالت احرام میں ہو تو اضطباع اور اس کے بعد سعی کرے۔

اگر کوئی شخص پہلے ہی سے طواف قدوم میں یا نفلی طواف میں رمل اور سعی کر لے تو پھر اسے طواف زیارت میں رمل واضطباع اور سعی کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ سادہ طواف کرکے ہی فارغ ہو جاتا ہے۔

یہ طواف دسویں تاریخ کو کرنا افضل ہے' اگر کسی وجہ سے رہ جائے تو گیارہ

Marfat.com

تاریخ کو کرنا بھی جائز ہے اگر گیارہ کو بھی رہ جائے تو بارہ کو کرنا بھی جائز ہے مگر حاجی کو یہ بات یاد رکھ لینی چاہیے کہ بارہ تاریخ کے غروب آفتاب کیساتھ ہی اسکا وقت ختم ہو جاتا ہے اور پھر دم دینا پڑتا ہے۔ گویا طواف زیارت کیلئے صرف تین دن مخصوص ہیں' اسلئے بہرصورت بارہ تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے اسے ادا کرلینا ضروری ہے۔

اس طواف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب تک یہ طواف نہ کیا جائے اپنی بیوی حلال نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کی ادائیگی میں سستی خود پر ظلم کرنا ہے۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ طواف' 10 تاریخ کو ہی ادا ہو جائے۔

قرآن پاک میں ہے۔

ولیطوفوا بالبیت العتیق O

"اور لوگوں کو چاہیئے کہ وہ قدیم گھر کا طواف کریں۔"

اس سے مراد یہی طواف زیارت ہے۔ طواف زیارت کے موقعہ پر عورت کو طبعی عارضہ پیش آجائے تو وہ طواف نہ کرے' باقی تمام مناسک ادا کرتی رہے۔ مثلاً: گیارہ اور بارہ کو رمی جمرات کرے' جب پاک ہو جائے تو نہا دھو کر پھر طواف زیارت کرے' وہ گناہ گار نہیں ہوگی اور نہ ہی دم دینا پڑے گا خواہ بارہ تاریخ کے بعد کرے۔

(3) طواف عمرہ

پہلے بتا دیا گیا ہے کہ چار کام کرنے کا نام عمرہ ہے۔

(۱) انسان میقات پر احرام باندھے۔

(۲) حرم شریف میں آکر طواف کرے۔

(۳) صفا مروہ کے درمیان سعی کرے۔

Marfat.com

(۴) حلق یا تقصیر کرے یعنی سر منڈائے یا بال کٹوائے۔
عمرہ کیلئے جو طواف کیا جاتا ہے اسے طواف عمرہ کہتے ہیں۔
یہ طواف واجب اور عمرے کا رکن ہے اس کے بغیر عمرہ نہیں ہوتا۔
اس کے بارے میں دو باتیں یاد رکھنا ضروری ہیں۔
(۱) اس میں رمل و اضطباع کیا جاتا ہے۔
(۲) اس میں صفا مروہ کی سعی بھی کی جاتی ہے۔

(4) طواف وداع یا رخصت

جب حاجی تمام مناسک و ارکان حج سے فارغ ہو کر' وطن واپس آنے کیلئے تیار ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ حرم شریف میں حاضر ہو کر کعبہ شریف کا رمل و اضطباع کے بغیر سادہ طواف کرے' پھر ملتزم کے ساتھ چمٹ کر خوب روئے' اور جدائی کا تصور کر کے آہیں بھرے' آنسو بہائے' دیوار کعبہ پر اپنا دایاں رخسار رکھ کر بے قراری کا مظاہرہ کرے' یعنی خود پر وہ کیفیت طاری کرے جو محبوب سے بچھڑنے کے وقت ہوتی ہے' یہی کیفیت سوز و گداز میں ڈھل جائے گی اور انشاء اللہ حال بن جائے گی اور سیرت و کردار اور فکر و عمل میں انقلاب برپا کر دے گی۔
یہ طواف اس حاجی پر واجب ہے جو مکہ مکرمہ کا رہنے والا نہ ہو بلکہ باہر سے آیا ہو' اہل مکہ پر یہ طواف واجب نہیں ہے۔ اسی طرح جو شخص صرف عمرہ کرنے کیلئے آیا ہو اس پر بھی واجب نہیں۔
اس طواف کے بارے میں دو باتیں یاد رکھیں
(۱) اس میں رمل و اضطباع نہیں ہوتا۔
(۲) اس میں صفا مروہ کی سعی بھی نہیں ہوتی۔
اگر ہو سکے تو اس طواف کے دوران یہ دعائیں پڑھے۔

Marfat.com

(۱) اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ مَغْفِرَتِكَ وَ يَرْجُو رَحْمَتَكَ

"یا اللہ! سائل' تیرے در پر حاضر ہے' تیرے فضل و کرم اور مغفرت کا سوال کرتا ہے' اور تیری رحمت کا امیدوار ہے۔"

(۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ' اَللّٰهُمَّ فَكَمَا هَدَيْتَنَا لِهٰذَا فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا وَ لَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَ ارْزُقْنِیَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

"تمام تعریف ستائش کا مستحق وہ اللہ ہے' جس نے ہمیں اپنے گھر کا راستہ دکھایا' اگر وہ ہمیں یہ راستہ نہ دکھاتا' تو ہم کبھی بھی اس گھر تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اے اللہ! جس طرح تو نے ہمیں یہاں تک پہنچایا ہے اب ہمارا آنا بھی قبول فرما۔ یہ ہمارا آخری دیدار نہ ہو' اس مقدس گھر تک دوبارہ آنا نصیب فرما' یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔"

طواف تحیۃ المسجد

انسان کسی مسجد میں داخل ہو' اور نوافل کا وقت ہو تو مستحب صورت یہ ہے کہ وہ دو نفل ادا کرلے' انہیں نوافل تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔

مسجد حرام میں نفل نماز کے قائم مقام "طواف" ہے اس لئے اگر کوئی شخص مسجد حرام میں داخل ہو' اور اس کے ذمے کوئی طواف لازم نہ ہو تو نوافل پڑھنے کی بجائے وہ طواف کرے' یہ طواف ہی تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو گا۔

Marfat.com

اور اگر اس کے ذمہ کوئی طواف ہو مثلاً وہ عمرہ کرنے کیلئے آیا ہو اور پہلی مرتبہ مسجد میں داخل ہو رہا ہو' تو اس پر طواف عمرہ لازم ہوتا ہے' اسے چاہیے کہ پہلے طواف عمرہ کرے' یہی طواف تحیہ المسجد کے قائم مقام بھی ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر وہ مسجد میں داخل ہو اور فرض نماز کھڑی ہو جائے تو طواف تحیہ المسجد کی بجائے پہلے نماز ادا کرے۔

طواف کی اقسام سمجھ لینے کے بعد اب آپ حج کی اقسام سمجھیں۔

OOOOOOO

Marfat.com

حج کی اقسام

حج کی تین قسمیں ہیں:
(۱)۔ حجِ اِفْرَادْ (۲)۔ حج تمتع (۳)۔ حج قرآن

1۔ حج افراد

حج افْراد یہ ہے کہ انسان میقات سے صرف حج کا احرام باندھے اس میں عمرے کو شامل نہ کرے گویا ایک احرام سے صرف حج کرنے کا نام حج افراد ہے۔ ایسے حاجی کو "مُفْرِدْ" کہتے ہیں۔

اسے چاہیے کہ احرام کے ساتھ حرم شریف میں داخل ہو' اور سادہ طواف کرے۔

(۱)۔ مفرد حاجی کا یہ پہلا طواف طواف قدوم ہوتا ہے جس میں رمل واضطباع اور سعی نہیں ہوتی۔

(۲)۔ مفرد حاجی اگر اس طواف قدوم یا کسی نفلی طواف میں رمل' اضطباع اور اس کے بعد سعی کرلے تو پھر اسے دس تاریخ کو طواف زیارت میں رمل وسعی کی ضرورت نہیں رہتی۔

نوٹ: مفرد حاجی' طواف قدوم کے بعد مسلسل احرام میں رہے' یہاں تک کہ منیٰ' عرفات' اور مزدلفہ کے وقوف کے بعد رمی جمرات اور قربانی کے بعد حلق کرالے' یعنی دسویں تاریخ کو حلق کرانے کے بعد احرام کھولے۔

2۔ حج تمتع

حج تمتع یہ ہے کہ انسان میقات پر صرف عمرے کا احرام باندھے اور حرم شریف میں آکر طواف کرے' اس کا یہ طواف' طواف عمرہ ہوگا جس میں

Marfat.com

رمل واضطباع اور اس کے بعد صفا مروہ کی سعی بھی ہے۔

اس کے بعد حلق کرا کے احرام کھول دے' اب اس کا عمرہ مکمل ہو گیا' اور وہ محرم نہ رہا' اس پر احرام کی پابندیاں بھی ختم ہو گئیں وہ بے شک سلے ہوئے کپڑے پہن کر دیگر عبادات میں مصروف رہے' ناخن تراشے بال کٹوائے سر پر کپڑا لے اور جو مرضی کرے اسے اجازت ہے' یہ اجازت دوبارہ حج کا احرام باندھنے تک قائم رہتی ہے۔

اسے چاہیے کہ وہ آٹھ ذی الحجہ کو یا اگر چاہے تو اس سے پہلے حج کیلئے احرام باندھے' اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سرزمین حرم میں جہاں بھی ہو وہاں غسل وغیرہ کر کے احرام باندھ کر حج کی نیت کرے اگر مکہ میں ہو تو زیادہ مناسب یہ ہے کہ گھر سے احرام باندھ کر حرم شریف میں چلا جائے۔ اگر حطیم شریف میں جگہ ملے تو بہتر و گرنہ مسجد میں دو نفل بدستور سر ڈھانپ کر پڑھے سلام پھیرنے کے بعد سر سے کپڑا ہٹا دے' اور حج کی نیت کرے' تلبیہ اور درود شریف پڑھے (یہ سب باتیں پہلے لکھی جا چکی ہیں) اب وہ پھر محرم ہو گیا۔ اسے چاہیئے کہ دیگر حجاج کے ہمراہ منی شریف جائے پھر عرفات و مزدلفہ کا وقوف کرے پھر منیٰ میں جمرہ عقبہ کی رمی اور قربانی کرے' حلق کرائے اور پھر احرام کھول کر طواف زیارت کرے۔

حج تمتع کرنے والا حاجی عمرہ کر کے احرام کھول دیتا ہے اس لئے اس پر طواف قدوم نہیں ہوتا' وہ جو حرم شریف میں آکر سب سے پہلا طواف کرتا ہے وہ طواف عمرہ ہوتا ہے۔

اس لئے اگر وہ عمرہ سے فارغ ہو کر کسی نفلی طواف میں رمل اور اگر احرام میں ہے تو اضطباع اور پھر سعی کر لے تو اسے طواف زیارت میں رمل واضطباع اور سعی کی ضرورت نہیں رہتی۔

تمتع کا مطلب ہوتا ہے فائدہ اٹھانا۔ چونکہ حج تمتع کرنے والا' عمرہ کر کے

Marfat.com

احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور دنیاوی فائدے اٹھاتا ہے' اور پھر حج کا احرام باندھتا ہے اس لئے اسے حج تمتع کہتے ہیں اور جو ایسا حج کرنے والا ہو اسے متمتع کہتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حج تمتع وہ ہوتا ہے جس میں انسان پہلے عمرے کا احرام باندھے پھر عمرہ کرکے احرام کھول دے' پھر آٹھ ذی الحجہ کو یا اگر چاہے تو اس تاریخ سے پہلے دوسرا احرام باندھے' جو حج کے لئے ہو' جس احرام کے ساتھ وہ منیٰ' عرفات اور مزدلفہ جائے پھر جمرہ عقبہ کی رمی' قربانی کرے اور حلق کرائے اس کے بعد باقی حجاج کے ساتھ وہ بھی احرام کھول دے۔

3۔ حج قران

حج قران یہ ہے کہ انسان میقات سے بیک وقت حج اور عمرے کا احرام باندھے اور ایک ہی احرام سے دونوں کو ادا کرنے کی نیت کرے' ایسے حاجی کو "قارن" کہتے ہیں۔

قران کا مطلب ہوتا ہے ملانا' اور قارن کا مطلب ہوتا ہے "ملانے والا" چونکہ حج قران کرنے والا حج اور عمرہ کو ملانے کی نیت کرتا ہے' اس لئے اسے قارن کہتے ہیں۔

قارن کو چاہیے کہ حرم شریف میں آکر پہلا طواف کرے' یہ طواف عمرہ ہوگا اس میں رمل واضطباع کرے' پھر استلام حجر اسود کرکے صفا مروہ پر آئے اور سعی کرے' مگر حلق نہ کروائے' بلکہ بدستور محرم رہے پھر جب موقعہ ملے تو طواف قدوم کرلے یہاں تک کہ وقوف عرفات و مزدلفہ اور رمی جمرہ عقبہ اور قربانی کے بعد حلق کرائے' اس کے بعد طواف زیارت کرے' اس طواف میں اگر ممکن ہو تو رمل کرے۔ اگر ہجوم کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو رہنے دے' اس کے بعد صفا مروہ کی سعی کرے۔

Marfat.com

(۱) اگر قارن حاجی طواف عمرہ کے بعد، طواف قدوم یا کسی نفلی طواف میں رمل واضطباع اور صفا مروہ کی سعی کر چکا ہو تو پھر اسے طواف زیارت میں رمل اور سعی کی ضرورت نہیں رہتی۔

نوٹ

آپ اس کتاب کے ابتدائی ابواب، مقامات حج اور مناسک حج پڑھنے کے بعد طواف کی اقسام اور حج کی اقسام دو تین بار پڑھیں، حج کا پورا نقشہ آپ کے ذہن میں آجائے گا اور انشاء اللہ کوئی ایسی چیز نہیں بچے گی جو ضروری ہو اور آپ کو معلوم نہ ہو۔

پھر بھی مزید سہولت کیلئے ہم کچھ ضروری اصطلاحات اور حج کا مختصر طریقہ لکھ دیتے ہیں، یہ ایک قسم کا خلاصہ ہوگا جو آپ کے ذہن میں ہر نقش کو تازہ کر دے گا، کوئی الجھن پیدا ہو تو ابتدائی صفحات پڑھ لیں ہر چیز واضح ہو جائے گی، حجاج کرام کی آسانی کیلئے یہ کتاب اتنی محنت سے تیار کی گئی ہے جس کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے، انشاء اللہ پڑھنے کے بعد اس کی قدر و قیمت سے آگاہ ہو جائیں گے۔

اے شاکر و علیم اللہ! تو بھی اسے قبول فرما اور احباب حجاج کیلئے اسے مفید بنا (آمین)

OOOOOOO

Marfat.com

چند ضروری معلومات و اصطلاحات

یہ چند ضروری باتیں یکجا ذکر کر رہے ہیں تاکہ آپ کو آسانی سے یاد ہو سکیں اور حج کا طریقہ سمجھنے میں مزید سہولت پیدا ہو' ان اصطلاحات کو سمجھ لینے کے بعد آپ باقی باتیں اشاروں میں سمجھ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔

(1)۔ احرام

حاجی کے خاص لباس کو احرام کہتے ہیں۔ اس میں ایک چادر تہہ بند کے طور پر باندھنے' اور دوسری بدن پر اوڑھنے کیلئے ہوتی ہے۔ جب حاجی یہ لباس پہن لے تو اسے "محرم" کہتے ہیں۔ صرف چادریں اوڑھ لینے سے وہ محرم نہیں ہو جاتا بلکہ محرم ہونے کیلئے دو امور کا ہونا ضروری ہے:

(۱)۔ نیت (۲)۔ تلبیہ

(۱) نیت کا مطلب ہے کہ احرام کی چادریں اوڑھ کر حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کرے یعنی یہ کہے کہ میں نے حج کیلئے یا عمرہ کیلئے یا دونوں کیلئے یہ احرام باندھا ہے۔

نوٹ: نیت کرنے کا طریقہ اور احرام باندھے کے بعد انسان پر جو پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ وہ پچھلے باب "مناسک حج" میں تفصیل سے لکھ دی گئی ہیں' وہاں پڑھ لیں۔

(2)۔ تلبیہ' لبیک پڑھنے کو کہتے ہیں۔

(2)۔ تلبیہ

(۱)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من محرم یضحی یومه یلبی حتی تغیب الشمس الا غابت ذنوبه فعاد کما ولدته امه۔

Marfat.com

"جب کوئی محرم سارا دن تلبیہ پڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کے گناہ بھی ڈوب جاتے ہیں پس وہ ہو جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے ابھی جنا ہو۔"

(۲)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مااھل مھل الا بشر و ما کبر مکبر الا بشر قیل یا نبی اللّٰہ بالجنۃ' قال نعم۔

"جب کوئی محرم تلبیہ پڑھتا ہے' یا تکبیر پڑھنے والا تکبیر پڑھتا ہے تو اسے خوشخبری دی جاتی ہے۔ عرض کی گئی' یا رسول اللہ! جنت کی؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔"

تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّیک اَللّٰھُمَّ لَبَّیک' لَبَّیک لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیک۔
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْک' لَاشَرِیْکَ لَکْ۔

محرم کے حق میں اہم ترین ذکر' تلبیہ ہی ہے۔ اسے چاہیے کہ اس کی خوب کثرت کرے۔

محرم حضرات کب تک اسے پڑھتے رہیں گے' ان کیلئے احکام یہ ہیں:۔

(۱)۔ جس شخص نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اس کیلئے حکم یہ ہے کہ جب حجر اسود کا بوسہ لینے لگے تو تلبیہ ترک کر دے' اس سے پہلے جگہ جگہ کثرت سے پڑھتا رہے۔

(۲)۔ حج تمتع کرنے والے کا پہلا احرام بھی چونکہ عمرے کا ہوتا ہے اس لئے اس کے واسطے بھی یہی حکم ہے کہ حجر اسود کا بوسہ لینے تک تلبیہ پڑھتا رہے۔

Marfat.com

(۳)۔ مفرد اور قارن حاجی حضرات نے چونکہ حج کا احرام باندھا ہوتا ہے اس لئے ان کا تلبیہ جاری رہتا ہے' انہیں چاہیے کہ منیٰ شریف میں جب وہ عید کے روز "جمرہ عقبہ" کی رمی کرنے لگیں تو اس وقت تلبیہ ترک کر دیں۔

(3)۔ تکبیر تشریق

جب حاجی حضرات منیٰ شریف میں مقیم ہوں تو انہیں چاہیے کہ نویں تاریخ کی فجر سے لیکر تیرھویں کی عصر تک ہر فرض باجماعت نماز کے بعد یہ تکبیر بھی پڑھیں۔ اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَر' اَللّٰہُ اَکْبَر' لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَر' اَللّٰہُ اَکْبَر وَ لِلّٰہِ الْحَمْد۔

(4)۔ استلام

حجر اسود کو چومنے یا ہاتھ لگانے یا اسکی طرف اشارہ کرنے کا نام استلام ہے۔

(۱)۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ اسے چومنے کی کوشش کرے۔

(۲)۔ اگر ہجوم زیادہ ہو تو دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ اس پر رکھ کر اپنی ہتھیلیاں چوم لے۔

(۳)۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف ایک ہاتھ لگا کر اسے چوم لے۔

(۴)۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو چھڑی لگا کر اسے ہی چوم لے' اگر یہ بھی ممکن نہ ہو' تو کالی پٹی پر کھڑے ہو کر' دونوں ہتھیلیاں اس کی طرف پھیلا کر اشارہ کرے اور ہتھیلیاں چوم لے۔ ان تمام صورتوں کو استلام کرنا کہتے ہیں اور یہ سب جائز ہیں۔

نوٹ: رکن یمانی کے استلام کی ایک ہی صورت ہے' اگر ممکن ہو تو اس کو دونوں ہاتھ لگائے اگر یہ ممکن نہ ہو تو صرف دایاں ہاتھ لگائے۔

Marfat.com

اگر ہجوم زیادہ ہو تو دعا پڑھتا ہوا ویسے ہی گزر جائے' حجر اسود کی طرح اس کی طرف اشارہ نہ کرے' ایسا اشارہ صرف حجر اسود کیلئے ہے' اگر رکن یمانی کو ہاتھ لگانے اور وہاں کھڑے ہو کر دعا کرنے کی خواہش ہو تو وہ طواف کے بعد پوری کر لے۔

دوران طواف اپنا چہرہ اور سینہ کعبہ شریف کی طرف نہ ہونے دے۔

(5)۔ اضطباع

اضطباع کا مطلب یہ ہے کہ انسان طواف کے وقت احرام کی چادر دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اور دائیاں کندھا ننگا کر لے۔

طواف کی قسمیں پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔ اضطباع کا حکم صرف طواف عمرہ کے لئے ہے طواف قدوم اور نفلی طواف کیلئے نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص طواف قدوم یا نفلی طواف میں رمل اور اس کے بعد صفا مروہ کی سعی اس نیت سے کرے کہ اس طواف زیارت میں رمل و سعی نہ کرنی پڑے تو اس کے لئے اضطباع ضروری ہے' بشرطیکہ احرام میں ہو' کیونکہ عام لباس میں اضطباع ممکن نہیں۔

نوٹ: حج تمتع کرنے والا پہلے صرف عمرے کا احرام باندھ کر آتا ہے۔ اس لئے اس کا پہلا طواف' طواف عمرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح قارن حاجی' حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر آتا ہے اس لئے اس کا پہلا طواف بھی طواف عمرہ ہوتا ہے' اسی طرح جو شخص صرف عمرے کا احرام باندھ کر آئے اس کا پہلا طواف بھی طواف عمرہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان تمام طواف کرنے والوں کو چاہیے کہ طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع کر لیں۔

Marfat.com

(6) رمل

رمل کا مطلب ہوتا ہے دوڑنا' جن لوگوں کو طواف سے پہلے اضطباع کا حکم ہے ان کیلئے دوسرا حکم یہ بھی ہے کہ وہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل بھی کریں۔

طواف قدوم اور نفلی طواف میں رمل کا حکم نہیں ہے۔

جب اضطباع کرکے طواف کرنے والا شخص طواف سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اپنا کندھا ڈھانپ لے ہر وقت ننگے کندھے کے ساتھ گھومنا ناجائز اور تہذیب کے خلاف ہے۔

ایک خاص بات یاد رکھیں رمل و اضطباع صفا و مروہ کی سعی کے تابع ہے۔ جس طواف کے بعد سعی کرنا مقصود ہو' رمل و اضطباع بھی اسی طواف میں کیا جاتا ہے۔

نوٹ: طواف زیارت کے بعد اگرچہ سعی کی جاتی ہے مگر اس طواف میں اضطباع نہیں' کیونکہ حاجی احرام میں نہیں ہوتا' ہجوم کی وجہ سے اس میں رمل بھی معاف ہے اگر ممکن ہو تو کرلے۔

Marfat.com

حج کرنے کا طریقہ بصورت خلاصہ

حج افراد، حج تمتع، اور حج قران یعنی حج کی تینوں اقسام کے بہت سے احکام مشترک اور کچھ مختلف ہیں ہم ترتیب وار لکھتے ہیں آپ جس قسم کا حج کرنا چاہتے ہیں وہ ذہن نشین کرلیں۔

مفرد حاجی، متمتع حاجی، اور قارن حاجی، یعنی ہر قسم کا حج کرنے والے حاجی کو چاہیے۔

(۱)۔ سب سے پہلے میقات پر احرام باندھے اگر ہوائی جہاز کے ذریعے آرہا ہو تو احتیاطاً اپنے وطن ہی میں یا پھر جدہ شریف میں اترنے سے ایک گھنٹہ پہلے جہاز ہی میں احرام باندھ لے پھر سر ڈھانپ کر دو نفل پڑھے سلام پھیر کر سر سے کپڑا اٹھالے۔

(۱)۔ مفرد ہے تو یہ نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِی وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّی وَ اَعِنِّی عَلَیْہِ وَ بَارِکْ لِی فِیْہِ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَ اَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

اگر متمتع ہو تو یہ نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِی وَ تَقَبَّلْھَا مِنِّی وَ اَعِنِّی عَلَیْھَا وَ بَارِکْ لِی فِیْھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَ اَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

نوٹ: مکہ مکرمہ پہنچ کر جب وہ عمرہ کر چکے اور آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنے کا موقعہ آئے تو وہ نیت کرے جو اوپر مفرد کے لئے مذکور ہوئی۔

(۳)۔ اگر قارن ہو تو یہ نیت کرے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِی وَ تَقَبَّلْھُمَا مِنِّی وَ اَعِنِّی عَلَیْھِمَا وَ بَارِکْ لِی فِیْھِمَا نَوَیْتُ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَۃَ وَ اَحْرَمْتُ بِھِمَا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

Marfat.com

نیت کے بعد ہر حاجی تلبیہ تین بار اور درود شریف تین بار پڑھے اس کے بعد ایک بار یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ رِضَاكَ وَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ النَّارِ

جب مکہ مکرمہ پہنچے تو کوشش کرے کہ باب السلام سے مسجد شریف میں داخل ہو جب کعبہ شریف پر نظر پڑے تو یہ پڑھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَر ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ

اگر حاجی قارن اور متمتع ہے تو کالی پٹی کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی اضطباع کرلے مفرد کو اضطباع کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا طواف' طواف قدوم ہے پھر ہر قسم کا حاجی کالی پٹی پر آتے ہی حجر اسود کی طرف منہ کرکے کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے اور پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَر وَ لِلّٰهِ الْحَمْد۔

اور ہاتھ گرادے پھر ہاتھ پھیلا کر اسکی طرف اشارہ کرے اور ہتھیلیاں چوم کر طواف میں مشغول ہو' اور پہلے تین چکروں میں رمل کرے' آخری چار چکروں میں نہیں۔

نوٹ: مفرد کو رمل کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا یہ طواف قدوم ہے' طواف سے فارغ ہو کر ہر قسم کے حاجی مقام ابراھیم پر دو رکعت ادا کریں۔

پھر ملتزم پر آکر اس کے ساتھ چمٹیں اور دعا کریں' ہجوم ہو تو اس کے سامنے کھڑے ہو کر دور ہی سے دعا کرلیں۔

پھر آکر آب زمزم پئیں اور دعا کریں۔ پھر قارن اور متمتع حجر اسود کا نویں بار استلام کرکے' صفا مروہ پر آئیں اور سعی کریں۔

نوٹ: مفرد کو سعی کی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

سعی کے بعد قارن اور متمتع مسجد میں آکر دو نفل پڑھیں' اب قارن بدستور محرم رہے' اور متمتع حلق کرا کے احرام کھول دے۔ مفرد بھی بدستور محرم رہے۔

آٹھویں تاریخ کو یا اس سے پہلے متمتع پھر احرام باندھ لے' اب اس کا یہ احرام حج کا ہوگا۔ اب تمام قسم کے حاجی' منیٰ شریف کی طرف روانہ ہوں وہاں قیام کریں اور آٹھویں تاریخ کی چار نمازیں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء وہیں پڑھیں۔

جب نویں تاریخ کی فجر کی نماز پڑھیں تو اس کے بعد تکبیر تشریق بھی پڑھیں اور طلوع آفتاب کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہوں' اور ظہر سے غروب آفتاب تک وہاں وقوف کریں' پھر مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کی طرف واپس آئیں اور ساری رات وہاں گزاریں۔

دسویں تاریخ کو پھر منیٰ آجائیں اور چار کام کریں یعنی پہلے جمرہ عقبہ کو رمی کریں پھر قربانی دیں پھر حلق کرائیں پھر احرام کھول دیں' اب یہ لوگ محرم نہیں رہیں گے اور احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جائیں گے' البتہ ایک پابندی قائم رہے گی اور طواف زیارت تک جاری رہے گی' یعنی بیوی حلال نہیں ہوگی۔ جب طواف زیارت کرلیں گے' تب اسکی مقاربت بھی حلال ہو جائے گی۔

احرام کھولنے کے بعد بے شک سلے ہوئے کپڑے پہنیں اور طواف زیارت کیلئے مکہ مکرمہ چلے جائیں' اور تمام قسم کے حاجی سلے ہوئے کپڑوں میں طواف کریں۔ اگر کسی وجہ سے سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے ہوں اور ابھی تک احرام کی چادروں میں ہوں تو اضطباع اور رمل بھی کریں اور اس کے بعد صفا مروہ کی سعی بھی کریں۔

طواف زیارت کے سلسلے میں حجاج کرام خصوصی اہتمام برتیں' اور اس کی

Marfat.com

اہمیت سے آگاہ رہیں' جب تک حاجی یہ طواف نہ کر لے اس کی بیوی اس پر حرام رہتی ہے اس لئے کوشش کریں کہ دس تاریخ کو یہ فرض ادا ہو جائے وگرنہ گیارہ تاریخ کو ضرور کر لیں اگر اس روز بھی نہ کر سکیں تو بارہ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے کر لیں' اگر سورج غروب ہو گیا تو قربانی لازم ہو جائے گی' یہ بطور سزا ہو گی اور طواف پھر بھی اپنی جگہ پر لازم رہے گا۔

نوٹ: اگر مفرد حاجی اپنے طواف قدوم میں رمل واضطباع اور سعی کر لے تو اسے طواف زیارت میں رمل اور صفا و مروہ کی سعی کی ضرورت نہیں رہتی۔

اگر متمتع' اپنے طواف عمرہ کے بعد کسی نفلی طواف میں رمل واضطباع اور سعی کر لے تو اسے بھی طواف زیارت میں ان چیزوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

اگر قارن اپنے طواف عمرہ کے بعد طواف قدوم کرے اور اس میں رمل واضطباع اور سعی کر لے تو اسے بھی طواف زیارت میں ان چیزوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

چونکہ دس تاریخ کو طواف زیارت میں بہت ہجوم ہوتا ہے اس لئے رمل واضطباع اور سعی میں خاصی دشواری پیش آتی ہے مناسب یہی ہے کہ ہر قسم کا حاجی اپنے طواف میں پہلے ہی رمل واضطباع اور اس کے بعد سعی کر چھوڑے تاکہ اس روز مشقت سے بچ جائے۔

طواف زیارت کر کے یہ تمام حجاج کرام دوبارہ منی پہنچ جائیں' اور رات وہیں گزاریں پھر گیارہ اور بارہ تاریخ کو تینوں جمرات کی رمی کریں اور شام سے پہلے پہلے منی سے نکل کر مکہ مکرمہ واپس جائیں' اگر چاہیں تو تیرہ تاریخ کو بھی رمی کر کے واپس آجائیں۔ اس عمل پر حج کے تمام ارکان و مناسک مکمل ہو جائیں گے اور انسان حاجی بن جائے گا۔

Marfat.com

حج بدل

جو مسلمان عاقل' بالغ' صحت منداور مالدار ہو' اس پر حج فرض ہے' نہ کرے تو گنہ گار ہوتا ہے۔

ا۔ ایک شخص پر حج فرض ہو گیا مگر وہ حج کرنے کے قابل نہ رہا' مثلاً اسے لاعلاج بیماری لگ گئی یا اپاہج و معذور ہو گیا' یا اتنا کمزور اور ضعیف ہو گیا کہ اس کے لئے سفر کرنا ممکن نہ رہا' تو اسے اجازت ہے کہ اپنی طرف سے کسی کو حج کے لئے بھیج دے' اسے حج بدل کہتے ہیں۔

حج بدل کے آداب وضوابط یہ ہیں

○ بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجے جو قوانین شریعت کا پابند' مناسک حج سے واقف اور پرہیزگار ہو' اور اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو' لیکن اگر اس نے اپنا حج ادا نہ کیا ہو' پھر بھی حج بدل ہو جائے گا اور اسے ثواب بھی ملے گا اور کرانے والے کا فرض ادا ہو جائے گا۔

○ حج بدل کے لئے جانے والا حج کی نیت کرتے وقت بھیجنے والے کا نام لے اور اس طرح کہے کہ یا اللہ میں فلاں کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں' اسے اس کی طرف سے قبول فرما' اور مجھے حج کے ارکان آسانی سے ادا کرنے کی توفیق دے۔

○ حج کے لئے وطن سے روانگی سے لے کر واپسی تک سفر کا کرایہ اور قیام وطعام کے تمام اخراجات بھیجنے والا ادا کرے۔

نوٹ: اگر مالدار مسلمان کا آخری وقت آ گیا اور وہ معذوری' بیماری' کمزوری یا کسی بھی وجہ سے حج نہ کر سکا' تو اس پر واجب ہے کہ موت سے پہلے اپنے لواحقین کو یہ وصیت کرے کہ وہ اس کی طرف سے حج بدل کرائیں۔

☆ اس صورت میں لواحقین پر لازم ہو گا کہ ترکہ کے تیسرے حصے سے حج

Marfat.com

بدل کرائیں۔

☆ اور اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی تو لواحقین پر حج بدل کرانا لازم نہ ہوگا' لیکن اگر انہوں نے کرا دیا تو ہو جائے گا اور انہیں بہت ثواب ملے گا۔

حج بدل کے ضروری مسائل

ا۔ اگر مالدار معذور مسلمان نے حج بدل کرا دیا' پھر اس کا عذر زائل ہو گیا تو اس پر دوبارہ حج فرض ہو جائے گا' اس کے لئے ضروری ہو گا کہ خود حج کرے۔

۲۔ لیکن اگر مالدار معذور مسلمان کو ایسا عارضہ لاحق ہو جس کے زائل ہونے کی عام طور پر امید نہ ہو' پھر وہ حج بدل کرا لے' بعد میں خلاف امید خوش قسمتی سے اس کا عذر زائل ہو جائے تو اس پر دوبارہ حج فرض نہ ہو گا۔ مثلاً وہ نابینا تھا' اتفاقاً بینا ہو گیا' اپاہج تھا اتفاقاً ٹھیک ہو گیا' تو اس کا پہلا حج بدل قائم رہے گا۔

حج بدل کے فضائل

☆ احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے اسے دس حج کا ثواب ملتا ہے' اور اس کا نام فرمانبردار' نیک اور اچھے لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ماں باپ کی روحیں بے حد خوش ہوتی ہیں اور دعائیں دیتی ہیں' جیسے کسی کے پاس کوئی شخص ہدایا اور تحائف بھیجے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

☆ ایک صحابی جن کا نام ابو رزین تھا' حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی میرا باپ بہت بوڑھا ہو گیا ہے حج و عمرہ ادا نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا' اس کی طرف سے تم حج و عمرہ ادا کرو۔

Marfat.com

عورتوں کے احکام و مسائل

عورتوں کیلئے بھی احرام کی وہی پابندیاں ہیں جو مردوں کیلئے ہیں' احکام و مسائل بھی تقریباً یکساں ہیں' مگر چونکہ خواتین کو کچھ طبعی عوارض پیش آتے ہیں' جن کے دوران وہ نماز ترک کرنے پر مجبور ہوتی ہیں اس لئے انہیں حج کے دوران کچھ مراعات اور سہولتیں دی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ:

عورتوں کا احرام

عورتوں کو احرام کیلئے مردوں کی طرح دو چادریں پہننے کی اجازت نہیں' کیونکہ اس میں ان کی بے پردگی ہوتی ہے انہیں چاہیے کہ غسل کر کے اپنا مروجہ لباس ہی پہن لیں اور ایک عبا' چادر یا برقعہ سے جسم ڈھانپ لیں اور ایک رومال کے ساتھ سر کے بال چھپالیں' پیشانی اور چہرہ ننگا رہنے دیں' اور خیال رکھیں کہ چہرے کو کپڑا نہ لگنے پائے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مردوں کے درمیان منہ اٹھائے پھرتی رہیں بلکہ کوشش کریں غیر محرم ان کا چہرہ نہ دیکھ سکیں' یہی عورتوں کے احرام کا مشکل ترین مرحلہ ہے۔ اور ایک بڑے امتحان سے کم نہیں خدا معلوم اس کوشش میں کامیاب ہونے پر خواتین کو کتنا اجر ملتا ہو گا۔ چہرہ ننگا بھی رکھنا ہے اور اس احتیاط کے ساتھ کہ ناک' رخسار اور منہ کو کپڑا چھونے بھی نہ پائے اور غیر محرم لوگوں سے پردہ بھی کرنا ہے اس کیلئے کیا تدبیر کرنی ہے' خواتین خوب سمجھتی ہیں اور جو پردہ کرنا چاہیں وہ کرتی بھی ہیں دیکھا گیا ہے بعض خواتین نے نقاب ہاتھ میں پکڑ کر تانے ہوتے ہیں تاکہ چہرے کو لگ نہ جائیں اور چہرہ چھپایا بھی ہوتا ہے اس میں بے انتہاء مشقت ہے مگر کتنا اجر ہے یہ بھی اللہ ہی جانتا ہے' حوریں بھی اس کی عظمت و استقامت اور تقدس کو سلام کہتی ہوں گی۔ اور اس کی راہ میں عقیدت و محبت سے آنکھیں

Marfat.com

نبھاتی ہوں گی۔

ایک عورت کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ وہ احرام کی اس پابندی کو برداشت کرلے اور نبھالے جنہیں اللہ توفیق دے بے شک وہ اس میں سرخرو بھی ہوتی ہیں۔

(۲)۔ اگر احرام کے دوران ناپاکی کا عارضہ لاحق ہو جائے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں غسل کرکے اپنا لباس پہن لیں' اور حج کے مناسک بدستور ادا کرتی رہیں' صرف طواف نہ کریں' اور مسجد میں نہ جائیں' جب عارضہ ختم ہو جائے' اور پاک ہو جائیں تو پھر غسل کرکے اپنا لباس پہن لیں' ان کے احرام میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

طواف زیارت

دس تاریخ کو طواف زیارت فرض ہے' نہ ہو سکے تو گیارہ اور بارہ کو کیا جاتا ہے' اگر بارہ تاریخ کو بھی نہ ہو سکے اور سورج ڈوب جائے تو اس کے لئے حکم ہے کہ طواف زیارت کرکے دم دے' یہ تاخیر کرنے کا کفارہ ہے۔ لیکن عورتوں کیلئے یہ رعایت ہے کہ اگر ان تاریخوں میں ناپاکی کی کیفیت طاری ہو جائے تو طواف زیارت نہ کریں البتہ جمرات کی رمی کرتی رہیں۔

پھر جب پاک ہو جائیں تو طواف زیارت کرلیں انہیں کوئی دم نہیں دینا پڑے گا۔ خواہ بارہ تاریخ کے بعد ہی کریں۔

طواف رخصت

الوادعی طواف' باہر کے رہنے والے حاجیوں پر واجب ہے' عورتوں پر بھی واجب ہے لیکن اگر وہی کیفیت طاری ہو جائے تو انہیں یہ طواف معاف ہے' وہ طواف رخصت کیے بغیر ہی اپنے وطن واپس آسکتی ہیں۔ گنہ گار نہیں ہوں گی۔

Marfat.com

حج کے دوران ہو جانے والی چھوٹی بڑی غلطیاں اور ان کے کفارات و صدقات کا بیان

حج' بے مثل ارکان و مناسک کے ساتھ ادا کئے جانے والے ایک حسین و جمیل اور شفاف ملکوتی عمل کا نام ہے' جسے احتیاط و ذمہ داری سے ادا کیا جائے تو یہ حج مبرور بن جاتا ہے' اور اگر اس کے مناسک کی ادائیگی میں کسی بھی قسم کی کوتاہی برتی جائے' تو یہ شفاف چشمہ گدلا ہو جاتا ہے' ہر حاجی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسے گدلا ہونے سے بچائے اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ابتداء ہی میں تمام مسائل سے آگاہ ہو اور کوئی ایسی نامناسب اور مکروہ حرکت نہ کرے جو اس کے مبرور ہونے کو مشکوک بنا دے۔

لیکن انسان بہر حال خطا کا پتلا ہے اس سے غلطی اور کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اللہ کی رحمت اور حضور نبی اکرم ﷺ کی شفقت نے یہ کرم فرمایا ہے کہ کسی بھی سبب سے ہونے والی غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے جو نقصان ہوتا ہے اس کے ازالے کی متبادل صورتیں بیان فرما دی ہیں۔ اور وہ طریقے عطا کر دیئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان حج مبرور میں پیدا ہو جانے والی خامیوں کو پھر سے درست کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ان متبادل صورتوں اور طریقوں کو کفارات کہتے ہیں۔ کفارات و صدقات وہ اعمال ہیں جو حج کے ارکان و افعال میں کسی سطح پر ہونے والی خرابیوں کا ازالہ کر دیتے ہیں اور وہ حج اللہ کے فضل سے قبولیت کے درجے تک پہنچنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

گناہوں اور غلطیوں کی نوعیت کے مطابق ان کفارات کی صورتیں بھی مختلف ہیں۔

(۱)۔ بعض گناہ شدید نوعیت کے ہوتے ہیں ان میں اونٹ یا گائے کی قربانی دینا پڑتی ہے۔

(۲)۔ بعض کوتاہیاں درمیانے درجے کی ہوتی ہیں ان میں دم دینا پڑتا ہے' دم دینے کا مطلب یہ ہے کہ بھیڑ یا بکری کی قربانی دینا پڑتی ہے۔

(۳)۔ بعض کی نوعیت اتنی سنگین نہیں ہوتی ان میں صرف صدقہ دینا پڑتا ہے' صدقہ سے مراد یہ ہے کہ ایک مسکین کو دو کلو گندم یا اس کی قیمت دے دی جاتی ہے۔

جن جرائم یا غلطیوں کے بدلے میں حاجی کو بھیڑ یا بکری کی قربانی دینا پڑتی ہے ان صورتوں میں اسے یہ اختیار بھی ہوتا ہے کہ:

(۱)۔ قربانی کی بجائے تین روزے رکھ لے۔

(۲)۔ یا چھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔

(۳)۔ یا چھ مساکین کو ایک ہی دن ایک ایک صدقہ یا ایک ہی مسکین کو چھ دن ایک ایک صدقہ دے دے۔

ایک ہی مسکین کو بیک وقت چھ صدقات دینا جائز نہیں۔

نوٹ: اگر قربانی دینے کی طاقت نہ ہو' اور اس کی جگہ روزے رکھنے کا ارادہ ہو تو ضروری ہے کہ رات ہی کو نیت کرے کہ کل میں فلاں جرم کے کفارے کا روزہ رکھوں گا۔ اگر صبح صادق کے بعد نیت کی تو وہ معتبر نہ ہوگی۔

نوٹ: تین روزے رکھنے کیلئے وقت اور جگہ کی پابندی نہیں الگ الگ رکھے یا لگاتار' حرم شریف میں رکھے یا وطن واپس آ کر ہر طرح جائز ہے۔

احرام باندھنے سے لے کر احرام کھولنے تک امکانی غلطیوں کی صورتیں اور

Marfat.com

ان کے کفارات کی تفصیل یہ ہے:

(1)۔ احرام میں کپڑے پہننے کا کفارہ

عورت کیلئے احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہے۔ اگر مرد نے سلے ہوئے کپڑے پہن لئے اور اسی حالت میں ایک دن گزر گیا یا ایک رات بیت گئی تو قربانی دے اور اگر ایک دن اور ایک رات سے کم مدت گزری ہے تو صدقہ دے۔

محرم مرد کیلئے ضروری ہے کہ سر اور چہرہ ننگا رکھے، اور اگر کسی محرم نے سر کا چوتھائی حصہ یا چہرے کا چوتھائی حصہ چھپا لیا، اور ایک دن یا ایک رات چھپا رہا تو قربانی دینا پڑے گی۔ اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم مدت تک چھپا رہا تو صدقہ دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر چوتھائی سے کم سر یا چہرہ چھپا رہا تو بھی صدقہ دینا پڑے گا، محرم کیلئے جائز نہیں ہے کہ ناک پر کپڑا رکھے زکام کی حالت میں بھی مکروہ ہے، لیکن اگر رکھ لیا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں، بہتر یہ ہے کہ اس حالت میں رومال کی بجائے ٹشو پیپر استعمال کرے۔

(2) احرام میں خوشبو کا استعمال

محرم نے اپنے کپڑے کو خوشبو لگائی۔

(۱)۔ اگر زیادہ لگائی ہے اور وہ ایک دن یا ایک رات تک لگی رہی تو ایک دم دے اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم مدت تک لگی رہی تو صدقہ دے۔

(۲)۔ اور اگر خوشبو کم لگائی ہے اور ایک دن یا ایک رات لگی رہی تو صدقہ دے، وگرنہ تھوڑی سی خیرات کردے۔

Marfat.com

(۳)۔ اگر کسی نے ہاتھ پاؤں' ران' پنڈلی یا چہرے پر خوشبو مل لی تو وہ دم دے۔

(۴)۔ حجرِ اسود کو عموماً خوشبو لگا کر رکھتے ہیں' اگر کسی نے احرام کی حالت میں حجرِ اسود کا بوسہ لیا اور اس کے منہ کو اچھی طرح خوشبو لگ گئی تو وہ دم دے۔

(۵)۔ اگر تھوڑی سے خوشبو جسم کے کسی حصے کو لگ گئی تو وہ صدقہ دے۔

(٦)۔ اگر محرم نے لونگ' الائچی' مشک' عنبر' زعفران وغیرہ اتنی مقدار میں کھایا کہ منہ خوشبودار ہو گیا' تو وہ دم دے۔

(۷)۔ خوشبودار صابن استعمال کیا مثلاً رکسونا' لکس وغیرہ تو دم دے۔

(۸)۔ احرام کی حالت میں خوشبو سونگھنا بھی مکروہ ہے' لیکن اگر سونگھ لی تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

(3) احرام میں بال مونڈنا

اگر بیماری سے یا خود بخود بال گر جائیں تو ان پر کوئی کفارہ نہیں۔

(۱)۔ اگر کنگھا یا وضوء کرنے سے ایک بال گرا تو ایک روٹی یا ایک کھجور' دو بال ٹوٹے تو' دو روٹیاں یا دو کھجوریں' تین بال ٹوٹے تو تین روٹیاں یا تین کھجوریں خیرات کرے۔ اگر اس سے زیادہ بال ٹوٹے تو صدقہ دے۔

(۲)۔ اگر کسی نے چوتھائی آدھے یا پورے سر کے بال مونڈے تو دم دے۔

اور اگر چوتھائی سر سے کم مونڈے تو صدقہ دے۔

(۳)۔ گردن ڈاڑھی بغل وغیرہ کے بال صاف کرنے سے بھی دم لازم آتا ہے۔

Marfat.com

(4)۔ احرام میں ناخن کاٹنا

(۱)۔ اگر ایک انگلی کا ناخن کاٹا ہے تو ایک صدقہ دے' دو انگلیوں کے کاٹے ہیں تو دو صدقے دے' تین کے کاٹے ہیں تو تین صدقے دے' چار انگلیوں کے کاٹے ہیں تو چار صدقات دے اور اگر ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے کاٹے ہیں تو دم دے۔

(۲)۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں دونوں ہاتھ پاؤں کے تمام ناخن کاٹ لئے ہیں تو بھی دم دے۔

(۳)۔ اگر بیماری کی وجہ سے ناخن مردہ ہو چکا تھا اور انگلی میں اٹکا ہوا تھا اسے کاٹ دیا یا الگ کر دیا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

(5) طواف میں غلطیوں کے کفارات

(۱)۔ اگر مرد یا عورت نے طواف زیارت کے علاوہ کوئی اور طواف بے وضو کیا تو صدقہ دے۔

(۲)۔ اور اگر ناپاک حالت میں کیا جبکہ اس پر غسل واجب تھا تو دم دے۔

(۳)۔ اگر طواف زیارت بے وضو کیا تو دم دے' اور اگر ناپاک حالت میں کیا تو اونٹ یا گائے کی قربانی دے۔

نوٹ: اگر مرد نے پاک ہو کر اسی دن یا گیارہ بارہ تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے دوبارہ طواف زیارت کر لیا تو اونٹ گائے کی قربانی ساقط ہو جائے گی البتہ اسے چاہیے کہ ایسی ہولناک غلطی پر توبہ کرے اور اگر اس نے دس 'گیارہ' بارہ تاریخ کے بعد طواف زیارت کیا تو اس تاخیر کے باعث اس پر دم لازم آئے گا یعنی بھیڑ یا بکری کی قربانی دینا پڑے گی۔

(۴)۔ اگر کسی عورت نے ناپاک حالت میں طواف زیارت کر لیا تو اونٹ

Marfat.com

یا گائے کی قربانی دے۔

نوٹ : اگر وہ پاک ہو گئی اور اسی دن یا گیارہ بارہ بجے دوبارہ طواف زیارت کر لیا تو قربانی ساقط ہو گئی۔ اور اگر پاک نہ ہو سکی اور بارہ تاریخ کے بعد طواف زیارت کیا تو اس تاخیر کے باوجود اس پر دم لازم نہیں آئے گا کیونکہ وہ معذور تھی۔

(6) حرم شریف کے پودے اور جانور

(۱)۔ زائرین حضرات کو چاہیے وہ احرام میں ہوں یا نہ ہوں ہر حالت میں حرم شریف کا احترام کریں' حدود حرم میں اگے ہوئے پودے نہ اکھاڑیں' درخت سبزہ اور گھاس نہ کاٹیں اگر ان سے یہ غلطی سرزد ہو جائے تو تاوان ادا کریں اس کی صورت یہ ہے کہ دیکھیں جس چیز کو انہوں نے ضائع کیا ہے وہ کسی کی ملکیت ہے یا نہیں اگر کسی کی ملکیت نہیں تو اس کی قیمت کے برابر خیرات کریں اور اگر کسی کی ملکیت ہے تو خیرات کے ساتھ مالک کو بھی اس کی قیمت دیں۔

(۲)۔ حرم شریف کے پرندوں کو نہ ستائیں کسی جانور کا شکار نہ کریں۔ یہاں تک کہ حرام جانور کو بھی نہ ماریں البتہ مندرجہ ذیل موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے' سانپ' بچھو' بھیڑیا' چھپکلی' ڈیموں' مکھی' مچھر' چوہا۔ لومڑی حملہ آور ہو تو اسے مارنا بھی جائز ہے۔ شیر' چیتا' تیندوہ' حملہ آور نہ ہو تو بھی اسے مارنا جائز ہے۔ حالت احرام میں جوں مارنا یا مارنے کی نیت سے کپڑا دھوپ میں ڈالنا جائز نہیں اگر دو تین ماری ہیں تو کچھ خیرات کر دے اور زیادہ ماری ہیں تو صدقہ دے۔

واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

Marfat.com

مناسک حج اور مقامات حج

کے

فوائد و فضائل

فضیلت حج و عمرہ

(۱) مناسک حج کا ثواب
(۲) حیرت انگیز اور بے حد و حساب اجر
(۳) حج کیلئے حلال کمائی کی اہمیت
(۴) اٹھتر کھرب اور چالیس ارب نیکیاں
(۵) حج کا ثواب اور فوائد
(۶) حج نہ کرنے کی سزا

رونق محفل، جان حرم، مرکز دلربا
کعبتہ اللہ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

فضیلت حج و عمرہ

(1) مناسک حج کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں۔
حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں دو شخص حاضر ہوئے' ان میں سے ایک کا تعلق قبیلہ ثقیف سے اور دوسرے کا قبیلہ انصار سے تھا' وہ کچھ پوچھنے کیلئے اتنے بے تاب تھے' کہ بیک وقت بول پڑے۔
حضور ﷺ نے ثقفی سے فرمایا اپنے انصاری بھائی کو بات کرنے دو' چنانچہ جب انصاری بات کرنے لگا تو حضور ﷺ نے مزید کرم فرمایا' اس سے کہا:

یا اخا الانصاری سل عن حاجتك وان شئت انبائتك لما جئت تسئلنی عنه۔

"اے انصاری بھائی! اپنی حاجت بیان کرو' اور اگر تم چاہو تو میں ہی سب کچھ بیان کردوں جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو۔"

انصاری نے بڑی نیازمندی سے کہا:

ذاك اعجب الی یارسول اللّٰہ۔

"یارسول اللہ! یہ بات تو میرے لئے بڑی ہی پسندیدہ اور مزید خوشی عطا کرنے والی ہوگی۔"

آپ نے فرمایا! تم دونوں اس لئے آئے ہو' تاکہ معلوم کرو' جب ایک حاجی کعبتہ اللہ کی زیارت اور حج کی نیت سے روانہ ہوتا ہے تو اس کیلئے کتنا ثواب ہے؟
پھر جب وہ طواف سے فارغ ہوکر' "مقام ابراھیم" پر دو نفل ادا کرتا ہے تو اس کیلئے کتنا ثواب ہے؟

Marfat.com

پھر جب وہ صفا مروہ کے درمیان دوڑ لگانے کیلئے جاتا ہے اور سعی کرتا ہے تو اس کیلئے کتنا اجر ہے؟

نیز میدان عرفات میں ٹھہرنے' منیٰ میں رمی کرنے' قربانی دینے' سرمنڈانے اور دس تاریخ کو مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرنے کا کتنا ثواب ہے؟

انصاری نے یہ تفصیلات سن کر بڑے ادب سے اعتراف کیا۔

اے اللہ کے رسول! جس ذات نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اس کی قسم! بالکل ہم یہی کچھ پوچھنے کیلئے آئے تھے۔

آپ نے فرمایا: جو شخص حج کی نیت کر کے' گھر سے نکلتا ہے' تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس کو ایک نیکی عطا کرتے ہیں' اور ایک گناہ مٹاتے ہیں۔

طواف کے بعد جب وہ مقام ابراہیم پر نفل ادا کرتا ہے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اور جب صفا مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو ستر غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔

میدان عرفات میں وقوف کرنے یعنی ٹھہرنے کا ثواب یہ ہے کہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' خواہ وہ ریت کے ذرات' بارش کے قطرات اور سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں' بلکہ اگر وہ کسی کے حق میں بخشش کی دعا کرے تو اس کے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے میرے بندو! تم دور دراز کا سفر کر کے تکالیف جھیلتے ہوئے آئے ہو' اس لئے تمہارے اکرام کا تقاضا یہ ہے کہ تمہیں بخش دیا جائے۔

فرشتوں سے خطاب ہوتا ہے' میرے ان بندوں کو دیکھو کس ذوق و شوق اور والہانہ انداز سے دعا و مناجات اور گریہ وزاری میں مصروف ہیں' پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں' اور مغفرت طلب کر رہے ہیں' گواہ ہو جاؤ کہ

Marfat.com

میں نے ان کی مغفرت کر دی۔

اس کے بعد جب حاجی منی میں آکر شیطان کو پتھر مارتا ہے تو ہر پتھر پر اس کا "کبیرہ" گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ جو اس کی اخروی اور روحانی زندگی کیلئے بڑا ہی مہلک اور تباہ کن ہوتا ہے۔

جب وہ حلق کراتا ہے یعنی سر کے بال منڈاتا ہے تو ہر بال کے عوض اسے ایک نیکی عطا کی جاتی ہے' اور ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔

جب وہ قربانی دیتا ہے تو اس کا ثواب اللہ کے ہاں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے' جو اسے آخرت میں ملے گا۔

ان مناسک سے فارغ ہو کر جب حاجی دس تاریخ کو مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرتا ہے' تو اس وقت تک اس کے تمام گناہ مٹ چکے ہوتے ہیں' فرشتہ کہتا ہے:

اے سعادت مند انسان! تو طواف کر رہا ہے اور تیرے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں' تو گناہوں کی پلیدی سے پاک ہو چکا ہے' اب آئندہ کیلئے محتاط رہ' اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کر۔

(معجم کبیر للطبرانی)

(2) حیرت انگیز اور بے حد و بے حساب اجر

جس حج کو انسان' آداب و ضوابط کے مطابق اور حلال کمائی سے ادا کرتا ہے اسے "حج مبرور" کہتے ہیں' حدیث پاک میں ہے۔

الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة۔

"حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے۔"

یعنی یہ اتنی بڑی نیکی ہے کہ جنت جیسی عظیم نعمت کے سوا کوئی اور چیز اس کی جزا بن ہی نہیں سکتی۔

Marfat.com

حج مبرور پر جو پیسہ خرچ ہوتا ہے' اس کی کیا شان ہے' اور اللہ کے ہاں اس کا کتنا اجر ہے؟ اس کے تصور ہی سے انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے' دنیا میں کوئی ایسی مشین نہیں' جو ایک روپے پر ملنے والے اجر کا حساب لگا سکے' کیونکہ اتنے اعداد ہی نہیں ہیں جن کے ذریعے اسے بیان کیا جا سکے۔

اس حیرت انگیز اجمال کی مسرت انگیز تفصیل یہ ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

النفقة فی الحج کالنفقة فی سبیل اللّٰه الدرهم بسبع مائة ضعف۔

(احکام الحج والعمرہ: ۱۹)

"حج پر خرچ کیا جانے والا روپیہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اللہ کے راستے میں خرچ کرے' ایک درھم کا ثواب سات سو گنا دیا جاتا ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی' ایک روپیہ خرچ کرے تو اسے سات سو روپیہ خرچ کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عدد پر اس کے روپے کو گزشتہ عدد کے مقابلے میں دگنا کر دیا جاتا ہے' یہاں تک کہ ہر مرحلہ پر بڑھتے بڑھتے یہ رقم سات سو تک پہنچ جاتی ہے' یہاں تک پہنچتے پہنچتے وہ اتنی ہو جاتی ہے کہ ابھی تک دنیا میں اس کو گننے کیلئے کوئی مشین ایجاد نہیں ہوئی اور نہ ہی انسان کے پاس اتنے اعداد ہیں جو انہیں شمار کر سکیں' نمونے کے طور پر صرف بیسویں مرحلے پر اعداد کی جو ہوش ربا صورت ہو جاتی ہے اسے بیان کیا جاتا ہے۔

(1)۔ 1 کو دگنا کیا=2

(2)۔ 2 کو دگنا کیا=4

(3)۔ 4 کو دگنا کیا=8

Marfat.com

(4)۔ 8 کو دگنا کیا=16

(5)۔ 16 کو دگنا کیا=32

(6)۔ 32 کو دگنا کیا=64

(7)۔ 64 کو دگنا کیا=128

(8)۔ 128 کو دگنا کیا=256

(9)۔ 256 کو دگنا کیا=512

(10)۔ 512 کو دگنا کیا=1024

(11)۔ 1024 کو دگنا کیا=2048

(12)۔ 2048 کو دگیا کیا=4096

(13)۔ 4096 کو دگنا کیا=8092

(14)۔ 80192 کو دگنا کیا=16384

(15)۔ 16384 کو دگنا کیا=32768

(16)۔ 32768 کو دگنا کیا=65536

(17)۔ 65536 کو دگنا کیا=131072

(18)۔ 131072 کو دگنا کیا=262144

(19)۔ 262144 کو دگنا کیا=524288

(20)۔ 524288 کو دگنا کیا=1048576

صرف بیسویں مرحلہ پر ایک روپیہ دس لاکھ سے تجاوز کر جاتا ہے' اکیسویں مرحلے پر وہ بیس لاکھ سے بڑھ جاتا ہے۔ چند مراحل کے بعد وہ کروڑوں میں اور پھر اربوں' کھربوں میں تبدیل ہو جاتا ہے' اور سات سو تک پہنچتے پہنچتے اعداد ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ ریاضی کا کوئی ایسا فارمولا یا حساب کا کوئی ایسا ہندسہ نہیں رہتا جو اسے بیان کر سکے۔

یہ حج مبرور پر خرچ ہونے والے ایک روپے کا ثواب ہے اور جہاں

Marfat.com

ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہوں' وہاں ایک حاجی کو اِن کا کتنا ثواب ملتا ہوگا اس کا آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(3) حج کیلئے حلال کمائی کی اہمیت

یہاں ایک بات یاد رکھنا ضروری ہے۔ حج میں خرچ ہونے والے یہ اس روپے پیسے کی فضیلت ہے جو حلال و طیب ہو' اور جائز ذرائع سے کمایا گیا ہے' حرام کمائی سے جو حج کیا جائے' نہ وہ قبول ہوتا ہے نہ اس کا کوئی اجر ملتا ہے' الٹا اتنا گناہ ہوتا ہے' جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔
حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

اذا خرج الحاج حاجا' بنفقة طيبة و وضع رجله فی الغرز فنادی: لبيك' اللّٰهم لبيك ناداه مناد من السماء: لبيك و سعديك زادك حلال' و راحلتك حلال' و حجك مبرور غير مازور' و اذا خرج بالنفقة الخبيثة فوضع رجله فی الغرز فنادی: لبيك' لبيك ناداه مناد من السماء لا لبيك و لا سعديك' زادك حرام و نفقتك حرام' و حجك مازور' غير ماجور۔

(احکام الحج والعمرہ: ٦٧)

"جب حاجی حلال اور پاک خرچ لے کر گھر سے روانہ ہوتا ہے' اور رکاب میں پاؤں رکھ کر' لبیک اللھم لبیک پکارتا ہے تو آسمان سے فرشتہ جواب دیتا ہے' تیری لبیک قبول ہے کیونکہ تیرا زادِ راہ حلال ہے' تیری سواری حلال ہے' تیرا حج مبرور اور ہر قسم کے گناہ اور شک و شبہ سے پاک ہے۔ اور جب کوئی شخص حرام اور ناپاک خرچ لے کر روانہ ہوتا ہے اور رکاب میں

Marfat.com

پاؤں رکھ کر لبیک پکارتا ہے تو آسمان سے جواب آتا ہے' تیری "لبیک" قبول نہیں' کیونکہ تیرا زادِ راہ اور تیرا خرچ سب حرام وناپاک ہے تیرے اس حج کا کوئی اجر نہیں۔"

(4)۔ اٹھتر کھرب چالیس ارب نیکیاں

حجاج کرام' مکہ مکرمہ میں مقیم ہوتے ہیں آٹھ تاریخ کو انہیں منی شریف جانا پڑتا ہے' نو تاریخ کو وہاں سے میدان عرفات میں پہنچتے ہیں' پھر عرفات سے مزدلفہ پہنچ کر' دس تاریخ کو واپس منی آتے ہیں' اور یہاں سے پھر مکہ مکرمہ جاتے ہیں' تین دن کا یہ سفر تقریباً پینتیس کلو میٹر بن جاتا ہے۔

جو لوگ' صحت مند' قوی اور مضبوط جسم کے مالک ہوں انہیں چاہیے' یہ سفر پیدل کریں' اس کا بڑا ثواب ہے' حضرت ابن عباس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی'

حجوا مشاة فان للحاج الماشی بكل خطوة يخطوها سبع مائة حسنة من حسنات الحرم۔

(احیاء العلوم '۱:۲۷۱)

"پیدل حج کرو' کیونکہ پیدل حج کرنے والے کو' ہر قدم پر حرم کی سات سو نیکیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔"

حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہوتی ہے اس طرح پیدل چلنے والے کو ہر قدم پر سات کروڑ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اہل علم نے حساب لگایا ہے کہ پینتیس کلو میٹر کا یہ سفر طے کرنے سے تقریباً' اٹھتر کھرب اور چالیس ارب نیکیاں بن جاتی ہیں۔ اللہ اکبر

Marfat.com

(5) حج کا ثواب اور فوائد

حج ایک ایسا مقبول و مبرور عمل ہے' جس سے دل کو کشاد' روشنی اور فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی تنگی' تاریکی' اور تنگ دستی دور ہوتی ہے۔ یہ عمل دنیا میں بھی انسان کا دستگیر و مددگار ہے اور آخرت میں بھی' یہ انسان کو گناہوں سے پاک کر کے فرشتوں کا ہم نشین و محبوب بناتا ہے اور فقر و فاقہ سے نجات دلا کر' خوشحالی و عزت عطا کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حج ولم یرفث ولم یفسق غفر له ما تقدم من ذنبه۔

"جس نے حج کیا اور ہر قسم کی بیہودہ حرکت اور فسق و فجور سے بچتا رہا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

حضرت عبداللہ راوی ہیں' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تابعوا بین الحج والعمرة فانهما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذهب والفضة ولیس للحجة المبرورة ثواب الا الجنة۔

(ترمذی شریف' ۱:۱۰۰۔ باب ماجاء فی ثواب الحج)

"یکے بعد دیگرے حج اور عمرہ کیا کرو' کیونکہ یہ افلاس و غربت اور گناہوں کو اس طرح مٹاتے اور دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی سونا چاندی اور لوہے کا زنگ دور کر دیتی ہے۔ مبرور حج کی جزا صرف ایک چیز بن سکتی ہے' اور وہ جنت ہے۔"

ایک حدیث میں بتایا گیا ہے کہ "مبرور حج" دنیا و مافیہا سے بہتر ہے' دنیا کی تمام نعمتیں مل کر بھی اس کی فضیلت و کرامت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں کیونکہ اس کے بدلے میں جو کچھ حاصل ہوتا ہے' وہ دنیا اور اس کی نعمتوں سے کہیں ارفع و اعلیٰ اور نفیس و حسین ہے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضور ﷺ کو حج و عمرہ کے ثواب اور فوائد سے بصورت کشف آگاہ کیا گیا' آپ نے فرمایا:

"کل رات ہم نے ایک شخص کو دیکھا وہ تاریکیوں میں گھرا ہوا تھا' اس کے دائیں بائیں' آگے پیچھے' اوپر نیچے' ظلمت ہی ظلمت تھی' اچانک حج و عمرہ ظاہر ہوئے اور اسے تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے گئے۔"

(القول البدیع' سخاوی' ۱۲۵)

حج و عمرہ کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر دوران سفر' موت آجائے تو بھی ثواب کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا اور مرنے والے کو برابر ثواب ملتا رہتا ہے قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا بلا حساب کتاب جنت میں چلا جا۔

ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی شخص حج کے بعد مرجائے تو اسے درجہ شہادت عطا کر دیا جاتا ہے۔

اسی لئے حکم دیا گیا ہے کہ:

عجلوا الحج فان احد کم لا یدری ما یعرض له۔

"جلدی سے حج کر لیا کرو' کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ بعد میں کس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں۔"

(6) حج نہ کرنے کی سزا

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی مسلمانوں کی محبت کا مرکز ہیں' اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ خدا اور رسول کے سچے عاشق کی حیثیت سے زندگی گزاریں' ہر عاشق کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ محبوب کے کوچہ و بازار کا چکر لگائے اور اس کے گھر کا طواف کرے' اور وارفتگی و مستی کے عالم میں وہاں گھومے پھرے' اور دیوانوں کی طرح سرگرداں رہے' جس سے پتہ چلے

Marfat.com

کہ عاشق صادق' اور اپنے محبوب کا دیوانہ ہے' اور دیدار کی خاطر اس کے گھر کے ارد گرد منڈلا رہا ہے۔

مالی طور پر مستحکم اور جسمانی لحاظ سے مضبوط' اہل ایمان پر فرض کیا گیا ہے' کہ وہ بھی محبت کا ثبوت دینے کیلئے زندگی میں کم از کم ایک بار' شہر حبیب میں حاضر ہو کر' بیت اللہ شریف کا طواف کریں اور مناسک حج ادا کریں' اور مدینہ طیبہ کی حاضری دیں اور اپنے عشق و محبت اور خلوص پر مہر تصدیق ثبت کرائیں۔

چونکہ حج اپنے ارکان و مناسک اور لوازم سمیت ایک مظاہرہ محبت ہے اس لئے شیطان کو بالکل اچھا نہیں لگتا' وہ حجاج کو اس عمل محبت سے روکنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے اور ہر حیلہ و تدبیر سے انہیں روکنے کی کوشش کرتا ہے جس پر اس کا جادو چل جائے اور وہ اس کی سازش کا شکار ہو کر طاقت ہوتے ہوئے بھی حج پر جانے سے رک جائے وہ سخت گنہگار ہوتا ہے اور بے شمار نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

چونکہ حج پر نہ جانا لاپرواہی کی دلیل ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ گویا اسے محبوب اور اس کے شہر سے کوئی لگاؤ نہیں' اس لئے اس طرز عمل اور لاپرواہی کی سخت سزا رکھی گئی ہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان عبدا صححت له جسمه و وسعت عليه فى المعيشة' فمضى عليه خمسة اعوام لم يفد الى لمحروم۔

(اخبار مکہ فی قدیم الدھر' ۱: ۱۳۷)

"بے شک وہ بندہ جسے میں نے صحت و تندرستی بخشی اور رزق میں وسعت عطا کی پھر پانچ سال گذر گئے اور وہ میرے گھر کی زیارت کیلئے نہ آیا' بے شک وہ محروم ہے۔"

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من ملك زادا و راحلة تبلغه الى بيت الله لم يحج فلا عليه ان يموت يهوديا او نصرانيا۔

(جامع ترمذی '۱:۱۰۰)

"جو شخص زاد راہ اور ایسی سواری کا مالک بن گیا جو اسے بیت اللہ شریف تک پہنچا سکتی ہے لیکن اس نے پھر بھی حج نہ کیا تو اس پر کوئی پابندی نہیں بلکہ اسے اجازت ہے کہ بے شک یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔"

یہ دل ہلا دینے والا اسلوب اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ امیر کبیر اور خوشحال ہونے کے باوجود حج کیلئے رخت سفر نہ باندھنا' اور مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں حاضر نہ ہونا' شدید ترین گناہ ہے' اور یہ طرز عمل اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ ایسے لاپرواہ شخص کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اس لاپرواہی کے باعث وہ ایک خطرناک صورت حال سے بھی دوچار ہو سکتا ہے جو یہود و نصاریٰ کو پیش آتی ہے اس لئے اسے یہ روش ترک کے مسلمانوں جیسا طریق اپنانے کی ہدایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ فوراً حج کرے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

عجلوا الحج فان احد كم لا يدري ما يعرض له۔

(احکام الحج والعمرہ)

"جب حالات سازگار ہوں تو جلدی سے حج کر لیا کرو کیونکہ حالات بدلنے کا کوئی علم نہیں ہوتا' تم میں سے کوئی نہیں جانتا کل کیا پیش آ جائے۔"

ooooooo

Marfat.com

رونق محفل، جان حرم، مرکز دلربا
کعبۃ اللہ

مکہ شریف کی مسجد حرام کے وسط میں، کسی نگار دلنشیں کی طرح، بصد انداز محبوبی و زیبائی، سیاہ غلاف میں ملبوس ایک مسقف اور چوکور کوٹھا کھڑا ہے، جیسے حریم قدس سے کوئی دلربا پیکر تراش کر یہاں بٹھا دیا گیا ہو، اور وہ چاروں طرف دور و نزدیک اپنے نور کے جلوے بکھیر رہا ہو، اس کے ملکوتی روپ کی کشش کا یہ عالم ہے کہ ہجوم یاراں، کوچہ جاناں کا طواف کرنے والوں کی طرح، ہمہ وقت اس کے گرد پروانوں کی طرح محو خرام رہتا ہے، کیفیت یہ ہوتی ہے کہ کوئی حیرت و محبت سے اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے، جیسے چاہت کے سمند ر انڈیل کر، انوار سمیٹنا چاہتا ہو۔ کوئی گریہ و فغاں میں مصروف ہے۔ کسی کی زباں پہ تسبیح و تقدیس کے ترانے جاری ہیں۔ کوئی ادھر منہ کئے حالت رکوع میں ہے اور سبحان ربی العظیم کا ورد کر رہا ہے، کوئی زمین پہ سجدہ ریز ہے اور اپنے رب کے علو و کمال کا اعتراف کر رہا ہے۔ اور قدرت و عظمت کے گیت گا رہا ہے۔

عاشقوں کے جھرمٹ میں شمع کی طرح گھرا ہوا یہ دلربا اور مرکز نگاہ کوٹھا ہی "کعبہ شریف" ہے، جسے بیت اللہ کہتے ہیں، پوری زمین پر یہ واحد جگہ ہے جسے اللہ پاک نے "بیتی" یعنی "میرا گھر" کہا ہے، اس کی عظمت، قدر و منزلت، اور مقام و مرتبے کو پہچاننے کیلئے، یہ جلیل و مقدس نسبت ہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ، مکان میں سمانے سے پاک ہے، کعبہ کو یہ نسبت اظہار عظمت کیلئے عطا کی گئی ہے، اور یہ نام اس کے شکوہ و جلال اور خصوصی کمال کے بیان

Marfat.com

کیلئے ہے ورنہ حقیقت میں یہ ساری قدر و منزلت' اور عزت و عظمت اس جگہ اور فضا کی ہے۔ جہاں یہ کعبہ بنایا گیا ہے یہ جگہ مہبطِ انوار' اور مرکز تجلیات ہے' یہاں ہر وقت انوار کی بارش ہوتی رہتی ہے' اگر یہاں در و دیوار نہ ہوتے تو بھی یہ جگہ کعبہ ہی ہوتی۔ جناب خلیل اللہ علیہ السلام سے پہلے جب یہاں کعبہ کے آثار و نشانات اور در و دیوار نہیں تھے' اس وقت بھی انبیاء کرام اس کا حج کرنے کیلئے آتے تھے' اور ان وادیوں اور صحراؤں میں کعبہ کی خوشبو سونگھ لیتے تھے' اور نورانی بصیرت سے اس کی سہانی فضاؤں' فردوسی بہاروں اور مقدس نظاروں کو دیکھ لیتے تھے' اس لئے راز کی بات یہ ہے کہ یہ جگہ منزل حسن اور مرکز نور ہے' اور در و دیوار' پتھر کی سلیں' کالا غلاف اور ایستادہ عمارت' ایک پردہ ہے' اصل کعبہ وہ حسن و نور ہے' جو اس میں جلوہ گر ہے اور اہل نظر اس کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں' جیسا کہ مشہور ہے' جناب ابراہیم بن ادھم جب قدم قدم پر سجدہ کرتے' سالہا سال کی ریاضت کے بعد یہاں پہنچے تو صرف عمارت کعبہ کو دیکھ کر بے قرار و پریشان ہوگئے وہ کشتہ عشق تھے' رو پڑے اور بولے:
میرے مولیٰ! میں اس محبت و ریاضت کے ساتھ چلتا ہوا' در و دیوار دیکھنے کیلئے تو نہیں آیا۔ چنانچہ انہیں حقیقت کعبہ اور اصل نور کا مشاہدہ کرا دیا گیا۔

فیضان کعبہ

کعبہ شریف جہاں بنایا گیا ہے وہ پوری زمین کا وسط ہے' اس طرح وہ ایک مرکز کی صورت اختیار کر گیا ہے جس کا تعلق پوری زمین کے ساتھ ہے' اور اس کا رابطہ ہر جگہ کے ساتھ یکساں نوعیت کا ہے' جیسے نقطے کا اپنے دائرے کے ہر جز کے ساتھ یکساں تعلق ہوتا ہے۔ اس طرح کعبہ پوری زمین کیلئے

Marfat.com

فیض رساں ہے' اور اپنے انوار ہر جگہ بکھیرتا اور پہنچاتا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھیں تاکہ ان کی توجہ اس کی طرف ہو اور وہ دل وجاں سے ادھر متوجہ ہوکر اس سے فیض حاصل کرسکیں۔

چونکہ وہ مرکز نور و سعادت اور مصدر رحمت و برکت ہے' اس لئے اس کے ماننے والوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ دنیا کے جس حصے میں بھی ہوں' اس کا احترام کریں' اس کی طرف پشت یا منہ کرکے بول و براز نہ کریں' ادھر پاؤں نہ پھیلائیں' ادھر منہ کرکے نہ تھوکیں' اور ہر طرح اس کا احترام ملحوظ رکھیں' تاکہ اس کے نور کا باڑا انہیں بھی نصیب ہو' اور وہ اس کے ہمیشہ جاری رہنے والے فیض و برکت سے بہرہ یاب ہوں۔

فیضان و نور کی یہ نعمت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے' جنہیں اس کی طلب اور خواہش ہو' طلب صادق اور خواہش کے اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کعبہ کی طرف منہ کرکے بیٹھے' اہل سعادت فرماتے ہیں۔ کعبہ کی طرف متوجہ ہونے اور ادھر منہ کرکے بیٹھنے سے بگڑے کام سنور جاتے ہیں۔ اور انسان کے کاموں میں برکت پیدا ہوجاتی ہے۔

عالم گیر محبوب

صرف کعبہ ہی ایک ایسا محبوب ہے' جس کی محبوبیت اور دلربائی کا یہ عالم ہے' کہ زمین کے ہر خطے پر رہنے والا صالح مسلمان اس کا نادیدہ عاشق ہے' اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے حکم کی وجہ سے اس کی زیارت کیلئے بے قرار رہتا ہے۔ جو شخص جتنا زیادہ اطاعت گزار' صاحب بصیرت' تقوی شعار اور دین کا پیروکار ہو' وہ اتنا ہی زیادہ اس کا شائق و شیدا ہوتا ہے اور دل و جان سے اس کا احترام کرتا ہے اور اس کے

Marfat.com

انوار سمیٹنا چاہتا ہے۔

چنانچہ جنہیں اس کی پہچان ہو گئی تھی وہ اس کی دید کیلئے تڑپتے رہتے تھے اور چاہتے تھے اسے ایک نظر دیکھ لیں اور دل کو تسکین دیں۔ آج بھی جنہیں نگاہ خاص اور نورانی بصیرت حاصل ہے' وہ اس کی زیارت کیلئے بے قرار رہتے ہیں' اور جب قرب نصیب ہو جائے تو اسے زیادہ سے زیادہ طول دینا چاہتے ہیں' تاکہ فیض کا تسلسل قائم رہے' چنانچہ کوئی حطیم میں اور کوئی کعبے کے سائے میں بیٹھنا پسند کرتا ہے' کوئی دیوار کے ساتھ چمٹ کر روتا رہتا ہے' اور کوئی اپنی ہی دنیا میں گم اسے محبت اور پیار سے دیکھتا رہتا ہے۔

دور اول سے لے کر آج تک عشق کرنے کا یہ سلسلہ جاری ہے' اس کی چند مثالیں یہ ہیں۔

(ا)۔ ابتدائی دور میں اہل مکہ نے' مسلمانوں کیلئے جینا دوبھر کر دیا تھا چنانچہ وہ ان کے مظالم سے تنگ آکر' مدینہ شریف چلے گئے' اور مستقل طور پر وہاں سکونت اختیار کر لی مگر وہ سرزمین کعبہ کو نہ بھول سکے' جب بھی انہیں مکہ اور کعبہ کی یاد آتی تو وہ اہل مکہ کو دوش دیتے اور دل ہی دل میں کوستے' جنہوں نے ان کو جلاوطن کر کے کعبہ کے قرب و دیدار سے محروم کر دیا تھا۔

حضرت بلال ؓ نے کعبہ کی جدائی کو کچھ زیادہ ہی محسوس کیا' وہ مدینہ شریف آکر بیمار ہو گئے۔ جب بھی ہوش آتا تو یہ شعر پڑھنے لگ جاتے۔

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلة
بواد و حولی اذخر و جلیل
و ھل اردن یوما میاہ مجنة
و ھل یبلون شامة و طفیل

"اے کاش! مجھے پتہ چل جاتا کہ میں کبھی اس مقدس وادی میں

Marfat.com

بھی اب رات گزار سکوں گا یا نہیں' جس میں میرے ارد گرد گھاس ہوتی تھی۔"

اور کیا میں کسی روز "مجنة" کے چشمے پر بھی جاسکوں گا جو مکہ میں ہے؟ اور کیا میں اب "شامہ اور طفیل" کو بھی دیکھ سکوں گا' جو مکہ کے پہاڑ ہیں۔"

پھر مکہ کے سرداروں کو بددعائیں دیتے۔

اللّٰھم العن شیبه بن ربیعه و عتبه بن ربیعهٔ و رمیة بن خلف کما اخرجونا من ارضنا۔

(بخاری شریف' ۱: ۲۵۳)

"اے اللہ! شیبہ' اور عتبہ اور رامیہ پر لعنت فرما' کیونکہ انہوں نے ہمیں' ہماری پیاری سرزمین سے نکالا ہے"

(۲)۔ خود حضور ﷺ نے بھی جب ہجرت فرمائی' تو ایسے ہی جذبات کا اظہار فرمایا تھا اور سرزمین مکہ کو خطاب کر کے کہا تھا:

تو میرے لئے محبوب ترین زمین ہے' اگر قوم درپے آزار نہ ہوتی تو ہم تجھے کبھی بھی چھوڑنا گوارا نہ کرتے۔

(۳)۔ محبت کی یہ دولت بعد والوں کو بھی وراثت میں ملی' چنانچہ مسلمانوں کے خورد وکلاں' بوڑھے جوان' بچیاں' خواتین' گدا وامیر' رعایا وبادشاہ' گناہگار اور اولیاء سب اس کے شائق وشیدا ہیں اور اسی کی دید وحاضری کو زندگی کی سب سے بڑی متاع' تصور کرتے ہیں' اور جو لمحات اس کی دید وزیارت اور دیدار وقرب میں گزریں انہیں حاصل زیست سمجھتے ہیں' جیسے یہی لمحات زندگی ہیں' باقی زندگی جو گزری وہ کسی شمار وقطار میں نہیں۔

اولیاء کرام کی معرفت وبصیرت چونکہ غیر معمولی نوعیت کی اور عام لوگوں

Marfat.com

سے منفرد و فائق ہوتی ہے اور اس سے بے پناہ محبت کرتے ہیں' اور اس کی حاضری و زیارت سے کبھی بھی غافل نہیں رہتے' بلکہ روحانی قوت صرف کرکے اس تیزی اور کثرت سے وہاں آتے ہیں کہ عوام اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے' یہ سب کچھ کعبہ کے ساتھ زبردست وابستگی اور اس کے ساتھ قلبی لگاؤ کا نتیجہ ہے۔

ابدال و اوتاد' اولیاء کرام کا ایک مخصوص گروہ ہے' ان کے بارے میں ہے۔

لا تغرب الشمس من یوم الا و یطوف بھذا البیت رجل من الابدال' و لا یطلع الفجر من لیلة الا طاف به واحد من الاوتاد۔

(احیاء العلوم' ۱:۲۴۲)

"کسی دن کا سورج غروب نہیں ہوتا' جب تک ابدال میں سے کوئی فرد اس کا طواف نہ کرلے اور کسی رات کی فجر طلوع نہیں ہوتی' جب تک اوتاد میں سے کوئی فرد اس کا طواف نہ کرے"

و لا شك فی تردد الاولیاء الیھا فی الاوقات الفاضلة فطن لمح احدھم او لمحة ھو نال السعادة العظمی۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اولیاء کرام مقدس مواقع پر یہاں آتے جاتے ہیں' چنانچہ جو انہیں دیکھ لے یا وہ کسی کو دیکھ لیں' وہ سعادت عظمی پالیتا ہے۔"

اسی لئے دانا لوگوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ دسویں تاریخ کو رمی کرکے فورا مکہ مکرمہ آکر کعبہ کے قریب حطیم میں بیٹھ جاتے تھے اور طواف کرنے والوں کو دیکھتے رہتے تھے' تاکہ کسی ولی پر ان کی نظر پڑ جائے یا وہ ان کو دیکھ لے' اس طرح سعادت عظمی نصیب ہو جائے۔

وجہ یہ کہ دسویں تاریخ کی رمی و قربانی کے بعد' طواف زیارت فرض ہے'

Marfat.com

جس کیلئے لازمی طور پر مکہ مکرمہ آنا پڑتا ہے۔

و ورد انهم يحضرون الجمعة و الاوقات الشريفة و يحجون كل عام۔

(قطبی:۲۸)

"یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اولیاء کرام جمعہ کے روز اور خصوصی اوقات میں ضرور حاضر ہوتے ہیں اور حج تو ہر سال کرتے ہیں۔"

حضرت عبد اللہ بن صالح' کبار اولیاء کرام میں سے گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں' جو بھی عالی پایہ ولی ہے وہ جمعہ کی رات کو یہاں ضرور حاضری دیتا ہے' ایک دفعہ میں نے مالک بن قاسم کی زیارت کی ان کے ہاتھ سالن میں لتھڑے ہوئے تھے' میں نے کہا:

کھانا کھاتے ہوئے آرہے ہیں؟ وہ بولے: "میں نے آٹھ دن سے کچھ نہیں کھایا البتہ والدہ کو کھلا رہا تھا کہ کعبہ شریف میں حاضری کا وقت ہو گیا' اس لئے فوراً یہاں پہنچ گیا ہوں۔

میں نے پوچھا: آپ کتنی دور سے آرہے ہیں؟

انہوں نے بتایا: ستائیس سو میل دور سے۔

کعبہ کیلئے یہ پیار اور جذبہ شوق صرف انسانوں ہی کے حصے میں نہیں آیا' بلکہ دوسری مخلوق' جنات' حیوان اور پرندے بھی' اُس کے ساتھ اسی طرح والہانہ محبت کرتے ہیں۔

پرندوں کی یہ عادت ہے کہ وہ ہر عمارت پر بیٹھ جاتے ہیں۔ مگر کوئی پرندہ اور کبوتر کعبہ کی دیوار اور منڈیر پر نہیں بیٹھتا' اگر اڑتا ہوا آئے تو تیزی سے کعبہ کے گرد اس طرح ایک دو چکر لگاتا ہے' جیسے طواف کر رہا ہو' ابابیلیں سرعت رفتار کے ساتھ آتی ہیں' اور طواف کے ایک دو یا زیادہ

Marfat.com

چکر پورے کر کے پھر فضا میں پرواز کر جاتی ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کعبہ تمام مخلوق کا محبوب ہے' اور قدرت نے سب کے دل میں اس کی چاہت اور عقیدت پیدا کر دی ہے۔ یہ کہنا بجا ہو گا کہ وہ ایک یکتا و فرزانہ عالمگیر محبوب ہے' ایک ایسا محبوب جسے ہر کوئی پیار سے دیکھتا اور اس کے گرد گھومتا ہے' اور جوش جنوں میں اس کے ساتھ چمٹتا' بلکتا' اور جدائی کے خوف و خیال سے گریہ زاری کرتا ہے جیسے بچہ ماں کی گود میں پناہ لینے کیلئے بلکتا ہے' اور جب ماں سینے سے چمٹائے تو اسے سکون آجاتا ہے۔

کعبہ کی فضیلت

سمندر بے کنار ہوتا ہے' اس کی گہرائی کا بھی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا' جو چیز اس کے اندر چلی جائے وہ گم ہو جاتی ہے۔ سمندر بڑا حوصلہ مند اور وسیع الظرف بھی ہوتا ہے' اس کے اندر تیرنے والی مخلوق اچھی بھی ہوتی ہے اور بدہیئت بھی' اور اسی کے اندر غلاظت بھی بکھیرتی ہے' مگر وہ کسی بات کا برا نہیں مناتا' کوئی حرکت اسے گندا نہیں کرتی' وہ پاک ہی رہتا ہے' اور اپنے پانی میں تیرنے اور اترنے والوں کو بھی پاک کر دیتا ہے۔

کعبہ شریف رحمت کا سمندر ہے' نور کے اس سمندر کا کوئی کنارہ نہیں' جب گنہگار اپنے بدہیئت باطن کے ساتھ گناہوں کی غلاظت لئے اس میں داخل ہوتے ہیں' تو وہ سب غلاظت دھو دیتا ہے' اور انسان اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہے' کعبہ پر نازل ہونے والی رحمتیں اور اس کے در و بام پر ٹھاٹیں مارنے والا نور' اس کے گناہوں کو نیست و نابود کر دیتے ہیں' اور آنے والے ناپاک گنہگار کو نہ صرف پاک کر دیتے ہیں بلکہ مقرب و مقبول بھی بنا دیتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں:

۱۔ ینزل علی ھذا البیت فی کل یوم مائۃ وعشرون رحمۃ ستون للطائفین و اربعون للمصلین و عشرون للناظرین۔

"بیت اللہ شریف پر ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کیلئے' اور چالیس نمازیوں کیلئے' اور بیس دیکھنے والوں کیلئے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے۔

۲۔ ان اللّٰہ ینظر فی کل لیلۃ الی اھل الارض فاول من ینظر الیہ اھل الحرم' واول من ینظر الیہ من اھل الحرم' اھل المسجد الحرام' و من رآہ طائفا غفر لہ و من رآہ مصلیا غفر لہ و من رآہ قائما مستقبل الکعبۃ' غفر لہ۔

(احیاء العلوم' ۱:۲۴۲)

بے شک اللہ تعالیٰ ہر رات زمین والوں کو دیکھتا ہے' سب سے پہلے اہل حرم کو' اور ان سے بھی پہلے ان لوگوں کو جو مسجد حرام میں ہوں' چنانچہ جس کو دیکھتا ہے کہ طواف کر رہے ہیں' انہیں بھی بخش دیتا ہے۔ جنہیں دیکھتا ہے نماز پڑھ رہے ہیں' انہیں بخش دیتا ہے اور جنہیں دیکھتا ہے کہ کعبہ کے سامنے ہیں' انہیں بھی بخش دیتا ہے۔

۳۔ النظر الی الکعبہ عبادۃ و من نظر الی البیت ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر و حشر یوم القیامۃ من الامنین۔

"کعبہ شریف کو دیکھنا بھی عبادت ہے' جو شخص ایمان اور درست نیت کے ساتھ کعبہ کو دیکھتا ہے اس کے اگلے پچھلے گناہ

Marfat.com

معاف کردیئے جاتے ہیں' ایسا شخص قیامت کے دن بالکل امن کی حالت میں اٹھے گا۔"

دن کو روزے رکھنا' شب بیداری کرنا' اور اللہ کے راستے میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنا' بہت بڑی عبادت ہے' مگر فضیلت و مرتبے کے لحاظ سے' کعبہ کو دیکھنا ان سے بھی بڑی عبادت ہے' جو شخص کعبہ کو دیکھتا ہے' گویا وہ عابد شب زندہ دار' مجاہد و نمازی اور دائمی روزے دار سے بھی افضل عبادت کرتا ہے۔

کعبہ شریف کا یہ فیضان صرف دنیا تک محدود نہیں ہے' بلکہ زندگی بھر جاری رہتا ہے اور قیامت کے دن بھی کام آئے گا' اور حج و زیارت کیلئے آنے والوں کو اپنی آغوش نور میں لے گا' اور پناہ دے کر بڑی شان و شوکت اور دھوم دھام سے جنت میں لے جائے گا' جسکی ایمان افروز اور شاندار کیفیت اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

ان الكعبة تحشر كالعروس المزفوفة و كل من حجها يتعلق باستارها يسعون حولها حتى تدخل الجنة' فيدخلون معها۔

(احیاء العلوم '۱:۲۴۱)

"بے شک کعبہ کو بنی سنوری دلہن کی طرح میدان حشر میں لایا جائے گا' جن لوگوں نے اس کا حج کیا ہو گا' وہ سب اس کا غلاف تھامے ہوئے' اس کے ارد گرد دوڑ رہے ہوں گے' یہاں تک کہ کعبہ جنت میں چلا جائے گا اور وہ بھی اس کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔"

OOOOOOO

Marfat.com

Marfat.com

حصہ پنجم

حج کی حقیقت و اصلیت

(۱)۔ مرشد کامل کی نصیحت
(۲)۔ حقیقی حج کیلئے تیاری کا طریقہ
(۳)۔ حج کیلئے غسل و طہارت کی فضیلت
(۴)۔ درباری لباس' اور اس میں پوشیدہ حکمت
(۵)۔ دربار الٰہی کی دوسری منزل' حدودِ حرم
(۶)۔ دربار الٰہی' کعبہ' حجر اسود' ملتزم کی حقیقت
(۷)۔ مقام ابراہیم
(۸)۔ چشمہ زمزم پر سوچ کے زاویئے
(۹)۔ صفا' مروہ کی سعی کی حقیقت
(۱۰)۔ منیٰ کے جلوے
(۱۱)۔ عرفات کی برکات
(۱۲)۔ مزدلفہ کا وقوف
(۱۳)۔ جمرات کی رمی
(۱۴)۔ قربانی کا راز
(۱۵)۔ حلق کی حکمت

OOOOOOO

Marfat.com

Marfat.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حج کے بارے میں ایک عام تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ وہ سرزمین حجاز میں پہنچ کر کعبہ شریف کی زیارت وطواف' صفا مروہ کی سعی' منیٰ شریف اور عرفات ومزدلفہ میں وقوف' جمرات کو پتھر مارنے کا نام ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ بظاہر انہیں افعال ومناسک اور مخصوص مقامات پر ٹھہرنے کو حج کہتے ہیں' مگر گہری نظر رکھنے والے دوراندیش اور حقیقت بین حضرات کا کہنا ہے کہ حج کی حقیقت واصلیت کچھ اور ہی ہے' جب تک اس کی حقیقت اور روح تک رسائی نہ ہو' حج کا مزہ نہیں آتا' ان مخصوص مقامات پر صرف ان افعال کو حج قرار دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ حج کی حقیقت کچھ اور ہے' وگرنہ کسی اور مقام پر کچھ اور افعال کرنے کو حج کا نام کیوں نہیں دیا' اس سے ثابت ہوا' ان مقامات پر ان افعال کی ادائیگی میں خاص حکمت ہے' اور وہی حقیقت حج اور تمام افعال کی روح ہے' جس سے حج زندہ وپائندہ اور مبرور ہو جاتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں درجہ قبول حاصل کرلیتا ہے۔

ورنہ ظاہری حج تو ایک بے روح ڈھانچہ کی مانند ہوتا ہے' جیسے ایک بچی اپنی گڑیا کی شادی رچاتی ہے' باقاعدہ بارات آتی ہے کھانا پکتا اور تقسیم ہوتا ہے شادی بیاہ کے تمام رسوم ورواج پورے کئے جاتے ہیں مگر وہاں حقیقتاً شادی بیاہ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی' صرف ظاہری رسوم ہی ہوتی ہیں۔

اسی طرح ایک ملک کی فوجیں ٹریننگ (Training) کیلئے آپس میں جنگ لڑتی ہیں' مورچے کھودے جاتے ہیں' پیش قدمی ہوتی ہے' باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ فائرنگ کی جاتی ہے' دشمن کو ہلاک اور تباہ کیا جاتا ہے' مگر یہ سب کچھ مصنوعی ہوتا ہے۔

اس لئے اہل نظر کے مطابق حج یہ ہے کہ انسان حج کی روح سے واقف ہو'

Marfat.com

اور ہر فعل انجام دیتے وقت اس کی حقیقت و اصلیت کو پیش نظر رکھے اور بڑی محبت و محنت اور فراواں شوق کے ساتھ اسے انجام دے، جس میں والہانہ پن اور وارفتگی ہو، اور دیکھنے والوں کو یوں لگے جیسے کوئی وارفتہ شوق، دیوانگی کے عالم میں دید دوست کیلئے کوچہ نوردی میں مصروف ہے اور محبوب کی لگن میں اسے تن من کا ہوش نہیں ہے محبت میں فنا، دیوانوں جیسی حالت بنائے ادھر ادھر گھوم رہا ہے اس پر ایک ہی دھن سوار ہے کہ جلوہ یار نظر آجائے، اور پھر یہ اسی میں کھو جائے۔

ایک مرشد کامل نے اپنے مرید باصفا کو دیکھا، وہ حج کی درخواست منظور ہو جانے پر مسرور ہے اور دوستوں سے مبارک باد وصول کر رہا ہے۔ مرشد صاحب نظر تھے، جانتے تھے آجکل "بے روح حج" کا رواج ہے۔ لوگ مناسک و ارکان حج تو ادا کرتے ہیں مگر انہیں یہ پتہ نہیں ہوتا کہ انہیں کن جذبات و احساسات کے ساتھ ادا کرنا ہے اور ان کی ادائیگی کے وقت ذہن میں کیا رکھنا ہے اور خود پر کیا کیفیت طاری کرنی ہے۔

اس لئے انہوں نے مرید کو پاس بلایا، شفقت سے پاس بٹھایا اور حج کی حقیقت سے آگاہ کرنے کیلئے فرمایا۔

مرشد کامل کی نصیحت

اے طالب صادق! تو راہ حجاز میں ایک طویل ترین سفر پہ روانہ ہو رہا ہے اس میں محنت و مشقت بھی ہے، اور بظاہر بے آرامی بھی۔ ممکن ہے سفر کی سہولتوں کا فقدان بھی ہو، اس عمل مقدس پر تیرا کثیر سرمایہ بھی صرف ہوگا یہ کتنی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہوگی کہ تو تکالیف اٹھا کر اور زر کثیر خرچ کر کے ایک ایسا حج کر کے آئے، جس میں زندگی اور روح نہ ہو، اور اس زر کثیر سے تیرے من میں کوئی تبدیلی نہ آئے، تو جیسا گیا تھا، ویسا ہی

Marfat.com

واپس آجائے یہ یقیناً گھاٹے کا سودا ہو گا' اس لئے اے عزیز! تجھے چند نصیحتیں کرتے ہیں' انہیں پلے باندھ' اور ہر عمل کرتے وقت ان کو یاد رکھ' تجھے وہ افعال ادا کرتے ہوئے مزہ بھی آئے گا اور تیرا حج بھی بے روح نہیں رہے گا بلکہ مبرور ہو جائے گا اور اس میں نورانیت زندگی اور خوشبو پیدا ہو جائے گی اور اس سے تیری روح بھی سرشار ہو گی اور تو محسوس کرے گا کہ تیرے علم و عمل اور باطن میں انقلاب آگیا ہے' اور تو وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔

حقیقی حج کے لئے تیاری کا طریقہ

اب پوری طرح متوجہ ہو کر بیٹھ' اور غور سے سن!

جب تو حج کی تیاری شروع کرے' پاسپورٹ بنوائے' سرکاری کاغذات مکمل کرائے' خرچ کیلئے حجازی کرنسی' ریال اور دوسرا سازوسامان حاصل کرے تو اس وقت سوچ' تجھے ایک اور سفر پر بھی جانا ہے جو طویل ترین بھی ہے اور کٹھن بھی' جو بہر صورت تجھے کرنا پڑے گا چاہے آج کرنا پڑ جائے یا کل۔ کسی امیر غریب' عالم جاہل' رعایا یا بادشاہ کو اس سے مفر نہیں' اس سفر کیلئے بھی خرچ اور کرنسی کی ضرورت ہے جو اس دوسرے ملک کی کرنسی ہے اس دنیا کی نہیں' وہاں وہی کرنسی چلے گی یعنی نیکیوں کی کرنسی' جو دنیا میں رہ کر حاصل کی گئی ہو گی اس لئے حج کی تیاری کے وقت یہ بھی ارادہ کر لے کہ تو آئندہ زندگی میں آخرت کے سفر کیلئے بھی زادہ راہ تیار کرے گا اور زیادہ نیکیاں جمع کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ وہاں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

روانگی کے وقت اہل و عیال' دوست احباب' سب پیچھے رہ جاتے ہیں' اس وقت سوچ اور غور کر' موت کے وقت بعینہ یہی صورت پیش آئے گی' گویا

Marfat.com

حج کیلئے روانگی' موت کیلئے روانگی کی Rehearsal (عملی مشق) اور Training ہے اس لئے اس آنے والے دن کو یاد رکھ' اور کوئی ایسی حرکت نہ کر' جو اس دن پشیمانی اور ندامت کا باعث ہو' کوشش کر' روانگی کے وقت یہ سوچ تیرے اندر انقلاب برپا کردے اور تو ایک نیا انسان بن جائے پھر وہ نہ رہے جو پہلے تھا لوگ محسوس کریں کہ تیرے اندر تبدیلی آگئی ہے اور تو ایک پاکیزہ احساسات والا انسان بن گیا ہے جب تو گھر سے روانہ ہو کر سرزمین مقدس پہنچ جائے تو اپنی قسمت پر رشک کرنے کے ساتھ ساتھ سراپا نیاز بن جا' اور ہر چیز کا احترام ملحوظ خاطر رکھ' کوئی ایسی حرکت نہ کر جس میں بے ادبی کا شائبہ بھی ہو بلکہ اپنی نیت اور دل کے ارادے پر بھی قابو رکھ' کوئی ایسی بات دل میں نہ لا' جو لغویت اور بیہودگی کے دائرے میں آتی ہو' جسم کی طرح قلب و باطن کو بھی پاک رکھنا یہاں کے آداب میں سے ہے۔

جب میقات پر پہنچے تو یہ تصور کر کہ تو دربار الٰہی کے قریب پہنچنے والا ہے اور یہ اس کی پہلی منزل ہے کچھ ہی دیر بعد تو احکم الحاکمین کے دربار میں پہنچ جائے گا جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے بلکہ حقیقی بادشاہ وہی ہے' باقی تو سب عکس و پرتو' یا مجازی بادشاہ ہیں اس لئے اس کی جلالت و عظمت کو ذہن میں حاضر کر اور عبودیت کا مجسمہ بن جا' اور خود کو پیشی کیلئے تیار کرلے جیسے ایک غلام اپنے آقا کے دربار میں حاضری کیلئے تیار ہوتا ہے اور پوری نیازمندی کے ساتھ حاضری دیتا ہے۔

حج کیلئے غسل و طہارت کی فضیلت

میقات پر احرام باندھنے کیلئے سب سے پہلے غسل کر' اگرچہ وضو بھی جائز ہے کیونکہ مقصود پاکیزگی کا حصول ہے اور وہ وضوء سے حاصل ہو جاتا ہے مگر یہ

Marfat.com

یاد رکھ کہ احرام باندھنے کی نیت سے غسل کرنے کی شان ہی اور ہے عام حالات میں غسل کے وقت صابون استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے صرف بدن کا میل صاف ہوتا ہے مگر جب عبادت اور تقرب کی نیت سے اور احرام باندھنے کیلئے غسل کیا جاتا ہے تو اس سے بدن کے میل کے ساتھ ساتھ گناہوں کا میل بھی دھل جاتا ہے اور انسان کا ظاہر و باطن پاک ہو جاتا ہے گویا یہ غسل گناہوں کے گندے میل کیلئے صابن کی طرح ہے اس لئے یہ غسل ضرور کر' اگر کوئی مجبوری یا مشکل ہو تو اور بات ہے پھر وضو بھی یہی اثر کرتا ہے۔

درباری لباس اور اس میں پوشیدہ حکمت

غسل سے فارغ ہو کر درباری لباس زیب تن کر لے' یعنی احرام باندھ لے' احکم الحاکمین کے دربار میں پیشی کیلئے یہی سادہ سا لباس مقرر ہے جو حقیقت میں کفن ہے اور انسان کو آخری لمحات بلکہ دوسری زندگی کی یاد دلاتا ہے جب وہ مردہ ہو گا۔

تو یہ کفن پہن کر خود کو مردہ تصور کر' اس حقیقت کو نہ بھول کہ مردے کی کوئی خواہش نہیں ہوتی وہ اپنی خواہشات دنیا ہی میں چھوڑ کر مر جاتا ہے اس لئے اپنی فانی خواہشات' اور ناپائدار لذات کے حصول کو ختم کر دے' خوشبو' بیوی' سیر و تفریح' شکار اور لھو ولعب سے دل بہلانا اب تیرے لئے جائز نہیں رہا ان سے لذت اٹھانا تیرے لئے حرام ہو گیا صرف اس لئے کہ یہ لذتیں حجاب ہیں' غفلت پیدا کرتی ہیں' تیرے لئے لازم ہو گیا ہے کہ دل کے بتکدے میں سجے ان بتوں کو پاش پاش کر دے' اور ان کی بجائے ذکر الٰہی سے دل لگا اور اس سے لذت حاصل کرنے کی کوشش کر' اس طرح تیرا دل بقعہ نور بن جائے گا اور وہ مقصد پورا ہو گا' جس کیلئے احرام باندھا گیا

Marfat.com

ہے۔

احرام باندھنے کے بعد تو اپنی مرضی اور اپنی خواہش کا مالک نہیں رہے گا کہ پہلے کی طرح جو چاہے کرتا رہے بلکہ بہت ساری چیزیں تیرے لئے ممنوع اور حرام ہو جائیں گی اگر تو انہیں استعمال کرے گا تو سزا پائے گا' اب تو ان سے صرف اس لئے بچے گا کہ مالک نے روکا ہے' یہیں پر اپنے دل سے یہ وعدہ کر کہ احرام کھولنے اور حج کر لینے کے بعد بھی تو خود کو اسی طرح مقید رکھے گا' اور مالک کی نافرمانی نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل کئے ہیں ان کی پابندی کرے گا۔

یہ احرام حقیقت میں احکام شریعت اور قانون الٰہی کا پابند بنانے کی ریہرسل ہے' یہ بری بات ہو گی کہ حالت احرام میں تو انسان اللہ کے احکام کی پابندی کرے' مگر بعد میں پھر وہی آزاد روش اختیار کر لے' یہ طرز عمل احرام کی حکمت کے منافی ہے۔

دربار الٰہی کی دوسری منزل۔ حدود حرم

جب "میقات" میں داخل ہونے لگے تو خود کو عجز و نیاز کے پیکر میں ڈھال لے اور یہ تصور کر کہ تو بہت قریب آ گیا ہے اور عنقریب دربار خاص میں پہنچنے والا ہے حق تو یہ ہے کہ حدود حرم کے تقدس و احترام کے پیش نظر تو سر کے بل چلے اور پاؤں سے اس پاک سرزمین کو پامال نہ کرے' یہ اہل نظر کے جذبات ہیں۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

ان حدود میں' جھکی آنکھیں' کانپتی ٹانگیں' ندامت کے آنسو' اور ورد کرتی

Marfat.com

زبان تیرے جذبات کی ترجمان ہو' کفن بردوش' پیکرادب وحیابن کرچل' دوسرے یوں لگے کہ بندہ مسکین کے روپ میں ایک بندہ خاص آرہا ہے جو شان بندگی لئے ہوئے ہے اور جس پر خشوع و خضوع کے اثرات غالب' اور عبودیت کی نشانیاں نمایاں ہیں۔

دربارالٰہی

کعبہ' حجراسود' ملتزم کی حقیقت

اے عبد حق' اور بندہ خاص! جب تو حدود حرم سے گزر کر مسجد حرام کی مقدس حدود میں داخل ہو تو دل کو غیر کے تصورات سے پاک اور نظر کو دید دوست کیلئے تیار کرلے' خیالات کو بھٹکنے سے بچا' اور ہوشیار ہو جا کہ تو اس حریم جان' رونق محفل اور نگار حرم کے حضور' پہنچنے والا ہے' جسے کعبہ شریف کہتے ہیں اور جو بڑی آن بان اور شان و شوکت کے ساتھ صحن حرم میں کھڑا ہے۔ تو بھی گروہ عشاق کا ایک فرد ہے ہر عاشق کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ محبوب کی دید سے شادکام ہو' اس سے مصافحہ کرے' گلے ملے' اس سے جی بھر کے باتیں کرے اس کے حسن و جمال کے قصیدے کہے اور احوال دل بیان کرے' جس میں ہجرو فراق کی کسک کا بیان اور جدائی کے طویل لمحات کا تذکرہ ہو' جو عاشق کیلئے صدیوں کا روپ دھار لیتے ہیں اور بیتنے میں نہیں آتے۔

لیکن یہاں صورت کچھ مختلف ہے۔ یہ محبوب ایسا ہے جو زمان و مکان میں نہیں سما سکتا' جسمانیات و لوازم خلقت سے پاک ہے' قد رعنا نہیں کہ گلے ملا جاسکے' ہاتھ نہیں کہ مصافحہ کیا جاسکے' محسوس صورت نہیں کہ دید کی

Marfat.com

حسرت پوری کی جاسکے' وہ بے مثال ہے' اس لئے کہ اس نے زمین پر اپنا نمائندہ کھڑا کر دیا کہ جسے شوق دید ہو' وہ اسے دیکھ لے' جسے مصافحہ کی خواہش ہو وہ حجر اسود کو چوم لے' جسے معانقے کی طلب اور تڑپ ہو وہ ملتزم کے ساتھ چمٹ لے' گویا کعبہ شریف مظہر جاں اور نمائندہ جاناں ہے' جو حضرت الوہیت اور بارگاہ ربوبیت کے جلووں کو سمیٹے کھڑا ہے' اور اس لئے کھڑا ہے' کہ اہل عشق زمینی ہیں' عرشی محبوب کے جلووں کی تاب نہیں لاسکتے' اس لئے انہیں یہ نقیب و نمائندہ دے دیا ہے' تاکہ دلوں کو تسکین دے سکیں۔

اے عاشق ناتواں! خوش ہو کہ اس قدر دان نے تیرے جذبات کی تسکین کا سامان کر دیا ہے' ورنہ تو کیا اور تیری بساط کیا؟ تو کہاں اور اس کا عرش علا کہاں؟ کیسے اس تک پہنچتا اور کیسے اپنے جذبات کا اظہار کرتا؟

اب تیرے لئے راستہ کھلا ہے' جس طرح چاہے' اپنی بے قراری کا اظہار کر' دیوار کعبہ کے ساتھ لپٹ کے آنسو بہا' حجر اسود کو چوم' یا دور بیٹھ کر کعبہ کی محبوبیت کا نظارہ کر' تیرے لئے تمام مواقع میسر ہیں' اے بیت اللہ کے زائر! یاد رکھ' بیت اللہ عرش الٰہی کی سیدھ میں ہے' اس کے بالکل اوپر عرش الٰہی ہے' بندے کا حق بنتا ہے کہ طواف عرش کرے' مگر بندہ ناتواں کی وہاں تک رسائی کہاں؟' اس لئے طواف کعبہ کے وقت یہ تصور کر' کہ تو طواف عرش کر رہا ہے عرش کو دیکھ رہا ہے دست قدرت کو چوم رہا ہے اور دامن رحمت سے لپٹ رہا ہے' یہی حقیقت کعبہ و ملتزم اور حجر اسود ہے' یہ تصورات ذہن میں جاگزیں ہوں تو چومنے' لپٹنے اور دیکھنے کا مزہ کئی گناہ بڑھ جائے گا اور تو تصورات کی دنیا میں کہیں سے کہیں پہنچ جائے گا۔

اے طواف کرنے والے! اس حقیقت کو بھی سامنے رکھ کہ عرش کا طواف کرنے کے لیے ایک قدسی صفات مخلوق پہلے سے موجود ہے تو اس تصور

Marfat.com

کے ساتھ کعبے کا طواف کر گویا عرش کا طواف کر رہا ہے' تجھے فرشتوں کے ساتھ مشابہت حاصل ہو جائے گی اور:

من تشبہ بقوم فھو منھم۔

"جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں سے ہوتا ہے"

اس طرح تجھے عرش کا طواف کرنے والے فرشتوں کی طرح ملکوتی اور پاک صاف ہونے کا اعزاز حاصل ہو جائے گا۔

مقام ابراہیم

مقام ابراہیم' جناب خلیل اللہ علیہ السلام کے پائے مبارک کا نقش حسین ہے' جو ان کے حسن عمل کی محسوس یادگار ہے جسے قدرت نے دوام بخشا ہے اور قرآن پاک میں اس کی تعریف کی ہے' اور قدرت کی نشانی سے تعبیر کیا ہے' اور لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہاں نماز ادا کریں' اور اسے "مصلی" بنائیں' یہ اس کے احترام و عظمت کو قائم رکھنے کا منظم اہتمام ہے گویا قدرت کو یہ منظور ہے کہ اس کی تعظیم لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے' اور وہ اسے احترام و محبت سے دیکھیں۔

اے مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے والے! اس جگہ یہ تصور کر کہ جو اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کیلئے عمل کرتا ہے' اللہ تعالی اسے پذیرائی بخشتا ہے' اور زندہ جاوید تاریخی یادگار بنا دیتا ہے تاکہ آنے والے نہ صرف اسے یاد رکھیں بلکہ تقلید بھی کریں تاکہ ان کے عملی کارنامے' اور نقوش کو بھی قبولیت نصیب ہو تو بھی اپنی نیت کو ٹھیک کر' اور حج کے تمام افعال صرف اللہ کی رضا کیلئے انجام دے اور دیگر مقاصد و تصورات کو ذہن سے نکال دے' تاکہ حج کا یہ عمل خاص اللہ کیلئے ہو جائے' اگر ہو سکے تو کسی کو تکلیف

Marfat.com

دیئے بغیر اور آداب کعبہ شریف کو ملحوظ رکھتے ہوئے' تو یہاں دو نفل اس طرح ادا کر' کہ مقام ابراھیم بالکل سامنے ہو' اور تصور یہ کر کہ جناب ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہے اور وہ تیرے امام ہیں اس طرح تجھے یہ اعزاز حاصل ہو جائے گا گویا تو نے جناب ابراھیم علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کی ہے' یہ وہ منفرد اعزاز ہے جو صرف مقام ابراھیم پر ہی حاصل ہو سکتا ہے اگر ممکن ہو سکے تو اسے حاصل کر لیکن اگر بھیڑ کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو' تو "مطاف" یا "مسجد" کے کسی بھی حصے میں دو نفل ادا کر لے تیرے دو نفل ادا ہو جائیں گے' جو طواف کے بعد واجب ہوتے ہیں۔

چشمہ زمزم پہ سوچ کے زاویئے

اے چشمہ زمزم پر پیاس بجھانے اور نفاق مٹانے کیلئے آنے والے حاجی! جب تو زمزم پر آئے تو چشم تصور کو کئی صدیاں پیچھے لے جا' جب یہ جگہ ایک بیابان اور بے آب و گیاہ سنسان سرزمین تھی اور سنگلاخ چٹانوں میں گھری ہوئی تھی یہاں کسی ذی روح کا وجود نہیں تھا' زندگی نایاب تھی مگر خلیل اللہ علیہ السلام اس غیر آباد ویرانے میں صرف اللہ کے بھروسے پر لخت جگر اور اس کی والدہ ہاجرہ کو یہاں چھوڑ گئے کوئی ان کا نگہبان اور رکھوالا نہ تھا' مگر ان کا ذات باری تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق تھا' وہ ہر حال میں اسی پر اعتماد و توکل کرنے والے لوگ تھے' لہٰذا اللہ پاک نے ان کی اس لق و دق صحرا میں بھی بھرپور امداد' حفاظت اور نگہبانی فرمائی' اور ان کی ضروریات آنکھ جھپکنے میں پوری فرما دیں۔ جناب اسماعیل کی ایڑیاں زمین پر لگیں اور چشمہ زمزم بحر قلزم کی طرح جوش زن ہو گیا۔

یہ جو شان توکل اور ربط خاص ہے تو بھی حاصل کرنے کی کوشش کر' اور

Marfat.com

دل کو اسی طرح اعتماد اور بھروسہ کرنے کا عادی بنا' پردہ غیب سے تیرے لئے بھی اسی طرح ضروریات زندگی مہیا ہوں گی' اور تجھے بے قرار و ہراساں نہیں ہونا پڑے گا' ضرورت صرف اتنی ہے کہ توکل پختہ ہو اور بھروسہ کامل ہو' اور رابطہ قوی ہو' قلبی تعلق اور روحانی وابستگی کی یہ نعمت عظمی حاصل ہو جائے تو تیری کوئی مراد تشنہ تکمیل نہیں رہے گی' تمام شکوے دور ہو جائیں گے شکایات اور ناتمام حسرتوں کا وجود مٹ جائے گا' تو جو چاہے گا وہی کچھ ہو گا' کیونکہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ و من یتو کل علی اللّٰہ فھو حسبہ

(الطلاق)

"اور جو اللہ پر بھروسہ کرلیتا ہے اللہ اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔"

صفا مروہ کی سعی کی حقیقت

صفا و مروہ کی سعی' چار سو پانچ میٹر کی ایک مقدس سیر (walk) اور تیز تیز چہل قدمی ہے جس میں ایک خاص حصے کی دوڑ بھی شامل ہے یہاں چھوٹے بڑے' بوڑھے جوان' امیر غریب' عوام حکمران' پیر مرید' عالم اور جاہل سب دوڑتے اور چلتے ہیں۔ بڑے بڑے وضعدار' سنجیدہ مزاج' باوقار' بردبار اور نستعلیق قسم کے لوگ بھی بڑی رغبت اور چاہت کے ساتھ اس میں شریک ہوتے ہیں اور کسی جھجک کے بغیر اس میں حصہ لیتے ہیں' کوئی بزرگی' علمیت' وضعداری اور سماجی حیثیت آڑے نہیں آتی' اس پاکیزہ اور ملکوتی ماحول میں آکر سبھی ایک ہی رنگ میں رنگے جاتے ہیں اور سب کچھ نظرانداز کرکے دیوانہ وار چکر لگاتے ہیں۔

اے سعی کی سعادت حاصل کرنے والے سعید انسان! تو بھی انسانوں کے اس ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں داخل ہو جا اور اس کی ایک لہر بن جا' اور

Marfat.com

اپنی فانی ذات کے قطرے کو اس میں مدغم کر دے' تو بھی باقی بن جائے گا' دوڑ لگاتے ہوئے یہ تصور کر کہ تو ایک عاشق و دیوانہ ہے' جو اپنے محبوب کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے بے قرار ہے' اور اس کی گلی کے دیوانہ وار چکر لگا رہا ہے۔

صفا و مروہ کے درمیان چلتے ہوئے ایسے مقامات بھی آتے ہیں جہاں سے کعبہ شریف کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ وہ سیاہ لباس میں ملبوس عجیب نظارہ دے رہا ہوتا ہے اس نظارے کے انوار کو نگاہوں میں سمیٹ اور دل کے ویرانے مین جاگزیں کر' اس نظارے کیلئے بے تابی کا اظہار کر' اور جب وہ نظر آئے تو اسے شوق بھری نظروں سے دیکھ جیسے ایک محبوب دلربا کو دیکھا جاتا ہے اور اس کے حسن دل افروز کے جلووں کو دل و نگاہ میں سمیٹا جاتا ہے۔

اے دوڑ لگانے والے گدائے بے نوا! تو اس وقت فقیروں کے روپ میں ہے اس لئے یہ تصور بھی کر کہ تو ایک سائل اور گدائے بے نوا ہے جو سب سے بڑے داتا اور کریم کے گلی کوچے میں گداؤں کی طرح پھر رہا ہے اور فقیروں کی طرح چکر لگا رہا ہے تاکہ سخی کو رحم آجائے اور وہ دل کے کشکول میں خیرات نور و رحمت ڈال دے' اور دنیا و آخرت سنوار دے' اپنے دل میں یہ بات اچھی طرح بٹھا لے' کہ اس سے بڑا کوئی کریم اور اس جیسا کوئی سخی نہیں' اس لئے محروم لوٹنے اور نامراد رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ اتنا دے گا اور بے حساب دے گا کہ دامن مراد تنگ ہو جائے گا' اس لئے اس اعتماد و یقین کے ساتھ مانگ کہ ضرور ملے گا' اور تو جھولیاں بھر کر جائے گا' ایسے سخی دوارے پہ آکر یہ تصور کرنا کہ نہیں ملے گا' یا شک کرنا کہ پتہ نہیں ملے گا یا نہیں' دونوں گناہ ہیں' شکوک و شبہات کو دامن سے جھٹک دے' اور پورے وثوق سے مانگ' سب مرادیں پوری ہو جائیں گی۔

Marfat.com

منیٰ کے جلوے

اے آرزوؤں کے پتلے' فانی انسان! تو پانی کا بلبلہ اور ایک قطرہ آب ہے' گذرنے والی اس ناپائیدار اور فانی عمر کا کوئی پتہ نہیں' کہ کہاں ساتھ چھوڑ دے' اور کہاں دم توڑ دے' مگر تعجب ہے کہ تجھے کوئی پراوہ نہیں' تیری آرزوئیں جوان اور تمنائیں بے حساب ہیں' جن کو گننا بھی ممکن نہیں' تجھے اپنی مستعار زندگی کے ایک پل کی خبر نہیں' مگر تو نے نادانی اور اپنی غفلت کی وجہ سے سو برس کا سامان اکٹھا کیا ہوا ہے۔

یاد رکھو" منیٰ" آرزووں اور تمناؤوں کو کہتے ہیں' اور (میدان منیٰ) فانی آرزوؤں کے خیالی اور بے معنیٰ محلات مسمار کرنے کی جگہ ہے' ان کے درو دیوار پاش پاش کر دے' اور اینٹ روڑے دل سے نکال کر باہر پھینک دے' یاد رکھ! بے معنیٰ آرزوئیں تیری شان کے لائق نہیں' خیالی پلاؤ پکانا' شیخ چلیوں کا کام ہے تو تو طائر لاہوتی ہے اور سیاح لامکان کا غلام ہے قدرت کا شاہکار اور عظیم انسان ہونے کے ناطے تیرا کام تصورات کے محلات تعمیر کرنا نہیں' بلکہ من کو پاک کرنا ہے اور دار القرار کو آباد کرنا ہے جسے جنت کہتے ہیں جو جلوہ گاہ یار ہے اور انوار کے نظارے سمیٹنے کی جگہ ہے آرزو اس کی ہونی چاہئے' جہاں محبوب ملے' اس کی نہیں' جو محبوب دلربا سے دور کر دے۔

اے منیٰ میں اقامت اختیار کرنے والے عارضی مسافر! یاد رکھ' یہاں تیرا قیام بے معنیٰ نہیں ہے' اس کے پیچھے باقاعدہ ایک حکمت اور منصوبہ بندی کار فرما ہے' تو اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہے کہ محبوب کے درخشاں جلووں کی تاب لانے کی ہر دیوانے میں استعداد نہیں ہوتی' اسے حصول استعداد کیلئے تیار کیا جاتا ہے' اور تربیت دے کر صلاحیت عطا کی جاتی ہے' تو نے دیکھا جناب موسیٰ علیہ السلام نے "آرزوئے دیدار" کی تھی تو انہیں

Marfat.com

حکم دیا گیا' اپنی قوم سے الگ تھلگ ہو کر کوہ طور پر آجائیں اور چالیس راتیں یہاں گزاریں' اہل دل کو منیٰ شریف میں ٹھہرنے اور یہاں پانچ نمازیں مکمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ ان میں حسن یار کے انوار سمیٹنے کی استعداد پیدا ہو جائے' لہٰذا تو اس تصور سے یہاں ٹھہر کہ روحانی تربیت حاصل کر رہا ہے اور قلب و روح کو اس قابل بنا رہا ہے کہ وہ جلوہ یار کو دیکھنے کی صلاحیت حاصل کر لے۔

عرفات کی برکات

عرفات وہ جگہ ہے جہاں زمان و مکان اور شخصیات کی برکات یکجا ہو جاتی ہیں۔

(ا)۔ یہاں اس موقعہ پر انبیاء و اولیاء اور ابدال و اوتاد آتے ہیں' جناب الیاس علیہ السلام اور جناب خضر علیہ السلام لازمی طور پر تشریف لاتے ہیں اس لئے ان کی موجودگی' عبادت' اور دعاؤں کے انوار بھی فضاؤں میں شامل ہو جاتے ہیں اور ماحول کو پر کیف و بابرکت اور نورانی بنا دیتے ہیں اور عوام کی تمناؤں اور دعاؤں کی قبولیت کا سامان بھی کر دیتے ہیں۔

(۲)۔ عرفات میں جناب آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی جدائی کے بعد پہلی ملاقات ہوئی تھی اس لئے تاریخ انسانی میں اس جگہ کو ان دونوں عظیم شخصیات کے حوالے سے خاص اہمیت حاصل ہے' یہ سرزمین دروازۂ حرم بھی ہے جس کے آداب ملحوظ رکھنے اور یہاں کی تعظیم بجالانے کا خصوصی حکم ہے۔

(۳)۔ یہ حج کا دن ہے جس دن لوگ یہاں میدان عرفات میں لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں' اس دن کی اپنی خاص فضیلت و اہمیت ہے گویا نو ذی الحجہ کو میدان عرفات میں زمانی' مکانی اور انسانی شخصیات کی برکات اور

Marfat.com

فضیلتیں جمع ہو جاتی ہیں' جہاں اتنے فضائل و برکات جمع ہو جائیں وہاں رحمت کی گھٹائیں کس طرح ٹوٹ کر برستی ہوں گی' اس کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

یہاں دعائیں لازمی طور پر قبول ہوتی ہیں' اس لئے حکم ہے کہ یہاں انسان اپنی بخشش اور دعاؤں کی قبولیت میں شک نہ کرے' انسان کے گناہ گار ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ عرفات میں دن گزارے اور پھر بھی یہ تصور کرے کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی یہ رحمت کی فراوانی کی زبردست توہین ہے۔ عام دریا بلکہ چھوٹی سی نہر کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ نہانے والے کو پاک کر دیتی ہے۔ پھر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریائے رحمت اور نور کے سمندر کے بارے میں یہ تصور کرنا کہ اس میں غوطہ لگا کر بھی انسان ناپاک رہا ہے ایک ناقابل معافی جرم ہے۔

یہاں سے جب انسان نکلتا ہے تو گناہوں کے انبار یہیں چھوڑ جاتا ہے' ایک شخص کی تھیلی میدان عرفات میں رہ گئی اس میں خاصی رقم تھی' مزدلفہ آکر اسے یاد آیا کہ وہ اپنی تھیلی عرفات میں بھول آیا ہے وہ اسے لینے کیلئے واپس آیا مگر یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ وہ میدان عرفات' جہاں اس نے سارا دن گزارا تھا' اور وہ لاکھوں انسانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا' اب وہاں بھیڑیئے' ریچھ اور دوسرے خوفناک درندے اور بدصورت جانور دندناتے پھر رہے ہیں' کوئی حصہ بھی ان سے خالی نہیں وہ یہ بھیانک اور ڈراؤنا منظر دیکھ کر کانپ گیا اور فوراً مزدلفہ آکر اپنے مرشد کے سامنے سارا حال بیان کیا' اس پر دہشت' حیرت اور سراسیمگی کی ملی جلی کیفیت طاری تھی۔

مرشد مسکرائے' اور معنی خیز نظروں سے اسے دیکھ کر انکشاف کیا کہ جو کچھ تو نے دیکھا وہ برحق ہے وہ جانور درندے اور حشرات الارض نہیں' بلکہ

Marfat.com

حاجیوں کے گناہ ہیں جنہیں وہ میدان عرفات ہی میں چھوڑ آئے ہیں اور پاک ہو کر وہاں سے نکلے ہیں۔

اے عرفات میں قیام کرنے والے' خوش قسمت انسان! تو بھی اس حقیقت سے آگاہ رہ' کہ میدان عرفات میں نو تاریخ کو موجود ہونا کوئی معمولی اعزاز نہیں ہے بلکہ سعادت و نیک بختی کی معراج ہے' قسمت والوں کو یہ مقام' یہ زمانہ اور یہ سنگت نصیب ہوتی ہے اس وقت اس جگہ اولیاء کی موجودگی اور معیت میں' تیری قسمت کا ستارہ اوج اور عروج پر ہوتا ہے۔ ان کی دعا کے ساتھ تیری بات بھی سنی جاتی ہے اور قبولیت کے دروازے تک پہنچ جاتی ہے' گناہ بھی دھل جاتے ہیں' اور مسافر راہ حق اس طرح پاک ہو جاتا ہے' گویا ابھی پیدا ہوا ہے۔

مزدلفہ کا وقوف

میدان عرفات انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے' اور میدان مزدلفہ کی یہ خاصیت ہے کہ وہ جنت سے قریب کر دیتا ہے۔

وازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید O

(سورہ' ق)

"اور جنت تقوی شعار لوگوں کے قریب کر دی گئی' جو ان سے بعید نہیں ہے"

اے مزدلفہ کی جنت نظیر وادی میں قدم رکھنے والے! یہاں پہنچ کر یقین کر کہ تو واقعی جنت میں پہنچ گیا ہے' جس مالک نے اس پاکیزہ اور بابرکت جگہ پر آنے کی توفیق دی' اور یہاں ٹھہرنے کی سعادت بخشی' وہ بہشت بریں میں بھی داخلہ عطا کریگا' یہاں آنے کی توفیق مل جانا ہی اس بات کی علامت اور دلیل ہے کہ تو نیک بخت ہے اور جنت میں داخلہ کی سعادت سے ضرور بہرہ

Marfat.com

یاب ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جمرات کی رمی

تینوں جمرات پر جناب ابراھیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکر مارے تھے اور اسے وساوس کے لاؤ لشکر سمیت شکست فاش دی تھی' وہ خائب و خاسر اور نامراد ہو کر بھاگا تھا' اور جناب خلیل کو اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسانے میں ناکام رہا تھا۔

جناب خلیل کی یاد میں اسے پتھر مارنے کا یہ عمل ابھی تک جاری ہے' اور اسے زندہ جاوید بنانے اور جاری رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جناب خلیل کی اقتداء و پیروی میں ان کا ہر نام لیوا' اور اس جگہ آنے والا' انہی کی طرح شیطان کو شکست دے اور ابلیسی اثرات سے خود کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے جو وساوس کے جراثیم کے ذریعے اس کے دل و دماغ اور جسم میں داخل ہوتے ہیں اور اسے راہ حق سے ہٹاتے اور تباہ و برباد کرتے ہیں۔

جب تک انسان ان جراثیم سے آگاہ نہ ہو ان سے بچ نہیں سکتا۔ وہ مہلک اور خوفناک جراثیم یہ ہیں۔

حسد' کینہ' بغض و نفرت' غرور و تکبر' حرص و طمع' ہوا وہوس' عناد و تعصب' بیجا فخر و ناز' دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھنے کی عادت اور اسی جیسے دیگر باطنی امراض جو انسان کے دل و دماغ میں کمین گاہیں بنا کر رہتے ہیں اور شیطان کی نگرانی و تربیت میں پلتے رہتے ہیں ان میں سے ہر مرض اپنی جگہ مکمل شیطان ہوتا ہے جو انسان کو بھٹکاتا رہتا ہے۔

جمرات کو رمی کرتے وقت یہ تصور کر' کہ تو من میں چھپے ہوئے ان شیطانوں کو اندر سے نکال کر باہر پھینک رہا ہے اور انہیں پتھر مار کر بھگا رہا ہے' رمی اندر کے شیطان کو کی جاتی ہے' اگر وہ اندر ہی چھپا رہے اور انسان پتھر کے

Marfat.com

بنے ہوئے ستونوں کو رمی کرکے آجائے تو باطنی طور پر اس کا کوئی فائدہ نہیں وہ تو مختلف روپوں میں اندر چھپا ہوا اپنا کام کرتا ہی رہے گا اس لئے پہلے ان تمام جذبوں کو دل سے ختم کر' کسی کیلئے تیرے دل میں حسد و عناد' کدورت و نفرت اور بغض و کینہ نہ رہے۔ حرص و آز اور ہوا و ہوس سے تیرا دل پاک ہو جائے' فخر و غرور اور تعصب و تکبر کے جذبات دم توڑ دیں' پھر رمی کر' ایسی رمی شیطان پر شہاب ثاقب بن کر گرے گی اور اسے دکھ پہنچائے گی' جب تو رمی کرکے خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرے' اور کسی کیلئے اپنے دل میں میلے جذبات نہ پائے تو سمجھ لے تونے صحیح رمی کی ہے' اور دل کے مورچوں سے شیطانوں کو بھگا دیا ہے اور جو رمی کا مقصد ہے وہ پورا کر دیا ہے۔

قربانی کا راز

اے رضائے مولی کے طالب گرامی مرتبت حاجی! اب تک تونے حج کے بیشتر ارکان ادا کر لئے ہیں اور اللہ کے احکام کی تعمیل کی ہے' تونے اپنے عمل سے فرمانبردار ہونا ثابت کر دیا ہے یہ تیری عظمت' خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ اطاعت و بندگی کی ان مقدس راہوں پر چلا' اور محنت و مشقت کو خاطر میں نہ لا کر مردانہ وار آگے بڑھتا رہا' رحمت نے تیری دستگیری کی اور تمام مشکل مراحل سے گذار کر یہاں تک پہنچایا اور تیری اطاعت و عبودیت اور عبادت و بندگی کو قبولیت بخشی اور جذبہ تعمیل حکم کو سراہا' بے شک بندے کی شان کے لائق یہی ہے کہ وہ اپنے مالک کے ہر حکم کو بجا لائے اور بے چون و چرا ہر بات کی تعمیل کرے تو اب تک ہر حکم مانتا آیا ہے اور اپنا فرمانبردار ہونا ثابت کر چکا ہے۔

اب ایک حکم اور باقی ہے' جناب ابراہیم خلیل اللہ نے بیٹے کو قربانی کیلئے

Marfat.com

پیش کر دیا تھا' لیکن قدرت نے جانور بھیج دیا' تو بھی جانور ذبح کر' مگر اس وقت تو یہ سمجھ کہ تیرے اپنے گلے پر چھری پھر رہی ہے اور تو اپنی خواہشات' جذبات اور احساسات کی قربانی دے رہا ہے اور اپنی ذات کو قربان کر رہا ہے پہلے بارگاہ الوہیت میں مال پیش کیا تھا' اب خود کو بھی پیش کر رہا ہے' جانور کی قربانی اپنی ذات اور اپنے جذبوں کی قربانی دینے کا نام ہے اور حقیقتاً اس سے مقصود اپنی قربانی پیش کرنا ہے ورنہ جانور قربان کرنا کونسی بڑی بات ہے وہ تو ہر امیر غریب خرید کر پیش کر سکتا ہے۔

حلق کی حکمت

سنوارے ہوئے بال' آرائش و زیبائش اور زیب و زینت کی علامت سمجھے جاتے ہیں' باذوق لوگ ان کی بڑی قدر کرتے ہیں' اور ان کا خاص خیال رکھتے ہیں' تاکہ خراب نہ ہو جائیں یا ان کی آرائش وضع قطع اور سٹائل میں فرق نہ آجائے۔

اے حج کیلئے آنے والے اطاعت شعار بندے! اب تیرے لئے اللہ کا حکم یہ ہے کہ زیب و زینت کی اس آخری علامت کو بھی ختم کر دے اور بال منڈا لے' تاکہ فقیرانہ وضع قطع میں اور اضافہ ہو جائے' اور تو مکمل طور پر اللہ کا دیوانہ نظر آنے لگے' اور دیکھنے والے کو پہلی ہی نظر میں پتہ چل جائے کہ دیوانہ آرہا ہے' جسے اپنی پرواہ نہیں' اپنی خواہشات و مرغوبات کی پرواہ نہیں' اپنی پسندیدہ چیزوں اور من بھاتی صورتوں کی پرواہ نہیں' اگر پرواہ اور چاہت ہے تو وہ رضائے مولا کی ہے' جس کیلئے اس نے یہ درویشانہ وضع قطع اختیار کرلی ہے' اور اس کے حکم پر فقیرانہ لباس پہننے کے ساتھ سر بھی منڈا دیا ہے' اسے کوئی پرواہ نہیں کہ دیکھنے والے مذاق اڑائیں گے' اور حقیر و کمتر سمجھیں گے' وہ تمام فانی اور دنیاوی احساسات

Marfat.com

سے بے نیاز' نور و رحمت کے حصول کیلئے دل میں کشکول گدائی لئے بڑھا چلا آ رہا ہے۔

اے مرید باصفا! جب تو ان صادق احساسات اور سچے جذبوں کے ساتھ اور ارکان و مناسک کی حکمتوں کو سامنے رکھتے ہوئے' حج کرے گا تو تجھے حج کا اور مزہ آئے گا' اور تو ایک حقیقی اور بے مثل حج کر کے لوٹے گا' اور تو محسوس کرے گا' کہ اس حج نے تیرے من کی دنیا کو بدل دیا ہے' اور باطن کو انوار سے بھر دیا ہے' یہی حقیقی حج ہے' اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسا حج کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور رحمت و مغفرت سے نوازے' اور انوار نبوت سے فیض یاب ہونے کی سعادت بخشے جس کی بدولت ایسا حج نصیب ہوتا ہے۔ آمین

OOOOOOO

Marfat.com

حرم مدنی

Marfat.com

Marfat.com

حرم مدنی اور اس کا احترام

"مدینہ منورہ" حسن و نور' رحمت و برکت' اور پیار و محبت کی سرزمین ہے' جس پر رحمت کا سائبان' سایہ فگن رہتا ہے' اور آسمان سے فرشتے درودوں کے گجرے اور سلاموں جیسے پھول لیکر صبح و شام حاضری کیلئے آتے رہتے ہیں۔

خوش قسمت اور نیک بخت انسانوں کو بھی یہ سعادت ارزانی ہوتی رہتی ہے اور وہ بھی عقیدت و نیاز مندی کے گلدستے لیکر' بارگاہ نبوی میں حاضری دیتے رہتے ہیں' گویا یہ سرزمین مقدس' خاکی اور نوری دونوں قسم کی مخلوق کی محبت کی آماجگاہ اور عقیدت کا مرکز ہے' اور اپنی فضیلت و بزرگی کے باعث باقی ساری زمین پر امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

محبوب نبی ﷺ کا یہ شہر مقدس مشرقی اور مغربی طرف سے دو پتھریلے میدانوں میں گھرا ہوا ہے' جنہیں "لابتین" یا "حرتین" کہتے ہیں۔

"حرہ" سنگلاخ پتھریلی زمین کو کہتے ہیں جہاں ہر طرف سیاہ پتھر بکھرے ہوئے ہوں۔ اور کالے سنگ ریزوں نے اس جگہ کو ڈھانپا ہوا ہو' چونکہ یہ دونوں میدان اسی نوعیت کے ہیں اس لئے انہیں یہ نام دیا گیا ہے۔

جو میدان مشرق کی طرف ہے' اسے "حرہ واقم" کہتے ہیں' اور جو مغرب کی طرف ہے اسکا نام "حرہ وبرہ" ہے۔ یہ دونوں میدان تاریخی اور معجزاتی حیثیت رکھتے ہیں' اور حضور ﷺ کی صداقت کا نشان اعظم اور کمال رسالت کے اظہار کا ایک انمول حصہ ہیں' کیونکہ یہی وہ میدان ہیں جنکی

Marfat.com

نشانیاں تورات وانجیل میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ ان دو میدانوں میں گھرا ہوا نخلستانی علاقہ یعنی "مدینہ منورہ" نبی آخرالزمان ﷺ کی "ہجرت گاہ" ہوگا' وہ اپنا وطن چھوڑ کر یہاں آئینگے اور پھر اسی کو اپنا وطن بنالیں گے' اور ہمیشہ کیلئے یہیں آباد ہو جائیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ جب یہود بنی قینقاع' ان میدانوں کے قریب سے گزرے تو مفصل اور واضح نشانیاں دیکھ کر دنگ رہ گئے' عقیدت سے جبینیں جھکادیں' اور پلکوں سے اس سرزمین کو چوما' اس علاقہ کیلئے ان کے دل میں بے پناہ محبت پیدا ہو گئی' اور وہ ہمیشہ کیلئے وہیں آباد ہو گئے۔

مدینہ منورہ ان دونوں حسین و منور میدانوں میں اس طرح گھرا ہوا ہے' جیسے انگوٹھی میں قیمتی نگینہ جڑا ہوا ہو' یا سیاہ بادلوں میں چودھویں کا چاند درخشاں ہو۔ اس سارے علاقے کا تعلق' ذات نبوت کے ساتھ ہے' اس لئے یہ سارا علاقہ اور اس کا چپہ چپہ مسلمانوں کی عقیدت کا مرکز اور ان کی آنکھوں کا نور ہے۔ حضور ﷺ نے بھی اس کے ساتھ اپنے تعلق و محبت کے اظہار کیلئے اسے "حرم" کا درجہ عطا فرمایا ہے' اور حکم دیا ہے کہ ہر حال میں اس کا احترام ملحوظ رکھا جائے' ارشاد ہے:

ان ابراهيم حرم مكة و انى حرمت ما بين لابتيها' لا يقطع عضاهها و لا يصاد صيدها۔

(صحیح مسلم' ۱:۴۴۰)

"ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا' اور میں "لابتین" یعنی دو میدانوں کے درمیان جو علاقہ ہے' اسے "حرم" کا درجہ دیتا ہوں نہ تو یہاں کے درخت کاٹے جائیں' اور نہ ہی یہاں شکار کیا جائے۔"

حرم اس سرزمین کو کہتے ہیں جو اپنی بزرگی' فضیلت' خیر و برکت اور تقدس

Marfat.com

کی وجہ سے قابل تکریم ہو اور اس کا احترام ملحوظ رکھنا ضروری ہو۔
حضور ﷺ نے مدینہ منورہ اور دونوں میدانوں کے اندر کے حصوں کو حرم قرار دے کر امت کو بتا دیا کہ ہمیں ان جگہوں سے پیار ہے اس لئے امت کا فرض ہے جب وہ ان مقامات پر آئے تو ہر شے کو عقیدت و احترام سے دیکھے اور کسی چیز کو خراب یا ضائع کرنے کی جرات نہ کرے' خواہ پھول اور پتہ ہی ہو' تاکہ علاقے کا حسن برقرار رہے' اور زائر کی نیازمندی کا اظہار بھی ہو جائے۔

OOOOOOO

Marfat.com

مسجد نبوی کا اجمالی تعارف

(1) تعمیر اور رقبہ

جب مسلمان ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ پہنچے تو انہیں محسوس ہوا ایک مسجد کی اشد ضرورت ہے' جسکے بغیر گذارہ نہیں' چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے دو یتیم بچوں سے زمین کا وہ ٹکڑا خریدا' جس پر آج مسجد نبوی موجود ہے' اور تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیا۔

یہ پر شکوہ عمارات' اور بلند و بالا محلات کی طرز کی تعمیر نہ تھی' جن میں فن تعمیر کی باریکی' خوبصورت نقش و نگار' اور ظاہری آرائش و زیبائش کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور جاذب نظر بنانے کیلئے فنی کمال کی انتہاء کر دی جاتی ہے اور ہنرمندی کا دل کھول کر مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

بلکہ یہ ایک تصنع سے پاک' بناوٹ سے کوسوں دور' زیب و زینت سے بے نیاز' سادگی اور بے تکلفی کا حیرت انگیز و بے مثال نمونہ' اپنی نوعیت کی ایسی تعمیر تھی جس میں ظاہری زینت و آرائش کا نام و نشان تک نہ تھا۔ چند ستون کھڑے کر کے ان پر کھجور کی چھال کا چھپر ڈال دیا گیا بارش کے موقعہ پر جب چھت ٹپکی تو پتھریلی مٹی کا چورہ لا کر فرش پر بچھا دیا گیا۔ ابتداء میں دروازوں کی طرف بھی دھیان نہ دیا گیا مگر جب محسوس کیا کہ ان کا ہونا ضروری ہے تو سادہ انداز کے دروازے لگا دیئے گئے' اس طرح مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی۔

اس جنت نشان مسجد کی لمبائی ستر (70) ہاتھ اور چوڑائی ساٹھ (60) ہاتھ تھی۔ چھت صرف پانچ (5) ہاتھ اونچی تھی آج کے حساب سے طول ایک سو پانچ (105) فٹ اور عرض نوے فٹ تھا' اور چھت تقریبا ساڑھے سات فٹ بلند تھی۔

رفتہ رفتہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کیلئے یہ مسجد ناکافی ہو گئی اور

Marfat.com

ضرورت محسوس کی گئی کہ اس میں توسیع ضروری ہے' چنانچہ ہجرت کے ساتویں سال حضور مکرم ﷺ نے اس میں زمین کا کچھ اور رقبہ شامل فرمایا۔ اس نئی تعمیر و توسیع کے بعد مسجد کی لمبائی ایک سو پانچ فٹ اور چوڑائی بھی ایک سو پانچ فٹ ہو گئی' یعنی وہ ایک مربعہ شکل کی مسجد بن گئی' اس دفعہ چھت تھوڑی سی اونچی کر دی گئی اور وہ زمین سے دس گیارہ فٹ بلند ہو گئی۔

(2) حجرات نبوی

اس وقت صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہی کاشانہ نبوی کی زینت بنی تھیں' اس لئے مسجد کی مشرقی جانب جہاں آج کل روضہ اطہر ہے' دو حجرے تعمیر کر دیئے گئے۔ یہ دونوں حجرے آگے پیچھے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے بالکل سامنے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کیلئے بھی ایک حجرہ بنا دیا گیا۔ دیگر ازواج مطہرات کے حجرات بعد میں بنائے گئے جو مسجد کی شمالی اور مغربی جانب تھے۔ جنوبی جانب کوئی حجرہ نہ بنایا گیا کیونکہ اس طرف قبلہ تھا۔

اس طرح سادہ سی رہائش کیلئے عارضی سا انتظام ہو گیا' جسے حضور ﷺ نے آخر تک برقرار رکھا اور کوئی ایسا اہتمام نہ فرمایا جس سے ظاہری شان و شوکت ٹپکتی ہو' اگر اس طرف توجہ دلائی بھی گئی تو آپ نے سختی سے جھڑک دیا۔

(3) آٹھ عالی شان ستون

مسجد نبوی شریف چھپر نما تھی اور صرف ستونوں پر چھت ڈال کر کھڑی کی گئی تھی۔ مقدس حجرات جنہیں سرور کائنات نبی اعظم ﷺ کی رہائش گاہ

Marfat.com

ہونے کا شرف حاصل تھا' وہ بالکل مسجد کے ساتھ تھے' درمیان میں کوئی فاصلہ نہ تھا۔ آپ گھر سے نکل کر مسجد میں آجاتے تھے' یہاں تک کہ جب آپ مسجد میں معتکف ہوتے تو اپنا سر مبارک گھر کے اندر کر دیتے تھے اور حضرت عائشہ وہیں آپ کا سر مبارک دھو دیا کرتی تھیں۔

مسجد کا یہ حصہ جو گھر کے ساتھ ملا ہوا تھا مسجد کے دوسرے حصے کی نسبت زیادہ آپکے تصرف میں رہتا تھا' آپ یہیں بیٹھ کر مختلف امور انجام دیتے اور انتظامی وسیاسی معاملات نپٹاتے تھے' اسلئے مسجد کے اس حصے میں جو ستون تھے' وہ مختلف کاموں کیلئے مخصوص ہو کر رہ گئے تھے چنانچہ جس ستون کے قریب آپ جو کام انجام دیتے تھے یا وہاں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا' وہ اسی نام سے مشہور ہو گیا اس قسم کے آٹھ ستون ہیں جنکے الگ الگ نام ہیں اور وہ دیگر ستونوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

(۱) ستون تہجد

یہاں حضور نبی اکرم ﷺ تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے جب باب جبریل سے مسجد نبوی میں داخل ہوں تو یہ اصحاب صفہ کے شہ نشین کے بالکل سامنے بائیں جانب ہے اور اس کے اوپر یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی ہے۔

ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک O

(۲) ستون مقام جبریل

یہ ستون روضہ اطہر کے بالکل اندر آگیا ہے' یہاں جبریل امین علیہ السلام' وحی لے کر آیا کرتے تھے اور حضور ﷺ کے ساتھ قرآن پاک کا دور بھی اسی جگہ کیا کرتے تھے۔

تین ستون ایسے ہیں جو روضہ اطہر کی بیرونی دیوار کیساتھ ہیں اور نظر آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

Marfat.com

(۳) ستون سریر

سریر، چارپائی کو کہتے ہیں، یہاں بعض اوقات موٹے بان کی ایک چارپائی بچھادی جاتی تھی اس لئے یہ اس نام سے مشہور ہو گیا، یہیں پر حضور ﷺ اعتکاف بھی فرمایا کرتے تھے۔

(۴) ستون حرس یا ستون علی

اسلام دشمن قوتوں کے حملے کا خطرہ تھا، اس لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یہاں پہرہ دیا کرتے تھے، کچھ عرصہ بعد حضور ﷺ نے انہیں اس خدمت سے سبکدوش کر دیا کیونکہ اللہ پاک نے وعدہ فرمالیا کہ وہ آپ کو دشمنوں سے بچائے گا، لہٰذا کسی پہرے کی ضرورت نہیں۔

(۵) ستون وفود

جب دینی سیاسی اور دیگر معاملات پر گفتگو کیلئے دوسرے علاقوں سے وفود آتے تو آپ اس ستون کے نیچے ان سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔

(۶) ستون توبہ ستون ابولبابہ

یہاں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تھی۔

(۷) ستون عائشہ رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ نے فرمایا تھا ایک ستون اتنی عظمت والا ہے کہ اگر لوگوں کو اسکی عظمت و فضیلت کا پتہ چل جائے تو وہ اس جگہ نفل پڑھنے کیلئے قرعہ اندازی کیا کریں۔

وہ یہی ستون تھا چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے اس کا پتہ چلا اس لئے یہ اس نام سے مشہور ہو گیا۔

Marfat.com

ستون ابو لبابہ اور ستون عائشہ دونوں مسجد نبوی کی پہلی صف یا قطار میں ہیں۔

ستون ابو لبابہ روضہ اطہر کی دیوار سے دوسرے نمبر پر اور ستون عائشہ تیسرے نمبر پر ہے۔

(۸) ستون حنانہ

یہ وہ کھجور کا تنا ہے جو حضور ﷺ کے فراق میں چیخیں مار مار کر رویا تھا' پھر آپ نے اسے سینے سے لگا کر چپ کرایا تھا یہ ستون محراب نبوی کی دائیں جانب ہے۔

نوٹ:۔ ان ستونوں کے قریب نوافل کی ادیگی اور حاضری کے آداب پر اگلے باب میں روشنی ڈالی جائے گی۔

(4) محراب و منبر

ستون حنانہ کے قریب کھڑے ہو کر' حضور ﷺ نماز پڑھایا کرتے تھے' اس وقت مسجد میں محراب بنانے کا رواج نہ تھا' اسی لئے مسجد نبوی میں کوئی محراب نہ تھی' اگلی صف میں نبی اکرم ﷺ امامت کیلئے کھڑے ہو جاتے اور باقی صحابہ کرام پچھلی صفوں میں کھڑے ہو کر آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ لیتے تھے محراب بنانے کا طریقہ بعد میں رائج ہوا' آج کل مسجد نبوی میں تین محرابیں ہیں' یہ ہم بعد میں بتائیں گے کہ یہ کس کس نے بنوائیں؟

ابتداء میں منبر بھی نہیں تھا پھر ایک ایسی چیز کی ضرورت محسوس کی گئی جس پر کھڑے ہو کر' حضور اکرم ﷺ خطبہ دیں' تاکہ جو لوگ دور بیٹھے ہوں وہ بھی آپ کا دیدار کر سکیں' اس مقصد کیلئے منبر ایک موزوں ترین چیز تھی چنانچہ ایک غلام کو حکم دیا گیا' اور اس نے ایک منبر بنا کر پیش کر دیا' جس کی تین سیڑھیاں تھیں' جب حضور ﷺ نے اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا تو

Marfat.com

حاضرین کی خوشی کی انتہاء نہ رہی' کیونکہ انہیں جلوہ حبیب صاف نظر آ رہا تھا اور وہ اسی چیز کے متمنی تھے کہ خواہ کہیں بیٹھے ہوں' مگر رخ پر نور صاف دکھائی دیتا رہے اور اس وقت ان کی یہ حسین آرزو مکمل طور پر پوری ہو رہی تھی۔

(5) ریاض الجنہ

حضور نبی کریم ﷺ کا اکثر و بیشتر وقت مسجد نبوی ہی میں گذرتا تھا' جہاں عوام و خواص کی آمد و رفت کی وجہ سے ہر دم چہل پہل رہتی تھی' یا پھر گھر میں تشریف لے جاتے تھے جو ساتھ ہی تھا اور جب نماز کا وقت ہوتا تو پھر تشریف لے آتے تھے اور محراب کی جگہ کھڑے ہو کر امامت کراتے تھے' جس کے قریب ہی منبر شریف تھا اس طرح گھر سے منبر شریف تک آپ کو کثرت سے آنا جانا پڑتا تھا یہ آنا جانا کسی عام شخص کا نہیں بلکہ نبی کا آنا جانا تھا اس لئے اس آمد و رفت نے اس جگہ کو ایک خصوصی فضیلت اور رشک فردوس خوبی عطا کردی' جس کا اعلان و اظہار' آپ نے ایک مرتبہ اس طرح فرمایا؟ اے لوگو! غور سے سنو!

ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة۔

(صحیح بخاری' ۲: ۹۷۵)

"میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے' وہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔"

یہی ارشاد ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

ما بین قبری و منبری روضة من ریاض الجنة

(فتح الباری' ۴: ۱۰۰)

"میری قبر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کا باغ ہے۔"

مسجد نبوی کا یہ ٹکڑا جنت کا باغ کیسے ہے؟ اہل علم نے اپنے اپنے خیال اور

Marfat.com

نقطہ نظر کے مطابق اس کی خاصی وضاحت کی ہے مگر ایک بندہ مومن کو اس وضاحت کی چنداں ضرورت ہے' اس کے ذوق یقین کی تسکین اور تسلی کیلئے یہی کافی ہے کہ یہ فرمودہ نبوت ہے' اس کے نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ یہ جنت ہے' کیسے ہے؟ اس سے اسے کوئی سروکار نہیں۔

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ

(6) صفہ یا طلباء کا مدرسہ

ہر دین' تحریک اور انقلابی معاشرے کو ایسے افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو دین سیکھیں اور پھر اس کی تعلیمات و مقاصد سے دوسروں کو بھی آگاہ کریں' اور آداب و قوانین سکھائیں' اس وقت تحریک اسلامی کو بھی ایسے پڑھے لکھے افراد کی ضرورت تھی' چنانچہ حضور ﷺ نے اس مقصد کیلئے کچھ افراد منتخب کیے اور انہیں دین کی تعلیم دینا شروع کی۔ چونکہ یہ لوگ غریب و نادار ہونے کے باوجود منتخب روزگار تھے اور ایک اعلیٰ مقصد کیلئے تیار کئے جا رہے تھے اس لئے حضور کریم ان پر بے حد نظر کرم فرماتے بڑی شفقت سے پڑھاتے اور خصوصی لطف و عطا سے نوازتے تھے اس تعمیر کے موقعہ پر بھی آپ نے انہیں نظر انداز نہ کیا اور مسجد نبوی کے ایک کونے میں ان کیلئے چالیس فٹ لمبا' چالیس فٹ چوڑا اور دو فٹ اونچا چبوترہ بنوا دیا تاکہ وہ اس جگہ بیٹھ سکیں اور انہیں نوع امتیاز حاصل ہو جائے جب وہ وہاں بیٹھے پڑھ رہے ہوں تو آنے والوں کو پہلی ہی نظر میں پتہ چل جائے کہ یہ دارالعلوم نبوی کے خوش قسمت طلباء ہیں جو حصول علم کیلئے یہاں زیر تعلیم ہیں اور علمی و روحانی تربیت پا رہے ہیں۔

ان طلباء کی تعداد تقریباً ستر تھی اور مختلف اوقات میں کم و بیش ہوتی رہتی تھی حضرت ابو ہریرہ' عبداللہ بن عمر' ابن مسعود' صہیب رومی اور سلمان

Marfat.com

فارسی جیسے نادر روزگار اور علم و عمل کے آفتاب و ماہتاب اسی دارالعلوم کے فارغ التحصیل علماء تھے جن کے فیوض و برکات نے ایک عالم کو منور کیا اور بعد والوں کیلئے ایک درخشاں راستہ چھوڑا۔ رضی اللہ عنہم

OOOOOOOO

Marfat.com

مسجد نبوی کی عہد بعہد توسیع

(۱) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسجد نبوی کی مزید توسیع اور تعمیر و مرمت کی ضرورت محسوس کی گئی چنانچہ آپ نے جنوب یعنی قبلہ شریف کی جانب پندرہ (15) مغربی جانب تیس (30) اور شمالی جانب ایک سو پانچ فٹ (105) کا اضافہ فرمایا۔

(۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسے مزید وسعت دی اور جنوب یعنی قبلہ شریف کی جانب پندہ (15) مغربی جانب بھی پندرہ (15) اور شمالی جانب تیس (30) فٹ کا اضافہ فرمایا۔

ان دو تعمیرات یعنی فاروقی اور عثمانی دور کی توسیع نے لوگوں کے لئے خاصی سہولت اور گنجائش پیدا کر دی اور ان کی وقتی ضرورت پوری ہو گئی' پھر ان دو عظیم المرتبت خلفاء ہی کی تقلید میں بعض شاہان وقت نے بھی اپنے اپنے دور میں مسجد نبوی کی توسیع کی سعادت حاصل کی اور اسے پہلے کے مقابلے میں کافی کھلا کیا۔ ان شاہان و سلاطین کے نام یہ ہیں۔

ولید بن عبد الملک نے 2369 مربع میٹر کا اضافہ کیا۔

خلیفہ مہدی عباسی نے 2450 مربع میٹر کا اضافہ کیا۔

سلطان اشرف قائت بائی نے 0120 مربع میٹر کا اضافہ کیا۔

سلطان عبد المجید عثمانی نے 1293 مربع میٹر کا اضافہ کیا۔

اس طرح مسجد نبوی شریف کا کل رقبہ 10302 مربع میٹر ہو گیا۔

OOOOOOO

Marfat.com

عہد جدید کی عظیم الشان توسیع

سعودی حکومت نے اب جو توسیع کی ہے وہ اتنی ہمہ جہت ' حیرت انگیز ' کثیر المقاصد ' وسیع و عریض ہے کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی یہ ہنر مندی ' عقیدت و محبت ' احساس ضرورت کی تکمیل ' جذبہ خدمت حجاج ' اور ذوق و شوق کا حسین و جمیل اور جیتا جاگتا شاہکار ہے جسے دیکھ کر انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے اور بلند و بالا خوشنما عالیشان عمارت ' در و دیوار ' شفاف حسین و جمیل خوبصورت نقوش اور فنی مہارت کے نایاب اور دلاویز نمونے دیکھ کر یوں محسوس کرتا ہے جیسے کسی نے الماس ہشت پہلو یا رنگین یاقوت تراش کر ایک نقش حسین زمین پہ کھڑا کر دیا ہے ' مرمریں فرش سے لے کر منقش چھت تک وہ جس طرف نگاہ اٹھاتا ہے ہر چیز دل کو کھینچتی ہے اور زبان حال سے کہتی ہے۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

حسن و نور میں نہائے ہوئے اس ملکوتی ماحول میں پہنچ کر زائر کے دل و دماغ پر حیرت و استعجاب کا عالم طاری ہو جاتا ہے اس کی سوچ کے زاویے پھیل جاتے ہیں اور سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اس معجزہ فن کو کیا نام دے اور کس حسین لقب سے تعبیر کرے فضا پر چھائے ہوئے تقدس ' ہر طرف پھیلے ہوئے نور و نکہت ' محسوس و مبصر رعنائی و زیبائی ' اور مظہر جمال شکوہ و جلال میں اس حد تک کھو جاتا ہے کہ غم جاناں ' غم دوراں بلکہ سب غم بھول جاتا ہے اور اس عالم بے خودی اور حالت وجد و کیف میں بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔

سبحان اللّٰہ ' ماشاء اللّٰہ
تبارك اللّٰہ احسن الخالقين

Marfat.com

اور بے پایاں خوشی میں جھوم کر اس تصور سے کہ وہ اس کے آقا و مولی اور محبوب نبی کریم ﷺ کی مسجد ہے بے ساختہ درود پڑھنے لگتا ہے۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله

الصلوة والسلام عليك وعلى آلك واصحابك يا رحمة للعالمين۔

یہاں جو کچھ ہے جس عالم میں ہے سب بے مثال ہے' رنگ بہار گلشن دیکھے بغیر اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

اس عالی شان تاریخی توسیع کے بعد مسجد نبوی شریف کا کل رقبہ اٹھانویں ہزار پانچ سو (98500) یعنی تقریبا ایک لاکھ مربع میٹر ہو گیا ہے جس میں چھ سات لاکھ انسان باسانی نماز پڑھ سکتے ہیں اور حج کے ایام میں تقریبا دس لاکھ افراد اس میں سما جاتے ہیں۔ فللّٰہ الحمد

نوٹ: اپنے نبی کے ساتھ مسلمانوں کی محبت کا ایک خوشگوار اور ایمان افروز پہلو یہ ہے کہ اتنی تعمیرات اور اپنے اپنے دور کی الگ الگ توسیع کے باوجود' انہوں نے قدیم اور اصل مسجد نبوی کی حدود' امتیازات' خصوصیات' مقامات اور نشانات کو ختم نہیں ہونے دیا بلکہ ہر اعتبار سے برقرار رکھا' اور جتنی زیادات کی ہیں سب کو واضح علامات کے ذریعہ نمایاں کر دیا ہے چنانچہ آج بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اصل مسجد کی حد کہاں تک تھی؟ اور کہاں سے کہاں تک کس نے اضافہ کیا ہے؟

جدید عالی شان توسیع میں بھی ان علامات کو بہت واضح کر دیا گیا ہے اگر کسی شخص کو مقدس مقامات کی تاریخی حیثیت جاننے کی خواہش ہو تو وہ باسانی ان علامات کے ذریعے ہر مقام اور چیز کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر سکتا ہے ان کی قدرے تفصیل یہ ہے۔

Marfat.com

(ا) اصل مسجد نبوی کی حدود

اور

چھت کی علامات

روضہ اطہر کی جنوبی سمت "مواجھہ شریف" ہے جہاں زائرین بارگاہ رسالت میں سلام عرض کرتے ہیں اگر وہاں سے باب السلام کی طرف آئیں تو دائیں جانب ایک پیتل کی سنہری دیوار نظر آتی ہے یہ اصل مسجد نبوی اور زیادات عمر و عثمان کو ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ اگر انسان محراب والی جانب چلا جائے' جہاں منبر نبوی ہے تو وہ جگہ اس قدیم مسجد کی ہے جو حضور ﷺ نے تعمیر فرمائی تھی۔

ان حدود میں جو ستون ہیں انہیں غور سے دیکھیں ان کے بالائی حصے پر یہ لکھا نظر آئے گا "هذا حد مسجد النبوی ﷺ"

یعنی یہ اصل مسجد نبوی کی حد ہے۔

اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ اصل مسجد نبوی کی چھت کتنی اونچی تھی تو بعض ستونوں کو غور سے دیکھیں آپ کو نظر آئے گا ان کے درمیان پیتل کے کڑے پڑے ہوئے ہیں اور سنہری گول دائرہ بنایا گیا ہے یہ اصل مسجد نبوی کی بلندی کی علامت ہے کہ اصل مسجد کی چھت اتنی اونچی تھی۔

اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ مسجد نبوی شریف کے کتنے حصے پر چھت تھی' تو ستونوں کو غور دیکھیں۔ بعض ستونوں پر سنہری دھاریاں نظر آئیں گی۔ یہ ستون جہاں جہاں ہیں' سمجھ لیں' ابتدا میں مسجد نبوی شریف کا اتنا حصہ چھت والا تھا۔

اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ مسجد نبوی کے کتنے حصے پر چھت نہیں تھی اور وہ

Marfat.com

مسجد کا صحن تصور کیا جاتا تھا تو اس کے لئے بعض ستونوں کو دیکھیں ان پر دھاریاں نہیں ہوں گی' یہ اس چیز کی علامت ہے کہ یہ حصہ چھت کے بغیر تھا۔

(۲)۔ منبر شریف اور ریاض الجنہ

روضہ اطہر سے تقریباً بائیس میٹر کے فاصلے پر منبر شریف رکھا ہوا ہے حضور ﷺ نے کاشانہ نبوی یا روضہ پاک سے لے کر منبر شریف تک کے اس حصے کو "ریاض الجنہ" قرار دیا ہے یہ حصہ تقریباً بائیس (22) میٹر لمبا اور پندرہ (15) میٹر چوڑا ہے۔

اس حصے کی نمایاں خصوصیت شفاف مرمریں ستون ہیں جو انتہائی دیدہ زیب خوش رنگ اور حسین و جمیل ہیں ان پر خوش رنگ سنہری دائرے اور خوبصورت عمودی لکیریں بنائی گئی ہیں' جن کے درمیان بڑے بڑے سونے کے رنگ کے پھول اور تھوڑی بلندی پر ابھرے ہوئے سنہری کنگرے ہیں' جو ستون روضہ اطہر سے باہر ہیں ان میں سے پانچ پر ان کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں' چنانچہ ایک پر "اسطوانہ سریر" دوسرے پر "اسطوانہ حرس" اور تیسرے پر "اسطوانہ وفود" لکھا ہوا ہے یہ تینوں ستون روضہ شریف کی دیوار کے اندر رچنے ہوئے ہیں اور باہر سے نظر آتے ہیں۔

ان سے تھوڑے سے فاصلے پر "اسطوانہ ابولبابہ" ہے اور اسی کی سیدھ میں "اسطوانہ عائشہ" ہے۔

یہ زیبا قامت' حسین و جمیل' منقش اور خوش رنگ ستون ریاض الجنہ کی خاص علامت ہیں جب آپ ان پرکشش اور شاندار ستونوں کو دیکھیں تو سمجھ لیں "ریاض الجنہ" میں پہنچ گئے ہیں۔

Marfat.com

اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ کہاں سے کہاں تک کا حصہ "ریاض الجنہ" ہے 'تو ستونوں کو غور سے دیکھیں 'جس ستون کا نچلا حصہ سفید ہے 'وہ ستون جہاں تک ہیں وہ سب جگہ "ریاض الجنہ" میں شامل ہے۔

ایسے اہل علم بھی ہیں جو فرماتے ہیں کہ ساری مسجد نبوی ہی "ریاض الجنہ" ہے جو اس میں آگیا وہ جنت کے باغ میں چلا گیا' ان کی دلیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ ما بین بیتی و منبری یعنی کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کا باغ ہے اور حضور کے گھر مشرقی جانب بھی تھے اور شمالی جانب بھی 'اور غربی جانب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا گھر باب الرحمہ کے قریب تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد نبوی سرکار کے مختلف گھروں میں گھری ہوئی تھی اس لئے ہر گھر سے لیکر منبر شریف تک کی جو جگہ ہے وہ جنت کا باغ ہے اس حوالے سے ساری مسجد ہی جنت کا باغ قرار پاتی ہے۔

وللناس فیما یعشقون مذاہب۔

(۳) مسجد نبوی کی تین محرابیں

مسجد نبوی کی محرابیں تین ہیں۔

جب ریاض الجنہ میں کھڑے ہو کر مغرب کی جانب چلیں تو روضہ اطہر سے تقریباً بائیس میٹر کے فاصلے پر پہلی محراب آتی ہے یہ محراب مسجد نبوی شریف کے اس حصے میں ہے جہاں حضور نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھایا کرتے تھے۔

موجودہ محراب نہایت قیمتی سنگ مرمر کے ایک ہی ٹکڑے سے بنائی گئی ہے جو سنگ سازی کا نادر و نایاب نمونہ ہے۔ اس کے دائیں جانب ایک کتبہ لگا

Marfat.com

ہوا ہے جس پر لکھا ہے

"ھذا مصلی النبی ﷺ"

"یہ نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔"

مقام نبوت کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حصے پر دیوار بنوا دی تھی جہاں حضور نبی اکرم ﷺ کا سر مبارک آتا تھا۔ اور اس مقدس جگہ کو سر مبارک کی سجدہ گاہ ہونے کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ صرف اتنی جگہ دیوار سے باہر رہنے دی' جہاں سرکار نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک آتے تھے۔ اب اگر امتی وہاں نفل پڑھے تو اس کا سر وہاں پر لگتا ہے جہاں سرکار دو عالم ﷺ کے قدم مبارک ہوتے تھے ایک امتی اور غلام نبی کیلئے یہ وہ اعزاز ہے جس کے آگے ہفت اقلیم کی دولت بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی ان کے نعلین پاک کی یہ شان ہے کہ اگر وہ امتی کو سر پر رکھنے کیلئے مل جائیں تو اسے تاج دار بنا دیتے ہیں چہ جائے کہ غلام کو وہاں سر رکھنے کا موقع مل جائے جہاں آقا کے قدم مبارک آتے تھے۔ اس سعادت پر امتی جس قدر ناز کرے اور جس قدر اللہ تعالی کا شکر بجالائے کم ہے۔

اس محراب کے پیچھے یہ عبارت کندہ ہے۔

امر بعمارۃ ھذا المحراب النبوی الشریف سلطان الملک الاشرف قائت بائی سنة ثمان و ثمانین و ثمان مائة۔

"سن ۸۸۸ ہجری میں سلطان ملک اشرف قائت بائی نے اس محراب نبوی شریف کی تعمیر کا حکم دیا۔"

دوسری محراب اس حصے میں ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے زائد کیا تھا جب باب السلام سے مسجد شریف میں آئیں تو یہ محراب دائیں طرف آتی

Marfat.com

ہے۔ جب یہ حصہ مسجد نبوی میں شامل کیا گیا تو "محراب نبوی" درمیان میں نہ رہی اس لئے ایک ایسی محراب کی ضرورت پیش آئی جو مسجد کے درمیان ہو چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے امام کے کھڑا ہونے کے لئے اسی جگہ کو مختص کیا اسے محراب عثمانی کہتے ہیں۔ تیسری محراب اس وقت بنائی گئی جب مسجد کو مزید وسعت دی گئی اور ایک ایسی محراب کی ضرورت محسوس ہوئی جو درمیان میں ہو چنانچہ سلطان سلیمان شاہ نے یہ محراب بنوائی اس کی پشت پر یہ عبارت کندہ ہے۔

انشاء هذا المحراب المبارك الملك المظفر السلطان سليمان شاه بن السلطان سليم خان بن السلطان بايزيد خان جمادى الاولى سنة ثمان وسبع مائة۔

"یہ محراب مبارک سلطان سلیمان شاہ بن سلطان سلیم خان بن سلطان بایزید خان نے جمادی الاولی سن ۸۰۷ ہجری میں بنوائی۔

"

(۴) صفہ مبارک

"صفہ" شہ نشین یا اونچی جگہ کو کہتے ہیں جب باب جبرائیل سے مسجد نبوی میں داخل ہوں تو چند قدم کے فاصلے پر روضہ اطہر کے بالکل سامنے دائیں جانب یہ صفہ آتا ہے یہ چالیس فٹ لمبا' چالیس فٹ چوڑا' اور دو فٹ اونچا ہے اس کے کناروں پر تقریبا ایک فٹ اونچا' انتہائی خوبصورت پیتل کا کٹہرا بنا ہوا ہے یہ وہ یادگار جگہ ہے جہاں دنیا اور اس کی زیب و زینت سے بے نیاز اصحاب صفہ' شب و روز اللہ کی عبادت اور حصول علم میں مصروف رہتے تھے۔ بڑی ہی بابرکت اور قابل احترام جگہ ہے جہاں عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا ہے اور وہ یہاں عبادت و تلاوت اور نماز میں مصروف رہتے ہیں۔

Marfat.com

(۵) مسجد نبوی کے تاریخی دروازے

مسجد نبوی کے بلند و بالا انتہائی دیدہ زیب اور پر شکوہ دروازے جنوبی سمت چھوڑ کر تینوں اطراف میں موجود ہیں۔ ان میں سے چند تاریخی دروازے یہ ہیں جن سے متعارف ہونا ضروری ہے۔

(۱) باب السلام:- یہ روضہ اطہر کی جنوب مغربی سمت پہلا دروازہ ہے جب انسان پہلی مرتبہ زیارت کے لئے حاضری دے تو اس دروازہ سے اندر آنا مستحب ہے۔

(۲) اس کے ساتھ ہی باب ابو بکر صدیق ہے یہ اسی جگہ ہے جہاں مسجد نبوی کے قریب جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مکان تھا یادگار کے طور پر یہاں لکھا ہوا ہے۔

هذه خوخة ابی بکر رضی اللہ عنہ

یعنی "یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی ہے۔"

(۳) باب الرحمہ: اس کے ساتھ ہی باب الرحمہ ہے مشرقی جانب کے دروازوں کے نام یہ ہیں۔

باب البقیع ' یہ دروازہ اور باب السلام آمنے سامنے ہیں اس میں داخل ہوں تو تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد "مواجھہ شریف" آجاتا ہے اور انسان بارگاہ رسالت کے عین سامنے پہنچ جاتا ہے۔ باب جبریل اور باب النساء بھی اسی جانب ہیں جب انسان ان میں داخل ہو تو سیدھا مسجد نبوی شریف میں پہنچ جاتا ہے۔

OOOOOOO

Marfat.com

مسجد نبوی کی فضیلت

حضور نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ آخری اور سب سے افضل نبی ہیں۔ جب آپ کا نور مقدس تخلیق کیا گیا اس روز سعید ہی یہ بھی طے کر دیا گیا تھا کہ آپ ساری مخلوق اور مخلوق میں جو سب سے برتر و اعلیٰ طبقہ ہے' یعنی انبیاء کرام اور رسولان عظام' آپ ان سب سے بھی افضل و اعلیٰ ہوں گے' اس لئے آپ کو سب رسولوں کے بعد زمین پر بھیجا جائے گا' آپ کی تشریف آوری کے بعد رسولوں کی بعثت اور ان کی پیدائش کا سلسلہ بند کر دیا جائے گا' اور تاج ختم نبوت آپ کے سر اقدس پر سجا کر' تخت رسالت پر بٹھا دیا جائے گا' یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ آپ سب سے افضل' بلند و برتر' اور راولیٰ اور اعلیٰ نبی ہیں۔

نبی اور رسول جب مبعوث ہوتے ہیں تو دعوت الی اللہ دیتے ہیں' لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت کا بیج بوتے ہیں' انہیں دعاء و مناجات اور ذکر و عبادت کا ذوق عطا کرتے ہیں' تاکہ وہ ذاکر و عابد بن جائیں' اور دل کی دھڑکنوں میں اللہ کی یاد بسالیں' مساجد میں آئیں' نمازیں پڑھیں اور قلب و روح کی پاکیزگی کا سامان کریں۔

اس لئے ہر نبی ایک عبادت گاہ' ھیکل' صومعہ' بیعہ یا مسجد بناتا تھا۔ چونکہ نبوت کا سلسلہ بند نہیں تھا اس لئے انبیاء کرام کے دور میں مساجد بنانے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جب حضور ﷺ تشریف لے آئے اور آپ کو آخری نبی قرار دیا گیا' تو انبیاء کرام جو مساجد بناتے تھے اس کا سلسلہ از خود بند ہو گیا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے مسجد نبوی کو آخری مسجد قرار دیا' یعنی یہ آخری مسجد ہے جو ایک نبی نے بنائی ہے' اب بعد میں نہ کوئی نبی پیدا ہو گا نہ مسجد بنائے گا' اس لئے:

Marfat.com

انی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد

(صحیح مسلم '۱: ۴۴۶)

"میں آخری نبی ہوں 'اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔"

اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرے بعد مساجد نہیں بنائی جائیں گی ' بلکہ بنائی جائیں گی 'لیکن وہ کسی نبی کی بنائی ہوئی نہیں ہوں گی 'اس حوالے سے نبی کی بنائی ہوئی یہ آخری مسجد ہے ' جس میں اس کی شان وشوکت اور مرتبہ وفضیلت کے مطابق 'ایک نماز ادا کرنا ہزار نماز سے بھی افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں 'کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صلوۃ فی مسجدی ھذا 'خیر من الف صلوۃ فی غیرہ من المساجد الا المسجد الحرام۔

(صحیح مسلم '۱: ۴۴۶)

"مسجد حرام کے علاوہ ' دیگر مساجد کی بنسبت میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا 'ہزار نماز سے بھی افضل اور بہتر ہے۔"

اور اس میں مسلسل نماز ادا کرنے کی ایک خوبی یا قدرتی تاثیر یہ ہے کہ دل مرض نفاق سے پاک ہو جاتا ہے اور اس مہلک روحانی بیماری سے انسان کو شفاء نصیب ہو جاتی ہے۔

ارشاد گرامی ہے۔

من صلی فیہ اربعین صلوۃ لا تفوتہ صلوۃ کتب لہ برائۃ من النار 'برائۃ من العذاب وبرائۃ من النفاق۔

(وفاء '۱: ۷۷)

"جس شخص نے مسجد نبوی میں چالیس نماز ادا کیں 'اور اس کی کوئی نماز بھی فوت نہ ہوئی 'اس کیلئے فیصلہ کر دیا جاتا ہے کہ وہ آگ اور عذاب سے آزاد ہے 'اور نفاق سے پاک ہے۔"

Marfat.com

توسیع کے بعد مسجد نبوی کا حکم

حضور نبی اکرم ﷺ سب کے اور سارے زمانے کے نبی ہیں' کوئی حلقہ یا زمانہ آپکے دائرہ نبوت سے خارج نہیں' خواہ اس کا تعلق دور صحابہ کرام کے ساتھ ہو جبکہ وہ علانیہ سرکار کا دیدار کرتے تھے یا قیامت تک آنے والے دور سے ہو جبکہ آپ عام نگاہوں سے مستور ہو گئے ہیں اور خاص نگاہیں اور پاک دل ہی آپ کا دیدار کر سکتے ہیں۔

آپ چونکہ سب کے نبی ہیں اس لئے آپ کا فیض بھی سب کیلئے عام ہے' کسی دور یا طبقہ کے ساتھ خاص نہیں' کم و بیش ہو سکتا ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ بعد والا زمانہ یا طبقہ اس سے بالکل محروم رہے' آپ عالمین کیلئے رحمت ہیں اور سب کو ان کی حیثیت کے مطابق نوازتے ہیں اور فیض و برکت عطا کرتے ہیں۔

صرف صحابہ کرام ہی آپ کی امت نہیں تھے جن کیلئے سرکار کی بے پایاں عنایات اور شفقتیں مختص تھیں اور وہ صبح و شام اس فیض عام سے شاد کام ہوتے رہتے تھے بلکہ بعد میں آنے والی امت کے افراد بھی اس میں برابر کے حصہ دار تھے اور ان کا بھی حق بنتا تھا کہ رحمت و نور کے اس بہتے سمندر سے اپنا حصہ اور حق حاصل کریں۔ چنانچہ سراپا رحمت نبی نے انہیں بھی محروم نہیں کیا اور شفقت و رحمت کے سمندر انڈیلتے ہوئے انہیں ایک ایسی نعمت کبری عطا فرمائی جو اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ آپ عالمگیر نبی ہیں اور کوئی دور اور طبقہ آپ کی نبوت کے دائرے سے خارج اور آپ کی رحمت کے فیض سے محروم نہیں۔

ارشاد فرمایا:

لو مد مسجدی هذا الی صنعاء لکان مسجدی۔

Marfat.com

"اگر میری یہ مسجد موضع صنعاء تک بھی پہنچ جائے تو بھی میری مسجد ہی رہے گی۔"

نور نبوت کے سبب آپ کے علم میں تھا' امت پھیلتی رہے گی اس کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا زائرین بیک وقت آیا کریں گے موجودہ مسجد نبوی میں اتنی گنجائش نہیں رہے گی کہ وہ اس میں سماسکیں' اس لئے یہ مسجد بڑھے گی اور اس میں توسیع کی جائے گی' ممکن ہے اس نئی مسجد کے بارے میں کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ اس کی وہ فضیلت واہمیت نہیں جو قدیم اور اصلی مسجد کی ہے' اس طرح ان کے ذہن میں محرومی کا احساس پیدا ہوگا' مجبوری یہ ہوگی کہ لاکھوں کی تعداد میں ہونے کے باعث کسی نماز میں بیک وقت قدیم مسجد میں کھڑا ہونا اور نماز ادا کرنا ممکن ہی نہیں ہوگا' اس لئے نبی رحمت نے پہلے ہی یہ فیصلہ فرمایا اور لوگوں کی غلط فہمی یا پریشانی دور کردی کہ نئی مسجد کو وہ حقوق حاصل ہوں گے جو قدیم مسجد کو حاصل ہیں اور انہیں اسی طرح برکات نصیب ہوں گی جس طرح قدیم مسجد میں کھڑے لوگوں کو حاصل ہوتی ہیں۔

اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر یہ بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ صنعاء تک پہنچ جانے کے باوجود وہ میری ہی مسجد متصور ہوگی آپ خاموش رہتے اور اس سلسلے میں کچھ بھی ارشاد نہ فرماتے۔ یہ ارشا فرمانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ فیض عام کرنا چاہتے تھے اور آپ کی شفقت اس چیز کی متقاضی تھی کہ رحمت کی نعمت سب کے حصے میں آئے اور جو لوگ بھی مسجد کے جس حصے میں آئیں برکات سے جھولیاں بھر کر جائیں۔

اگرچہ بعض اہل علم نے اس باب میں دوسرے خیال کا اظہار بھی کیا ہے جیسا کہ امام نووی فرماتے ہیں۔

ان هذه الفضيلة مختصة بنفس مسجده ﷺ الذى

Marfat.com

كان فى زمانه دون مازيد فيه بعده۔

"یہ فضیلت اس مسجد کے ساتھ خاص ہے' جو آپ کے زمانے میں تھی' نہ اس کی جو آپ کے بعد زائد کی گئی۔"

لیکن پہلا موقف رکھنے والے علماء نے حضور ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں اس موقف وخیال سے اختلاف کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد میں اضافہ کیا تو امام اضافہ شدہ حصے میں کھڑا ہوتا تھا' پیچھے صحابہ کرام کھڑے ہوتے تھے اور وہ کوشش نہیں کرتے تھے کہ قدیم مسجد کے حصے میں کھڑے ہوں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زائد شدہ حصے کو بھی مسجد نبوی ہی کا حصہ سمجھتے تھے۔

OOOOOOO

Marfat.com

مقدس مقامات کا اجمالی تعارف

مدینہ منورہ میں قابل زیارت مقدس مقامات کا کوئی شمار ہی نہیں۔ قدم قدم پر نور و نکہت میں لپٹی ہوئی یادگاریں موجود ہیں' چپے چپے پر معنبر و معطر ہستیاں آسودہ خواب ہیں' یہاں ہم صرف چند مقامات کا تعارف پیش کرتے ہیں' جہاں کی حاضری بہت ہی ضروری ہے اور انسان کو سعادت و برکت عطا کرتی ہے۔ ان پر حاضری کے آداب اور طور طریقے بعد میں بیان کریں گے۔

(1) جنت البقیع

جنت البقیع شریف مدینہ منورہ کا بڑا ہی مقدس اور بابرکت قبرستان ہے جہاں ایسے اکابر آرام فرما ہیں' جو امت کی آنکھوں کا تارا' سینوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سہارا ہیں' جن کا پاک نام لیتے ہوئے بھی سب کی آنکھیں عقیدت سے جھک جاتی اور تصور میں ان کے قدموں کے بوسے لیتی ہیں' ان میں سے چند اکابرین کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

امیرالمومنین ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جناب حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نظر حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہ

حضور سیدہ زاہدہ' طیبہ طاہرہ' خاتون جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں رقیہ اور زینب رضی اللہ عنہن

Marfat.com

جنت کے جوانوں کے سردار حضرت امام حسن پاک رضی اللہ عنہ
حضور نبی کریم ﷺ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا
حضرت امام مالک بن انس اور حضرت امام نافع، رضی اللہ عنہم اجمعین

یہ چند درخشاں اسماء گرامی ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امت کے کیسے کیسے آفتاب وماہتاب یہاں نور بکھیر رہے ہیں، دس ہزار کے قریب صحابہ کرام یہاں مدفون ہیں۔ دیگر اولیاء و علماء اور اکابرین امت کا کوئی شمار ہی نہیں۔ ایک روایت کے مطابق حشر کے روز ستر ہزار افراد یہاں سے اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اس قبرستان کے ساتھ بڑا انس تھا آپ اس کے مکینوں کے پاس کثرت سے تشریف لاتے تھے مقدس راتوں میں یہاں آکر ان لوگوں کو برکت دینا سرکار کا معمول مبارک تھا، حضور نبی کریم ﷺ اپنی شان کے لائق ان کو فیوض وبرکات عطا کرنے کیلئے تشریف لے جاتے تھے امت کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ ان عالی پایہ مکینوں سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کیلئے جائے، زائرین کو چاہیے وہ یہاں باربار حاضری دیں تاکہ دلوں میں ان کی محبت کا نور پیدا ہو۔

جب روضہ اطہر پر حاضری دے کر گنبد خضراء شریف کے سائے میں باہر آئیں تو یہ وسیع وعریض قبرستان بالکل سامنے نظر آتا ہے، جو چاروں طرف سے اونچی اونچی دیواروں میں گھرا ہوا ہے اس کا بڑا دروازہ اسی طرف کھلتا ہے، جس کے اوقات مقرر ہیں، خواتین کو اندر جانے کی اجازت نہیں، بڑی بڑی کھڑکیاں بنی ہوئی ہیں وہ وہیں سے مزارات کی زیارت کر سکتی ہیں، چونکہ یہاں بڑی بڑی ہستیاں مدفون ہیں اس لئے مردوں کو بھی چاہیے کہ وہ بڑے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر ہی سب کو سلام عرض کر لیں، کیونکہ اس مٹی کو پاؤں سے روندنا بھی بے ادبی ہے، کیا پتہ وہاں کس کی قبر

Marfat.com

ہو ' اور کون عالی پایہ آسودہ خواب ہو؟ اگر اندر جانے کو بہت ہی دل ہے تو جوتے اتار کر جائیں۔

(2) شہداء احد

جبل احد ' سرخ رنگ کا بڑا ہی پیارا اور پر کشش پہاڑ ہے ' جو شہر سے تقریبا پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر جانب شمال واقع ہے۔ اور مشرق سے مغرب کی طرف چھ کلو میٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے اس کی بہت سی چوٹیاں ہیں ' جس سے دیکھنے والا محسوس کرتا ہے کہ یہ بہت سے پہاڑ ہیں خالانکہ حقیقت میں وہ ایک ہی ہے اسی لئے اس کو "احد" کہتے ہیں یعنی اکیلا پہاڑ جسکے ساتھ اور کوئی سلسلہ کوہ نہیں ہے۔ اس کے گرد و پیش وادیاں یا نشیبی علاقے ہیں۔
اس پہاڑ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ' یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں ' ایک روایت میں ہے کہ

فاذا مررتم به فکلوا من شجره ولو من عضاهته۔

(الذرثمین:۱۸۱)

"جب تم اس کے قریب سے گذرو تو (یہاں سے ضرور) کچھ کھاؤ ' خواہ وہ درخت کے پتے اور کانٹے ہی ہوں۔"

سن ۳ ہجری میں اہل مکہ نے تین ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کردیا حضور نبی کریم ﷺ سات سو جانباز مجاہدوں کے ساتھ مقابلے کیلئے نکلے اور احد کے دامن میں صف آرائی کی ' میدان کے قریب ہی ایک ٹیلہ تھا ' اس پر پچاس تیر انداز بٹھا دیئے اور ان کے سردار حضرت عبداللہ بن جبیر کو تاکید کی کہ اس مورچے کو نہ چھوڑیں خواہ کچھ ہو جائے۔
مقابلہ ہوا تو دشمن مسلمانوں کی قوت کے سامنے نہ جم سکا اور سب کچھ چھوڑ کر بھاگ [illegible] نے [illegible] ان کا پیچھا کیا اور جو ملا ' تہ تیغ کردیا ' جو

Marfat.com

لوگ ٹیلے پر متعین تھے' جب انہوں نے دیکھا کہ دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا ہے تو وہ اپنے مورچے سے ہٹ گئے' اور یہ خیال کیا کہ اب یہاں ڈٹے رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دفاعی نقطہ نظر سے یہ اہم مورچہ تھا' دشمن نے جب اسے خالی دیکھا تو وہ دوسرے راستے سے پلٹا اور اچانک حملہ آور ہو گیا' مسلمان اپنی صفیں توڑ چکے تھے اس لئے اس ناگہانی حملے کی تاب نہ لا سکے اور ستر کے قریب شہید ہو گئے دیر بعد سنبھلے مگر اس وقت تک کافی نقصان ہو چکا تھا۔

حضور ﷺ کے چچا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی اسی معرکہ میں شہید ہو گئے۔ تمام شہداء کو اسی میدان میں دفن کر دیا گیا۔

ان شہداء نے اسلام کی راہ میں جس شان سے قربانی دی' اور سرفروشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا' سرکار نبی اکرم ﷺ کے دل پر اس کا گہرا اثر تھا' آپ ان لوگوں کی بے مثل قربانی کا اعتراف فرماتے رہتے تھے' جس کی ایک صورت یہ تھی کہ ہر سال ان کے مزارات پر تشریف لاتے' ان کیلئے دعائے خیر اور استغفار کرتے' اور فیوض و برکات عطا فرماتے تھے۔

اسلام کے یہ اولین جانباز اس بات کے مستحق ہیں کہ زائرین بھی اپنے نبی کریم ﷺ کی اتباع میں حاضری دیں' ان کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ پیش کریں' اور ان کا شکریہ ادا کریں کہ انہوں نے اپنے فولادی طرز عمل سے بعد میں آنے والوں کو نیا جوش و جذبہ اور رنگ ڈھنگ عطا کیا اور اسلام کیلئے ثبات و استقلال کے ساتھ فدا ہونے کی راہ دکھائی۔

Marfat.com

(3)۔ مساجد ستہ۔ چھ مسجدیں

سن ۵ ہجری میں زخم خوردہ دشمن نے اپنی عسکری قوت پھر منظم کی' اور ایک بار پھر مدینہ پر حملہ آور ہونے کیلئے تیار ہو گیا تاکہ اسلام کا جلتا دیا بجھا سکے۔ حضور ﷺ تک بھی دشمن کی تیاری کی اطلاع پہنچ گئی کہ وہ دس ہزار کے لاؤ لشکر کے ساتھ پیش قدمی کیلئے تیار ہو گیا ہے۔

حضور ﷺ نے اہل رائے اور تجربہ کار حضرات کو بلایا اور جوابی کاروائی اور دفاع کیلئے ان سے مشورہ مانگا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

ہمارے ملک میں دستور ہے اگر دشمن کی تعداد زیادہ ہو تو اپنے تحفظ کیلئے شہر کے اردگرد خندق کھود لیتے ہیں میری رائے ہے کہ مدینہ کے اردگرد خندق کھود دی جائے تاکہ دشمن باہر ہی رہے اور اہل مدینہ کو گزند نہ پہنچا سکے۔

سب نے اس رائے کو پسند کیا منظوری دیدی گئی اور خندق کھودنے کا سلسلہ شروع ہو گیا' اللہ کے شیروں نے چھ دن کی قلیل مدت میں ایک طویل وعریض خندق کھودلی اور شہر کو دشمن سے محفوظ کرلیا۔

جب دشمن اپنی قوت کے نشے میں چور شہر کے قریب پہنچا تو سر پیٹ کر رہ گیا' اس قسم کی جنگی تدبیر کا تو اسے شعور تک نہ تھا اب محاصرہ کے سوا چارہ نہ تھا اس لئے اس نے مدینہ منورہ کو گھیرے میں لے لیا۔

سلع پہاڑ کے دامن میں حضور ﷺ ایک مقام پر تشریف فرما ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے' اور خصوصی نصرت طلب کی تاکہ دشمن کا زور ٹوٹ جائے اور اس میں محاصرہ جاری رکھنے کی سکت نہ رہے آپ نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ تین دن تک مسلسل دعا کی' جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی۔

Marfat.com

آپ کو فتح مبارک ہو' عنقریب ایسی تند و تیز آندھی بھیجی جائے گی جس کی شدت کے آگے یہ لوگ نہیں ٹھہر سکیں گے ان کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور یہ بے بس ہو کر بھاگ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا' زبردست آندھی چلی خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں' کپڑوں کو آگ لگ گئی سامان بکھر گیا' سواریاں بھاگ گئیں' اس ہوش ربا طوفان میں سب کو اپنی اپنی پڑ گئی' اور وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے جہاں فتح کی بشارت ملی تھی وہاں مسجد بنا دی گئی ہے اس لئے اسے "مسجد فتح" کہتے ہیں۔

قریب ہی پانچ مساجد اور ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) مسجد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۲) مسجد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۳) مسجد حضرت علی المرتضیٰ' رضی اللہ عنہ

(۴) مسجد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

(۵) مسجد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

ممکن ہے دوران محاصرہ یہ ہستیاں وہاں قیام فرما ہوں' اس لئے انہیں یہ نام دیا گیا ہو۔ بہرحال یہ چھ مساجد ہیں جو ظاہری طور پر سادہ سے کوٹھے ہیں۔ مگر مقام مرتبہ کے لحاظ سے یہ اتنی بلند و بالا اور عالی شان ہیں کہ انسان اپنی محدود عقل کے ساتھ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا اعلیٰ ہستیوں کے ساتھ نسبت کی وجہ سے یہ انوار سے بھرپور ہیں اور رحمت و برکت اور سعادت کو سمیٹے ہوئے ہیں۔

(4) مسجد قباء شریف

جب اہل مکہ نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہاء کر دی اور ان کیلئے وہاں رہنا

Marfat.com

مشکل ہو گیا تو حضور ﷺ نے انہیں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلمانوں نے آہستہ آہستہ مدینہ منورہ پہنچنا شروع کر دیا۔

قباء' مدینہ طیبہ سے تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر ایک شاد و آباد پر رونق بستی تھی جس میں مختلف قبائل آباد تھے ان میں ایک قبیلہ بنی عمرو بن عوف تھا اسے تمام مسلمانوں کے میزبان ہونے کا شرف حاصل ہوا جو شخص بھی ہجرت کر کے آتا وہ اسے اپنے ہاں ٹھہراتے یہاں تک کہ ایک خاصی تعداد جمع ہو گئی۔

پھر حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے اور حضرت کلثوم بن ھدم رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام فرمایا آپ کی تشریف آوری پیر کے روز ہوئی یہاں پہنچ کر آپ نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی اور اس کی تعمیر کیلئے دوسرے لوگوں کے ساتھ خود بھی پتھر ڈھوئے' یہ ایک حسین و دلکش منظر تھا تمام مسلمان رضاکارانہ طور پر کام میں لگے ہوئے تھے' اس سنہری موقعہ پر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے معنی خیز اور جاندار شعروں سے ماحول کو گرما دیا۔

افلح من يعالج المساجدا
يقرء فيها قائما و قاعدا
و لا يبيت الليل عنه راقدا

"وہ شخص کامیاب ہے جو مسجد کی تعمیر و آبادی میں حصہ لیتا ہے اور اس میں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھتا رہتا ہے اور رات (غافلوں کی طرح) سو کر نہیں گزار دیتا۔"

جب حضرت عبداللہ شعر کا آخری لفظ "المساجدا" "قاعدا" اور "راقدا" پڑھتے تو اسے لمبا کرتے حضور ﷺ بھی اس کی آواز کے ساتھ آواز ملا کر اسے لمبا کرتے اس ہم آہنگی نے ماحول کو بڑا ہی پر کیف' زندگی بخش اور

Marfat.com

یادگار بنادیا اس طرح بڑے ہی خوشگوار ماحول میں یہ مسجد مکمل ہو گئی۔
یہ سب سے پہلی مسجد تھی جو قباء میں تعمیر ہوئی اس لئے حضور ﷺ کو اس سے بہت محبت تھی اور مدینہ طیبہ پہنچ کر بھی آپ اس کو نہیں بھولے اور اس میں باقاعدہ آمدورفت رکھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ:

کان النبی ﷺ یاتی مسجد قباء کل سبت ماشیا و راکبا۔

(صحیح بخاری:۱۵۵)

حضور ﷺ ہر ہفتے پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء میں تشریف لاتے تھے۔

مسجد کی اسی اعلیٰ حیثیت کی وجہ سے حضور ﷺ نے اسے ایک منفرد انعام وخصوصیت سے نوازا ہے جو صرف اسی کا حصہ ہے' راوی حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ ہیں' فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

من تطهر فی بیته ثم اتی مسجد قباء فصلی فیه صلوة کان له اجر عمرة۔

(طبرانی)

"جو گھر سے وضو کر کے مسجد قباء میں آیا' اور اس میں آکر نماز پڑھی' اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔"

(5) مسجد قبلتین (دو قبلوں والی مسجد)

حضور نبی کریم ﷺ کا ایک لقب امام القبلتین بھی ہے' پہلی کتابوں میں مندرج تھا کہ آخر الزمان نبی کریم ﷺ دونوں قبلوں کے امام ہوں گے۔ یعنی کچھ عرصہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے بھی نمازیں پڑھیں گے' پھر

Marfat.com

کعبہ شریف کو ان کا قبلہ بنا دیا جائے گا۔

جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو تقریبا سترہ ماہ تک آپ نے بیت القدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں اس عرصہ میں آپ کی یہ خواہش رہی کہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا جائے' جبریل امین سے مشورہ کیا انہوں نے عرض کی۔

حضور بارگاہ الوہیت کے محبوب و مستجاب' اور مصطفٰی و مجتبٰی نبی ہیں جو عرض کریں گے وہ قبول ہو گی اس لئے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ آپ کی یہ خواہش پوری کر دے اور کعبہ کو قبلہ بنا دے۔

مشورہ برحق اور بڑا صائب تھا' آپ نے اسے قبول کیا اور اللہ تعالٰی کے حضور دعا کی کہ وہ قبلہ تبدیل کر دے اور کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی اجازت دیدے۔

دعا کے بعد آپ کا یہ معمول بن گیا کہ بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے تاکہ دعا کے اثرات معلوم کریں' وحی کے انتظار میں رخ پر نور بار بار آسمان کی طرف اٹھانا ایک ایسی ادا تھی جو آسمان والوں کو پسند آگئی چنانچہ آپ قبیلہ بنی سلمہ کی اسی مسجد میں تشریف فرما تھے اور ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے اور تیسری رکعت میں کھڑے تھے کہ وحی نازل ہوئی

قد نری تقلب وجھك فی السماء فلنولینك قبلة ترضاھا
فول وجھك شطر المسجد الحرام ○

"آسمان کی طرف چہرہ انور اٹھا کر بار بار دیکھنے' کا حسین انداز ہم دیکھ رہے ہیں (اے حبیب رسول) ہم ضرور آپ کے پسندیدہ قبلہ کی طرف آپ کا رخ پھیر دیں گے لہٰذا (اب اجازت دیتے ہیں کہ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر لیں"

مدینہ منورہ میں کعبہ شریف جنوب کی سمت ہے اور بیت المقدس بالکل اس

Marfat.com

کے مخالف شمال کی جانب ہے چنانچہ آپ تیسری رکعت ہی میں چل کر جنوب کی جانب آگئے صحابہ کرام نے بھی اپنا رخ بدل لیا کیونکہ جانتے تھے حضور ﷺ کی شدید خواہش ہے کہ قبلہ بدل جائے' اور یقیناً نماز میں یہ حکم نازل ہو گیا ہے چنانچہ یہ ایک ایسی تاریخی نماز تھی جس کی دو رکعتیں قبلہ اول بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی گئیں اور باقی دو رکعتیں کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے پڑھی گئیں۔

پہلے اس مسجد کا نام "مسجد بنی سلمہ" تھا اس تاریخی تبدیلی اور واقعہ کے بعد اس کا نام "مسجد قبلتین" پڑ گیا ہے' جو آج تک جاری ہے یہ مسجد نبوی سے تقریباً چار کلو میٹر دور ہے۔

نوٹ: یہ مسجد نبوی' اس کے متبرک آثار' اور مقدس تاریخی مقامات و مساجد کا اجمالی تعارف تھا' اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ ان مقامات پر حاضری کیسے دی جاتی ہے اور اس کے کیا آداب ہیں' اور یہاں کونسی دعائیں پڑھی جاتی ہیں؟

○○○○○○○

Marfat.com

ہدایات و آداب

حاضری کے آداب بیان کرنے سے پہلے بارگاہ رسالت میں حاضری کی فضیلت پر روشنی ڈالتے ہیں تاکہ زائرین و حجاج کو اس حاضری کی اہمیت اور زیارت کی فضیلت و برکت کا پتہ چل جائے اور وہ انتہائی عقیدت و نیاز مندی کے ساتھ شوق کے پروں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ آئیں اور نبی اکرم ﷺ کی نگاہ کرم، دعا و برکت اور جود و عطا سے فیض یاب ہوں اور دونوں جہاں کی سعادتیں سمیٹ کر گھروں کو لوٹیں۔

بارگاہ مصطفیٰ میں حاضری کی فضیلت

حج ایک ایسی عبادت اور عظیم نیکی ہے جو اپنے دامن میں کروڑوں نیکیوں کے انبار رکھتی ہے حج کر کے انسان نہ صرف گناہوں کے بوجھ سے ہلکا ہو جاتا ہے بلکہ کروڑوں نیکیاں بھی دامن میں بھر لیتا ہے اور اونچے درجات پر فائز ہو جاتا ہے۔

اس انمول نیکی کے رنگ ڈھنگ اور عظیم الشان عبادت یعنی حج کے آداب اور طور طریقے کس نے سکھائے؟ اور فرمانبردار بندوں کی طرح حج کرنے کا سلیقہ کس نے عطا کیا؟

ظاہر ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی رحمت حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ سب طور طریقے سکھائے ہیں اور خود حج کر کے اپنے بے مثال اسوہ اور نمونہ کے ذریعہ بتایا ہے کہ اس طرح اور اس انداز سے حج کرو۔

جس ہستی نے اتنی بڑی نعمت اور عالی شان عبادت سے روشناس کرایا، اب حاجی کا فرض ہے کہ اس ہستی مبارک کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بصد ادب و نیاز مدینہ طیبہ کا رخ کرے اور وہاں حاضر ہو کر سرکار نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرے اور نگاہ کرم کی برکات حاصل کرے۔

Marfat.com

حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ کی حاضری بہت بڑی سعادت ہے مرد مومن کو یہ سعادت ضرور حاصل کرنی چاہئے خود حضور ﷺ نے بھی امت کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی ترغیب دی ہے اور آنے والوں کو خصوصی فیوض و برکات سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ روضہ اطہر پر حاضری اور زیارت ہی کا قصد کر کے آئیں اس سے انھیں بے شمار فوائد حاصل ہوں گے اور وہ خصوصی عنایات کے مستحق قرار پائیں گے۔

زائر کو بارگاہ رسالت میں حاضری سے کیا فضائل و فوائد حاصل ہوتے ہیں مندرجہ ذیل احادیث میں ان کی تفصیل موجود ہے۔

(۱)۔ حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا

من جائنی زائرا لا تعمله حاجة الا زيارتي كان حقا علی ان اكون له شفيعا يوم القيامة۔

(دارقطنی)

"جو شخص میری زیارت کے لئے آیا اور میری زیارت کے سوا اسے کوئی اور ضرورت درپیش نہیں تھی' ہمارا یہ حق ہو گا کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں۔"

(۲)۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔

من زارنی متعمدا كان فی جواری يوم القيامة۔

(مشکوۃ المصابیح: ۲۴۰)

"جو قصد کر کے ہماری زیارت کے لئے آیا وہ قیامت کے دن ہماری پناہ میں ہو گا۔"

(۳)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

من زارنی بالمدينة محتسبا كنت له شفيعا و شهيدا يوم القيامة۔

(بیہقی)

Marfat.com

"جو شخص ثواب کی نیت کر کے مدینہ منورہ میں ہماری زیارت
کے لئے آیا تو ہم قیامت کے دن اس کے لئے شفاعت بھی کریں
گے اور گواہی بھی دیں گے۔"

ان احادیث میں قصد کر کے ثواب کی نیت سے صرف زیارت ہی کی خاطر بارگاہ رسالت میں حاضری دینے کا ذکر ہے اور اس طرح آنے والے کو یہ خوش خبری سنائی گئی ہے کہ حضور ﷺ اسکے حق میں گواہی دیں گے اور شفاعت بھی فرمائیں گے اور اپنے دامن رحمت اور اپنی حفاظت و پناہ میں بھی لیں گے حضور ﷺ کی شفاعت و شہادت اور حفاظت ایک مرد مومن کے لئے بہت بڑا انعام ہے اور یہ انعامات اس شخص کے لئے مخصوص فرمائے گئے ہیں جو قصد و ارادے سے بارگاہ مصطفیٰ میں آئے اور اس کا عقیدہ یہ ہو کہ یہاں حاضر ہونا باعث ثواب و سعادت اور موجب خیر و برکت ہے۔ متعمدا کا مطلب ہے قصد کر کے آنا اور محتسبا کا مطلب ہے 'ثواب سمجھ کر آنا۔ حدیث پاک میں اسی شان سے حاضری دینے اور زیارت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(۴)۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔

(مشکوۃ المصابیح: ۲۴۱)

"جس شخص نے حج کیا پھر ہمارے وصال کے بعد ہماری قبر کی
زیارت کی وہ ایسے ہو گا جیسے اس نے ہماری زندگی میں ہماری
زیارت کی۔"

(۵)۔ حضرت عبد اللہ ہی سے ایک اور حدیث مروی ہے۔

Marfat.com

من زار قبری وجبت له شفاعتی۔

(دار قطنی)

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اسکے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (یعنی ہم اس کی شفاعت فرمائیں گے)"

(۶)۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

من حج ولم یزرنی فقد جفانی۔

(دار قطنی)

"جس نے حج کیا اور میری زیارت کے لئے نہ آیا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

ان تین احادیث کا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حج کے بعد سب سے بڑا اخلاقی فریضہ بارگاہ رسالت کی حاضری ہے۔ حاجی کو چاہیئے ارکان حج سے فارغ ہو کر فوراً محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دے اور شفاعت کا مستحق بنے۔ حج کر کے بے گانوں کی طرح لوٹ آنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنے کے لئے نہ جانا محرومی اور بدقسمتی کی دلیل ہے۔ اس طرز عمل اور جفاکاری سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایسا شخص ظالم ہے جو شخص نبی پر ظلم کرے اور انہیں دکھ پہنچائے۔ ہر کوئی آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔
اس لئے سعادت اسی میں ہے کہ فرمانبردار امتی اور شکرگزار بندہ بن کر حج سے فارغ ہوتے ہی سیدھا مدینہ منورہ آئے اور اپنے لئے شفاعت وشہادت اور آخرت میں حفاظت کا انتظام کرے۔

Marfat.com

بارگاہ رسالت میں حاضری کے آداب

حاجیو! آؤ! شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

جب بارگاہ رسالت میں حاضری کے لئے مکہ مکرمہ یا کسی بھی مقام سے روانہ ہوں تو دل کو ہر قسم کے خیالات سے پاک کرلیں اور چشم تصور میں نبی مکرم ﷺ کے حسن و جمال کے جلوؤں کو بسالیں' درود شریف کی کثرت کریں اور دل کو روضہ اطہر ہی کی طرف متوجہ رکھیں' دنیاوی خیالات مادی تصورات سے مکمل طور پر چھٹکارا حاصل کرلیں' کیوں کہ اس مقدس بارگاہ کی طرف رواں دواں ہیں جو زیر آسمان سب سے بڑی اور عرش سے نازک تر ہے' جہاں اکابرین و عارفین بھی آتے ہوئے کانپتے اور دل و نگاہ کو قابو میں رکھتے ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

جب شہر مدینہ کی معطر ہوا سانسوں میں بسنے لگے اور دلربانبی کے خوشتر شہر کی حسین عمارات اور دلکش آثار نظر آنے لگیں تو بڑے ادب و احترام کے ساتھ معانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّكَ وَ مَھْبَطُ وَحْیِكَ فَامْنُنْ عَلَیَّ بِالدُّخُولِ فِیهِ وَ اجْعَلْهُ وِقَایَةً لِّی مِنَ النَّارِ وَ اَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ وَ اجْعَلْنِی مِنَ الْفَائِزِیْنَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰی یَوْمَ الْحِسَابِ۔ رَبِّ اَدْخِلْنِی مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِی مُخْرَجَ صِدْقٍ۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ ارْزُقْنِی مِنْ زِیَارَةِ رَسُولِكَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَائَكَ وَ اَھْلَ طَاعَتِكَ وَ انْقِذْنِی مِنَ النَّارِ وَ

Marfat.com

اغْفِرْلِی وَارْحَمْنِی یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

اے اللہ! یہ تیرے نبی مکرم کا حرم ہے اور نزول وحی کی مقدس سرزمین ہے مجھے اس میں داخل ہونے کی عزت عطا فرما' یہ تیرا احسان ہوگا اور اسے عذاب سے نجات اور آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بنا اور ان کامیاب لوگوں میں سے کر جنہیں بروز قیامت حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اے اللہ! مجھے صدق وصفا کی صفات کے ساتھ متصف کرکے اس میں داخل کر۔ اے اللہ! میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے رسول کریم ﷺ کی زیارت کی دولت عطا فرما جو تو نے اپنے اولیاء کرام اور اپنے اطاعت شعار بندوں کو عطا فرمائی اور مجھے دوزخ سے بچا' مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر' اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!

جب مدینہ منورہ میں داخل ہو جائیں تو خود کو ذہنی طور پر بارگاہ مصطفیٰ میں حاضری کے لئے تیار کرلیں ہر خیال دامن دل سے جھٹک دیں اور ذہن میں رکھیں کہ عقیدتوں کی آماجگاہ' مرکز قلب و نگاہ' ایمان و نور اور حسن وجمال کا سمندر' وہ سبز گنبد نظر آنے والا ہے جو دلوں کی دھڑکنوں اور آنکھوں کی پتلیوں میں بسا ہوا ہے اور پھر جونہی نظر آئے تو دیوانہ وار پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھیں اور تصور ہی میں دور سے اسے چومیں' ممکن نہیں کہ اس وقت آنسو نہ بہیں محبت و عقیدت سے آنکھوں کے گوشے نہ بھیگیں اور نیازمندی سے دل کی دھڑکن تیز نہ ہو اور فضاؤں میں دبی دبی سسکیاں تحلیل نہ ہوں اس عالم خود فراموشی اور حالت وجد وکیف میں زور زور سے درود وسلام پڑھیں آقا کا نام لے لے کر پکاریں یا رسول اللہ کے نعرے لگائیں اور جھوم جھوم کر اپنی محبت' بے قراری اور

Marfat.com

وارفتگی کا مظاہرہ کریں یہ وہ وقت ہوتا ہے جب محبت والے امتی سے ازخود ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں اسے پتہ بھی نہیں چلتا اور سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔

مدینہ منورہ میں آنے کے بعد ذوق و شوق کی حالت میں حاضری کے تصور کو ذہن میں جمائے اگر ممکن ہو تو جلدی جلدی غسل کرے پاک صاف کپڑے پہنے خوشبو لگائے اور پیکر ادب و نیاز بن کر مسجد نبوی کیطرف آئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ فْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

پڑھ کر، مسجد مبارک میں داخل ہو، محراب نبوی اور منبر شریف کے قریب جا کر دو نفل "تحیہ المسجد" ادا کرے پھر بارگاہ رسالت میں حاضری کیلئے مشرق کی طرف آئے، جدھر "جنت البقیع" ہے، اور "باب البقیع" کے راستے، حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہونے کی کوشش کرے۔

عام طور پر ادھر سے داخل نہیں ہونے دیتے، باب السلام کی طرف سے آنے دیتے ہیں ادھر سے آئے تو انسان سب سے پہلے حضور ﷺ کے بالکل سامنے پہنچتا ہے، اس وقت انسان کی قسمت عرش کمال پر ہوتی ہے، ان لمحات کو غنیمت جانے اور یقین کرے کہ اس وقت اس کے آقا و مکرم نبی ﷺ، اسے اس طرح دیکھ رہے ہیں جس طرح اپنی مجلس میں حاضر صحابہ کرام کو دیکھا کرتے تھے، کیونکہ وہ زندہ نبی ہیں اور ان کی حیات بالکل ویسی ہی ہے جیسی وصال فرمانے سے پہلے تھی، ایک لمحہ کیلئے موت کا ذائقہ چکھا، اب وہ پھر پہلے ہی کی طرح زندہ ہیں۔ اب اس تصور کو ذہن میں جمائے نہایت ادب و احترام کے ساتھ یہ سلام عرض کرے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ۔

Marfat.com

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ۔
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْن۔
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن۔
اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی آلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُهٗ وَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلَی الْمَلَائِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

جَزَاكَ اللّٰہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَحْسَنَ وَ اَفْضَلَ مَا جَزٰی نَبِیًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَ رَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَ نَصَحْتَ اُمَّتَكَ وَ جَاهَدْتَ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَ اَقَمْتَ الدِّیْنَ' جِئْتُ عَلٰی بَابِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَةَ۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ یَا سَنَدِیْ اَنْتَ بَابُ اللّٰہِ وَ مُعْتَمَدِیْ۔
فَبِدُنْیَایَ وَ بِآخِرَتِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ خُذْ بِیَدِیْ۔

"اے اللہ کے رسول آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو۔
اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کی طرف سے اس کے نبی کو' اور کسی امت کی طرف سے اس کے رسول کو جو جزا عطا فرمائی ہے' اللہ تعالیٰ ان سب سے بہتر و افضل جزا آپ کو عطا فرمائے' میں گواہی دیتا ہوں' کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اس کے بندے اور رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا' امت کی خیر خواہی

Marfat.com

کی' اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا' جیسا کہ جہاد کرنے کا حق تھا اور دین کو قائم کر دیا۔

یا رسول اللہ! میں آپ کے در اقدس پر حاضر ہوا ہوں' اور شفاعت کا سوالی ہوں۔

یا رسول اللہ! آپ ہی میرا اعتماد و سہارا ہیں اور باب اللہ ہیں' اس لئے یا رسول اللہ! دنیا اور آخرت میں میری دستگیری کیجئے۔"

اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه۔

اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه۔

اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَ اَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ اَنْ اَمُوْتَ عَلٰى مِلَّتِكَ وَ سُنَّتِكَ۔

"یا رسول اللہ میں شفاعت کیلئے التجاء کرتا ہوں' میری شفاعت فرمائیے! اور آپ کے توسل سے اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کی ملت اور سنت پر میری موت واقع ہو۔"

بارگاہ ابوبکر و عمر میں سلام

بارگاہ رسالت میں صلاۃ و سلام عرض کر کے' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کیلئے مشرق کی جانب تھوڑا سا سرکے ایک دو قدم بڑھانے ہی سے وہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حضور پہنچ جائے گا یہاں کھڑے ہو کر بڑے نیازمندانہ انداز سے یہ سلام عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰه۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَزِيْرَ رَسُوْلِ اللّٰه۔

Marfat.com

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ وَ رَفِيقِهٖ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنِهٖ عَلَى الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ-

"اے رسول اللہ کے خلیفہ اور وزیر' یار غار' ہم سفر ساتھی' اور ہم راز' آپ پر سلام ہو' اللہ تعالی ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔"

اب بارگاہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں حاضری اور سلام کیلئے پھر مشرق کی جانب دو قدم بڑھائے' وہ فورا جناب عمر فاروق اعظم کے سامنے پہنچ جائے گا یہاں بھی اس طرح سلام عرض کرے۔

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤمِنِيْنَ-

يَا عِزَّ الْاِسْلاَمِ وَالْمُسْلِمِيْنَ-

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا ثَانِيَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ-

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا مُعِيْنَ الضُّعَفَاءِ وَالْفُقَرَاءِ-

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ-

"اے دوسرے خلیفہ راشد! اسلام اور اہل اسلام کا سرمایہ افتخار علماء کے تاج' ناتواں لوگوں اور فقیروں کے مددگار' آپ پر سلام ہو اللہ تعالی آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔"

بارگاہ فاروق میں سلام عرض کر کے پھر تھوڑا واپس مغرب کی جانب مڑے' جدھر جناب ابو بکر صدیق رونق افروز ہیں اور دونوں صاحبوں کے درمیان کھڑے ہو کر' دونوں حضرات کو اس طرح سلام عرض کرے۔

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمَا يَا رَفِيْقَيْ رَسُوْلِ اللّٰه! يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰه!

جَزَاكُمَا اللّٰهُ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَا جِئْنَا كُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ

Marfat.com

اللّٰہِ ﷺ لِیَشْفَعَ لَنَا وَیَسْأَلَ اللّٰہُ رَبَّنَا اَنْ یَّتَقَبَّلَ سَعْیَنَا وَیُحْیِیَنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَیُمِیْتَنَا عَلَیْھَا وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ۔

"اے رسول اللہ کے دونوں دوستو! ہم لحد ساتھیو' اور وزیرو! آپ دونوں کو سلام' اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ دونوں حضرات کو بہترین جزا عطا فرمائے' ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ حضرات' حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کریں' کہ وہ ہماری شفاعت فرمائیں' اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ ہماری اس سعی و کوشش کو قبول فرمائے' اور حضور ﷺ ہی کی ملت پر زندہ رکھے' اسی پر موت دے اور حضور ہی کے گروہ میں اٹھائے۔"

اس کے بعد مغرب کی طرف پھر ایک قدم بڑھا کر دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور یوں سلام عرض کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُشْھِدُكَ وَ اُشْھِدُ رَسُولَكَ وَ اُشْھِدُ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ اُشْھِدُ الْمَلَائِكَةَ النَّازِلِیْنَ عَلٰی ھٰذِہِ الرَّوْضَةِ الْكَرِیْمَةِ الْعَاكِفِیْنَ عَلَیْھَا ۔ اِنِّی اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ وَحْدَكَ لاَ شَرِیْكَ لَكَ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ اَللّٰھُمَّ اِنِّی مُقِرٌّ بِجَنَایَتِی وَ مَعْصِیَتِی فَاغْفِرْلِی وَ امْنُنْ عَلَیَّ بِالَّذِی مَنَنْتَ عَلٰی اَوْلِیَائِكَ فَاِنَّكَ الْمَنَّانُ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

"اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں' اور تیرے رسول کریم اور جناب ابوبکر و عمر کو گواہ بناتا ہوں' اور اس روضہ اطہر پر اترنے والے اور یہاں ٹھہرنے والے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں

Marfat.com

کہ میں گواہی دیتا ہوں' کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں' تو اکیلا ہے' تیرا کوئی شریک نہیں اور جناب محمد مصطفیٰ ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

اے اللہ! میں اپنے جرم و گناہ کا اقرار کرتا ہوں' تو مجھے بخش دے اور مجھ پر احسان کر' جس طرح تو نے اپنے دوستوں پر احسان کیا' بے شک تو احسان کرنے وال' بخشنے والا اور رحمت فرمانے والا ہے۔

اے ہمارے رب کریم! ہمیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر' اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔"

دوست احباب کا دستور یہ ہے کہ وہ زائر کے ہاتھ بارگاہ رسالت میں سلام بھیجتے ہیں اگر کسی دوست نے اس کے ہاتھ سلام بھیجا ہو تو اب وہ پیش کرے اس کا طریقہ یہ ہے کہ سلام بھیجنے والے کا نام لے کر یوں کہے یا رسول اللہ! فلاں بن فلاں يُسَلِّمُ عَلَيْكَ یعنی فلاں بن فلاں آپ کو سلام عرض کرتا ہے۔

اس کام سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے۔

یا اللہ! تیرے محبوب نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں ان کے وسیلے سے میرے گناہ معاف فرما' وہ کام کرنے کی توفیق دے جس سے تو راضی ہو' مرتے وقت کلمہ نصیب فرما اور جنت میں جگہ دے۔

اے مولیٰ' پورے عالم اسلام پر نزع کا عالم طاری ہے' مسلمان ذلت و رسوائی کا شکار ہیں اور ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں' یہ اپنے شاندار ماضی کو بھول چکے ہیں' شوکت رفتہ سے ناآشنا اور مستقبل سے مایوس ہیں' غیر مسلم اقوام کی سازشوں کے جال

Marfat.com

میں پھنسے ہوئے ہیں' انہیں اپنے حال' ماضی اور مستقبل کا کچھ پتہ نہیں' مالک! انہیں شعور عطا کر' اپنوں بیگانوں کی پہچان عطا فرما' انہیں متحد و منظم کر دے اور اجتماعی دشمن کے خلاف یلغار کرنے کی توفیق دے' ان پر لطف و کرم کی نگاہ ڈال اور خود شناسی کا جوہر عطا فرما' تاکہ یہ ایک بار پھر زندہ و بیدار قوم کی حیثیت سے ابھریں اور اقوام عالم کی صفوں میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔"

مسلمانوں کو ہر جگہ دین دار اور دیانت دار قیادت عطا فرما' تاکہ یہ اپنا تشخص قائم کر سکیں اور اپنی حیثیت سب سے منوا سکیں' ان کو چور اچکوں سے نجات دے' خائن اور بے ایمانوں کے شر سے بچا اور ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ فرما' انہیں ایک مہذب شائستہ باوقار اور منظم قوم بنا دے' تاکہ غیروں کی نگاہوں میں ان کا بھی کوئی مقام اور نام ہو' مولیٰ رحم فرما۔"

حضرت خاتون جنت کی بارگاہ میں

حضرت سیدہ بتول خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے ایک قول کے مطابق روضہ اطہر کے ساتھ جہاں آپ کی رہائش گاہ تھی وہیں آپ مدفون ہیں اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ یہاں بھی آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کر لیا جائے اور جب زائر جنت البقیع میں پہنچے تو وہاں بھی سلام عرض کرے کیونکہ ایک قول یہ ہے کہ آپ وہاں آسودہ جنت ہیں۔

سلام اس طرح عرض کرے۔

Marfat.com

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰه۔
اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللّٰه۔
اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللّٰه۔
اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔
اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَةَ اَمِيْرِ الْمُوْمِنِيْنَ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى۔
اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضَا۔
اَلسَّلاَمُ عَلَيْكِ وَعَلٰى اَبِيْكِ الْمُصْطَفٰى وَبَعْلِكِ الْمُرْتَضٰى جِئْنَاكِ زَائِرِيْنَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِكِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاشْفَعِي لَنَا عِنْدَهٗ اَنْ يَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا الْعَظِيْمِ۔ فَيُمِتْنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِي زُمْرَتِهٖ وَيَسْقِيْنَا مِنْ حَوْضِهِ الْكَرِيْمِ لاَ نَظْمَأُ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

"اے اللہ کے رسول، اس نبی اور حبیب جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی نور نظر، لخت جگر، سربراہ خواتین عالم! آپ پر سلامتی اور اللہ کی برکات نازل ہوں اے امیرالمومنین مولا علی مرتضیٰ شیر خدا کی شریک حیات! اور جنتی جوانوں کے سردار جناب حسین و حسن کی امی جان! آپ کی بارگاہ میں سلام و رحمت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپ کو بھی اچھی طرح راضی کرے، آپ پر، آپ کے برگزیدہ و برتر والد گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ کے شوہر نامدار جناب علی شیر خدا رضی اللہ عنہ پر سلام ہو۔
ہم آپ کی بارگاہ میں زیارت کی خاطر حاضر ہوئے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کیجئے کہ وہ ہمارے رب عظیم کے حضور ہمارے لیے دعا

Marfat.com

فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کی ملت پر موت دے اور آپ کے گروہ میں ہمارا حشر کرے اور آپ کے حوض کوثر سے پانی پلائے جس کے بعد پیاس کبھی تنگ نہ کرے۔"

حضور ﷺ کے ساتھ روضہ اطہر میں جو ہستیاں آرام فرما ہیں ان سب کو سلام عرض کرکے اب "ریاض الجنہ" میں آئے اور ہو سکے تو ہر ستون کے پاس دو نفل ادا کرے اور جو چاہے مانگے' یہ تمام ستون مقامات قبولیت ہیں یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں چونکہ یہ وہ بابرکت ستون ہیں' جن پر اللہ کے محبوب کی نگاہ پڑ چکی ہے آپ مسجد میں آتے جاتے انہیں دیکھا کرتے تھے ان کے قریب بیٹھتے اور عبادت کرتے تھے اس لئے ان کے قریب بیٹھنا یہاں نوافل ادا کرنا سعادت کی معراج ہے۔

یہاں سے فارغ ہو کر "محراب نبوی" کے پاس آئے اور نفل ادا کرے اسی طرح منبر شریف کے قریب بھی نفل پڑھے اور دعائیں مانگے یہاں جو کچھ مانگا جائے وہ ملتا ہے اور تشنہ تکمیل مرادیں پایہ تکمیل تک پہنچتی ہیں۔

جنت البقیع کی حاضری

یہاں سے فارغ ہو کر جنت البقیع میں آئے اور یہاں کے مکینوں کو بڑے ادب سے اس طرح سلام کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْبَقِيْعِ يَا اَهْلَ الْجَنَابِ الرَّفِيْعِ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهِ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ' رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِوَالِدَيْنَا وَ لِاخْوَانِنَا وَ اَخَوَاتِنَا وَ لِاَوْلَادِنَا وَ اَصْحَابِنَا وَ لِمَنْ لَهٗ حَقٌّ عَلَيْنَا وَ لِمَنْ اَوْصَانَا وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

Marfat.com

"اے بقیع شریف کے عالی مرتبہ اور بلند پایہ مکینو! آپ پر سلامتی ہو آپ پہلے پہنچ گئے ہیں اور ان شاء اللہ ہم بھی آپ کے پیچھے آنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع غرقد کے ان ساکنوں کی مغفرت فرما ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے والدین کو ' ہمارے بھائی بہنوں کو ' اولاد و احباب کو ' اور ان سب کو جن کا ہم پر حق ہے اور جنہوں نے ہمیں وصیت کی ہے اور تمام مومن اور مسلمان عورتوں اور مردوں کو۔"

جنت البقیع شریف میں مقام و مرتبے کے لحاظ سے بڑی قد آور ہستیاں مدفون ہیں جن کے اسماء گرامی پہلے لکھ دیئے گئے ہیں زائر کو چاہیے کہ ان سب کو سلام عرض کرے خاص طور پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس طرح سلام کہے کیونکہ وہ تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ زَيَّنَ الْقُرْآنَ بِتِلَاوَتِهٖ وَ نَوَّرَ الْمِحْرَابَ بِاِمَامَتِهٖ وَ سِرَاجَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي الْجَنَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَ اَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَ جَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَ مَاْوَاكَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

"اے مومنوں کے امیر' تیسرے خلیفہ راشد آپ پر سلام ہو' جنہوں نے تلاوت کے ساتھ قرآن کو مزین اور امامت کے ساتھ محراب کو منور کیا جو جنت میں اللہ کے چراغ ہیں۔
اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپ کو بصورت احسن راضی کرے اور جنت کو آپ کا مقام و مسکن بنائے آپ پر اللہ کا سلام اور رحمت و برکت ہو۔"

Marfat.com

حضور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہاں بھی سلام عرض کرے پھر سورہ فاتحہ شریف پڑھے اور سورہ اخلاص شریف پڑھے اور اس کا ثواب تمام مدفون اکابرین کی ارواح کو بخشے اور ان کے توسل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا اور آخرت میں اپنی کامیابی کی دعا کرے اپنے دوست احباب عزیز واقارب اور اہل وطن کی بھلائی اور سکھ کے لئے بھی التجاء کرے' اسکے علاوہ جو خواہش اور مراد ہو وہ یہاں مانگے' انشاء اللہ پوری ہوگی کیونکہ یہ جگہ "محل اجابت" ہے یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں اس لئے جو تمنا ہو وہ پہلے ہی سوچ چھوڑے اور یہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے حصول کے لئے دعا کرے' اللہ نے چاہا تو مراد پوری ہوگی۔"

جنت البقیع شریف کا صبح و شام دروازہ کھلتا ہے اس وقت اندر جانے کی بھی اجازت ہوتی ہے آگے پیچھے دروازہ بند رہتا ہے اگر فاتحہ شریف پڑھنی ہو تو انسان جھروکوں میں کھڑا ہو کر باسانی فاتحہ پڑھ سکتا ہے۔

شہداء احد کے دربار میں

پھر جب بھی موقعہ ملے' زائر کو چاہیے احد پہاڑ اور اس کے دامن میں مدفون شہداء احد کی زیارت کے لئے جائے یہاں کی سربرآوردہ ہستی حضور ﷺ کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں انہیں اور دیگر شہداء کو اس طرح سلام عرض کرے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى۔

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ وَ يَا اَسَدَ اللّٰهِ وَ يَا اَسَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءُ وَ يَا سُعَدَاءُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ اُحُدٍ كَافَّةً عَامَّةً وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔

"اے اللہ کے رسول اسکے نبی اور حبیب جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے چچا اے سید الشھداء ! اے اللہ کے شیر! اے رسول اللہ کے شیر! آپ پر سلام ہو۔

اے احد کے دامن میں مدفون شہیدو! اے نیک بختو! تم سب پر سلام و رحمت اور اللہ کی برکت نازل ہو۔ تم نے جس صبر وثبات کا مظاہرہ کیا اس کی بدولت تم پر سلامتی ہو (کوئی شک نہیں کہ) دار آخرت ہی بہترین گھر ہے۔"

زائرین کے لئے ضروری ہدایات

زائر کو چاہیے وہ ضروری زیارات سے فارغ ہو کر مسجد قبلتین اور مساجد ستہ کے علاوہ دیگر آثار اور مقدس مقامات کی زیارت کے لئے بھی جائے خصوصا ان کنوؤں کو دیکھے جن سے حضور نبی اکرم ﷺ نے غسل فرمایا' یا اس میں تھوک مبارک ڈالا یا اس میں سے پانی نوش فرمایا اور ان کنوؤں کی زیارت کے علاوہ ان کا پانی بھی پیئے تاکہ برکات حاصل ہوں۔

مسجد قبا شریف میں ہر روز حاضری نہ دے سکے تو ہر ہفتے ضرور حاضری دے اسی طرح شھداء احد کے پاس ہر جمعرات کو جائے جنت البقیع شریف چونکہ بالکل نزدیک ہے اس لئے وہاں صبح و شام حاضری دے۔

Marfat.com

زیادہ وقت مسجد نبوی شریف میں گذارے اور اس حصے میں بیٹھنے کی کوشش کرے جو مسجد قدیم ہے اور ہمیشہ اعتکاف کی نیت کر کے بیٹھے اور ہر نماز باجماعت ادا کرے اور کم از کم ایک قرآن پاک ختم کرے۔

ہر نماز کے بعد روضہ اطہر پر حاضری دے یا کم از کم صبح و شام ضرور سلام کے لئے جائے' جب مسجد کے اندر ہو تو جالی مبارک کو دیکھتا رہے اسے چھونے یا چومنے کی کوشش نہ کرے' یہ بے ادبی ہے اور جب بازار میں ہو اور دور سے روضہ اطہر کا سبز گنبد نظر آئے تو ایک لحظہ کے لئے رک جائے اور ہاتھ باندھ کر دور ہی سے صلوۃ وسلام عرض کرے جب بھی گنبد مبارک نظر آئے اسی طرح کرے' وگرنہ دوسری صورت میں بے احتیاطی اور لاپرواہی آجاتی ہے جو ایک سچے امتی کی شان کے لائق نہیں بلکہ حرماں نصیبی اور بدقسمتی کی دلیل ہے۔

اہل شہر خواہ کیسا ہی سلوک کریں' ان کے ساتھ ہمیشہ عقیدت و محبت سے پیش آئے اور ان کے لئے دل میں نفرت و حقارت کے جذبات نہ پیدا ہونے دے' خواہ ان سے کیسا ناشائستہ فعل سرزد ہو' صرف یہ خیال رکھے کہ وہ شہر حبیب کے باسی ہیں اور حضور ﷺ کے پڑوسی ہیں انکی عظمت و کمال کے لئے یہی نسبت کافی ہے' ہمیشہ اسی کو ملحوظ رکھے اور ان کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ نہ کہے۔

جتنے دن وہاں ٹھہرے اس کا ایک ایک پل اسی طرح زیارت و عبادت میں گذرے کوئی لمحہ غفلت اور بے کاری میں نہ گذرے' ہر وقت دھیان روضہ اطہر اور حضور رسول اکرم ﷺ کی طرف رہے اور ان لمحات واوقات کو غنیمت اور حاصل زندگی جانے جو مدینہ کی فضاؤں' گلی کوچوں اور مسجد نبوی کے نورانی ماحول میں گزر رہے ہیں۔

Marfat.com

الوداعی سلام

جب واپسی کا دن آئے تو روضہ اطہر پر الوداعی سلام کے لئے حاضر ہو اور جدائی کا تصور کر کے افسردہ و غمگین لہجے میں یوں عرض کرے

اَلْوِدَاعُ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! اَلْفِرَاقُ یَانَبِیَ اللّٰہ!

لاَ جَعَلَہُ اللّٰہُ آخِرَ الْعَھْدِ بِمَسْجِدِكَ وَ حَرَمِكَ بَلْ یَسَّرَ لِی الْعَوْدَ اِلَیْكَ وَ الْوُقُوْفَ بَیْنَ یَدَیْكَ وَ رَزَقَنِیَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ اِنْ عِشْتُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی جِئْتُكَ وَ اِنْ مِتُّ فَاَوْدَعْتُ عِنْدَكَ شَھَادَتِی وَ اَمَانَتِی وَ عَھْدِی وَ مِیْثَاقِی مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَ ھِیَ شَھَادَۃُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہُ لاَ شَرِیْكَ لَہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَ رَسُوْلُہُ۔

"یارسول اللہ! رخصت کا وقت آگیا' میرے آقا! جدائی کی گھڑی آپہنچی' اللہ کرے آپ کے حرم شریف اور آپ کی مسجد مبارک کی ہمارے لئے یہ آخری زیارت نہ ہو' بلکہ اللہ تعالی لوٹ کر آنے اور پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں دنیا و آخرت میں امن و سلامتی اور خیر و عافیت سے نوازے اگر زندہ رہا تو پھر سرکار کے قدموں میں آؤں گا اور اگر مرگیا تو میں اسی دن سے قیامت تک کے لئے اپنی شہادت اور اپنا عہد و پیان حضور کے پاس امانت رکھ کر جارہا ہوں اور وہ امانت توحید و رسالت کی گواہی ہے' بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اسکے بندے اور رسول ہیں۔

Marfat.com

واپسی کی دعا

اس کے بعد اللہ کے حضور ہاتھ اٹھاکر یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِیۡ اَسْاَلُکَ بِنُوۡرِ وَجْھِکَ اَنْ تَغْفِرَلِی وَلِجَمِیْعِ اَھْلِ بَیْتِی وَ اَحِبَّائِی وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُومِنَاتِ مَغْفِرَۃً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا وَ تُدْخِلَنَا الْجَنَّۃَ جَمِیْعًا بِغَیْرِ حِسَاب ۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا جَمِیْعًا مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ اَمِتْنَا وَ اَمِتْھُمْ مَعَ الْاِیْمَانِ عَلٰی مَحَبَّتِکَ وَ مَحَبَّۃِ نَبِیِّکَ ﷺ آمین بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

"اے اللہ! میں تیری ذات پاک سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے' میرے اہل خانہ' دوست احباب' اور تمام مرد و عورت اہل ایمان کو بخش دے' کوئی گناہ باقی نہ رہنے دے اور حساب کتاب کے بغیر جنت میں داخل فرما۔

اے اللہ! شیطان کے وسوسوں سے ہم سب کو بچا اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ایمان پر موت دے' سب لوگ تیری اور تیرے پیارے نبی ﷺ کی محبت کی دولت لے کر اس دنیا سے رخصت ہوں۔

نہایت مغموم حالت میں مسجد نبوی شریف سے نکلے اور بار بار سبز گنبد کو دیکھے اور اپنے اشتیاق و محبت کا اظہار کرے' جدائی اور فراق کے تصور سے اس کے دل پر جو کیفیت بیت رہی ہو' اس کے اظہار میں بخل نہ کرے بلکہ حرکات و سکنات سے اس کا اظہار ہونے دے۔

پھر جب گاڑی میں بیٹھا ہو اور وہ واپسی کے لئے سفر کر رہا ہو تو بازاروں میں سے گذرتے ہوئے گنبد خضرا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے منتظر اور بے قرار رہے اور جونہی گنبد شریف نظر آئے تو شوق کے ساتھ اسے دیکھے اور

Marfat.com

ساتھ ساتھ درود و سلام بھی پڑھتا رہے ' اس شان سے اور اس آرزو کے ساتھ پلٹے کہ وہ پھر کرم فرمائیں گے اور پھر ان کے دربار کی حاضری نصیب ہوگی ' وہی شب و روز ہوں گے ' وہی آنکھیں ہوں گی اور وہی گنبد خضرا۔

وہ دن بھی تو آئے گا جائیں گے ظہوری سب
اترے گی غلاموں کی بارات مدینے میں

OOOOOOO

Marfat.com

Marfat.com

مہکتی مسکراتی علمی و ادبی اور مدلل خوبصورت کتابوں کے مصنف

شیخ الحدیث

علامہ محمد معراج الاسلام ایم اے

کی دیگر تبلیغی اور فنی کتابوں کی فہرست

گنبد خضراء پبلیکیشنز

دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com

علم وادب اور فکر وفن کا حسین امتزاج

☆حدیث فہمی کی راہ میں سنگ میل☆

عصر حاضر کا علمی' ادبی اور فنی شاہکار

منہاج البخاری

تصنیف : محمد معراج الاسلام ایم اے

شیخ الحدیث منہاج القرآن بین الاقوامی یونیورسٹی لاہور

1-بخاری شریف کو لغوی ومعنوی' علمی وفکری' فقہی واجتہادی' فنی اور تاریخی اور دیگر مختلف پہلوؤں سے بڑے حکیمانہ انداز میں سمجھنے کے لیے ایک جامع اور مربوط شرح

2-لفاظ وتراکیب کی لفظی ومعنوی تشریح' تاریخی واقعات اور پس منظر کی روشنی میں' احادیث کی تفہیم' ترجمہ اور ترجمانی کا اچھوتا انقلابی انداز

3-مدلل' دلکشا' سلیس' دلنشین اور رواں دواں اسلوب تحریر

4- عشق ومحبت' روحانیت ونورانیت اور علمیت وبلاغت کا بہتا ہوا قلزم

5-ان باذوق علماء' ذہین طلباء اور روشن فکر اہل علم کے لئے جو بخاری شریف کو فنی باریکیوں کے ساتھ پڑھنا اور سمجھنا چاہتے ہیں

اپنے شہر کے کسی بھی اسلامی کتب خانہ سے طلب کریں یا ہمیں لکھیں

صفحات 536 بڑا سائز قیمت 200روپے

Marfat.com

کعبۃ اللہ اور اس کا حج

﴿حج کے موضوع پر ایک نادر روزگار شاہکار کتاب﴾

☆کعبہ شریف کیا ہے ؟ کب ،کیوں اور کس طرح وجود میں آیا ؟ اسے کن نادر روزگار ہستیوں نے تعمیر کیا ؟

☆حج کیا ہے ؟ مقامات حج کونسے ہیں ؟ اور ان ہی مقامات پر حج کیوں کیا جاتا ہے ؟

☆مناسک حج کیا ہیں ؟ تمام مقامات اور مناسک حج کا پوراپس منظر۔

☆طواف کی اقسام۔حج کی اقسام اور ہر قسم کا حج کرنے کا طریقہ۔

☆حج کو نقصان پہنچانے والی غلطیوں کی نشاندہی اور انکے اثرات زائل کرنے کے لیے کفارات وصدقات کی تفصیل۔

☆کعبہ شریف کے درودیوار ' حدود و جہات اور اس میں نصب حجر اسود کا مکمل تعارف

☆غرض علمی ،فکری اور تاریخی حوالے سے اپنے موضوع پر ایک معلومات افزا نورانی اور ایمان افروز کتاب ' جس کے مطالعہ سے حج کا پورا خاکہ ذہن میں آجاتا ہے۔

کعبہ شریف سے متعارف ہونے اور حج کا ذوق وشوق حاصل کرنے کے لے حجاج کرام اور عام قارئین کے لیے یکساں مفید

نیم ادبی ' عام فہم ' شگفتہ اور آسان انداز بیان

صفحات 352- قیمت 110 روپے

Marfat.com

مسجد نبوی

مسجد اسلام میں عبادت گاہ ہی نہیں، تعلیم و تربیت کا گہوارہ بھی ہے، اسی لئے حضور ﷺ نے سب سے پہلے مسجد نبوی ہی کی بنیاد رکھی، بذات خود اس کی تعمیر میں حصہ لیا اور بعد میں اس کی توسیع بھی فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ مسجد نبوی، اہل دل کا قبلہ اور ان کی محبتوں کی جلوہ گاہ ہے، وہ ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے اس کی زیارت کے لئے آتے اور دھڑکتے دل کے ساتھ اس میں داخل ہوتے ہیں۔

☆ مگر کتنے ایسے لوگ ہیں جنہیں یہ علم ہے کہ........

☆ یہ مسجد کن تعمیراتی مراحل سے گزری

☆ کن خلفاء اور شاہان و سلاطین نے اس کی تعمیر و توسیع میں حصہ لیا

☆ اس مسجد میں کیسے کیسے نادر روزگار واقعات پیش آئے

☆ حضور ﷺ نے اس میں کون کون سے اہم مسائل بیان فرمائے

☆ منبر شریف کب بنایا گیا اور اس پر آپ نے کیا کیا خطبات دیئے

اپنے محبوب نبی کی اس پیاری مسجد کے بارے میں ایسی ہی نادر، حیرت انگیز اور حسین ترین معلومات حاصل کرنے کے لئے اہل علم حضرات خصوصاً علماء اور طلباء کے لیے ایک دلچسپ علمی ادبی تاریخی اور ایمان افروز مجموعہ

خوبصورت مجلد　صفحات 480　قیمت 120 روپے

Marfat.com

عشق رسول ﷺ سے آباد اور منور دل رکھنے والے سعادتمندوں کے حضور عشق و محبت سے لبریز تحفہ

گنبد خضرا کی تعمیر اس کی مکمل تاریخ' زیارت کی شرعی حیثیت' زیارت کے آداب' اعتقادی و نظریاتی مباحث اور دیگر گوناگوں مسائل و واقعات کا دلچسپ' علمی خیال افروز اور پہلا جامع تذکرہ

گنبد خضرا اور اس کے مکیں

جس کے مطالعہ سے قلب و روح میں محبت کا طوفان امڈ آتا ہے

۱۔ روضہ اطہر کہاں تعمیر ہوا؟

۲۔ تعمیر و تولیت میں حصہ لینے والے "اولیاء و خلفاء و سلاطین" اور "روضہ اقدس" کے اندر مدفون ہونے کا اعزاز پانے والی معزز شخصیات کا تعارف اور ان کے تاریخی کارنامے

۳۔ وصال اقدس سے پانچ روز پہلے کے اہم واقعات اور غسل و تدفین کی تفصیلات

۴۔ وصال شریف کے بعد مدینہ منورہ میں بپا ہونے والی قیامت صغریٰ

Marfat.com

کا دلگداز منظر

۵ ۔روضۂ اقدس کی حرمت کے خلاف کی جانے والی یہود و نصاری اور روافض کی مکروہ سازشوں کا عبرتناک انجام

۶ ۔ایک غیبی آگ کے ظہور کی نادر تفصیلات جس کی پیشگوئی حضور ﷺ نے پہلے ہی فرمادی تھی

۷ ۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی قد آور شخصیت، حیرت انگیز و بے نظیر سیرت، قائدانہ جلالت و صلاحیت، بے مثل کردار و تدبر اور زندگی کے اہم گوشوں کی نورانی جھلکیاں

قیمت 140 روپے

Marfat.com

اسلام میں وسیلے کا تصور

﴿ایک فکر افروز انقلابی کتاب﴾

☆ وسیلے کا لغوی اور شرعی مفہوم' اس کی مختلف صورتیں اور قسمیں

☆ وسیلے کے جواز پر قرآنی اور عقلی دلائل

☆ انبیاء و اولیاء کے ساتھ "زندگی میں" اور "وصال کے بعد" توسل پر دلائل

☆ اسی طرح "زندگی میں" اور "وصال کے بعد" ان سے دعا کرانے کے دلائل

☆ نیک اعمال اور تبرکات کو وسیلہ بنانے کے دلائل

۱- غرض قرآن و حدیث کی روشنی میں دلنشین دلائل کا بہتا ہوا سمندر

۲- رواں دواں ادبی دلچسپ اور عام فہم اسلوب

۳- ہر دلیل کا علمی و تاریخی پس منظر تاکہ ہر دلیل ذہن نشین ہو جائے۔

۴- ایک انوکھی انمول اور یادگار کتاب جس نے فکر و نظر کے رخ موڑ دیئے۔

گنبد خضرا پبلی کیشنز

داتا دربار مارکیٹ (سستا ہوٹل) لاہور

Marfat.com

دروس بسم اللہ

☆ بسم اللہ شریف کے موضوع پر نادر و نایاب اور ایمان افروز علمی و فکری معلومات کا خزانہ۔

☆ بسم اللہ میں پوشیدہ اسرار و معارف کی معنی خیز تفصیلات۔

☆ طلباء و خطباء اور اہل ذوق کے لئے دانش افروز معلومات۔

تفسیری نکتے وظائف وحکایات دروس وخطبات

حسین ترین ٹائٹل صفحات: 112 قیمت: 36روپے

کشف المحجوب میں ایثار کا بیان

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ' مقبول ترین کتاب' کشف المحجوب شریف کے ایک باب کا سلیس و دل نشین خلاصہ جو آنکھوں کی راہ دل میں اتر جاتا ہے۔

حضور داتا صاحب کے بیان کردہ حیرت انگیز واقعات مؤثر تفصیلات اور صوفیانہ تعلیمات۔

مختصر مگر جامع اور مربوط تحریر

صفحات: 32 قیمت: 12روپے

Marfat.com